For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

مکمل ناول

نفرت عشقم

ایس آر

ساری رات ڈیرے پر گزارنے کے بعد وہ صبح 4 بجے حویلی آیا تھا اور اب چار گھنٹے آرام کرنے کے بعد وہ پھر سے نک سک سا تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر آیا تھا۔۔۔

اپنی وجاہت سے بھرپور شخصیت کی وجہ سے وہ سب لڑکیوں کے دلوں میں دھڑکن بن کر دھڑکتا تھا کوئی ایک بار اسے دیکھ لیتی تو اسکی شخصیت میں مسمرائز ہو کر رہ جاتی تھی گورا رنگ چہرے پر داڑھی کالی گہری آنکھیں جن کی ایک جنبش سے کئیوں کے دل دھڑک اٹھتے تھے۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

وہ وجاہت کا شاہکار تھا مغرور سا بس اپنی منوانا جانتا تھا کسی اور کی ماننا تو اسنے سیکھا ہی نہیں تھا رحم کی بھیک مانگتے تھے سب اس سے لیکن وہ بے رحم تھا سفاک شخصیت کا مالک۔۔۔

وہ شاہانہ چال چلتا ہوا کھانے کی میز کی طرف بڑھا تھا ایک کرسی کھنچتے ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ملازمہ نے جلدی سے کھانا لاتے وہاں پر کھڑے ملازم کو دیا تھا جسنے جلدی جلدی کھانا ٹیبل پر لگانا شروع کیا تھا۔۔۔

اسے لڑکیوں کا بلاوجہ مردوں کے سامنے آنا نہیں پسند تھا اسی لئے کھانا بناتی تو عورتیں ہی تھی لیکن میز پر مرد ملازم ہی کھانا لگاتے تھے۔۔

شجر میرے شیر کہا جانے کی تیاری ہے اتنی دیر سے تو گھر آئے ہو اور اب جلدی جا رہے ہو؟ دو گھڑی اپنی ماں کے پاس بھی بیٹھ جایا کرو۔۔ مورے نے اسے دیکھتے ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔۔

مورے آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں میں مرد ہوں کوئی عورت تو ہوں نہیں جو گھر پر ٹک کر بیٹھوں گھر پر ٹک کر بیٹھنا عورتوں کا اچھا لگتا ہے مردوں کا نہیں اس لئے بلاوجہ ہمیشہ ہی ایک ہی بات نہ کیا کرو۔۔

اسنے کھانا ختم کرتے شیر خان کو اشارہ کیا تھا جسنے اشارہ ملتے ہی باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی اور باہر کھڑی جیپ سٹارٹ کی تھی پیچھے اسکی مورے خالی کرسی کو اور اس راستے کو تکتی رہ گئی تھی جہاں سے انکا چشم و چراغ اس وقت گیا تھا۔۔۔

انہوں نے دل سے دعا کی تھی کہ کاش اسکی زندگی میں کوئی ایسی وجہ آ جائے جسکی وجہ سے وہ گھر پر وقت گزارے نہ کہ باہر یہ سوچتے انہیں نے آخری نظر اٹھا کر اس راستے کو دیکھا اور مایوسی سے باورچی خانے کا رخ کر لیا تا کہ اپنے لخت جگر کے انے سے پہلے اسکے لئے کچھ اچھا بنا سکیں۔۔۔

آج شجر خان نے گاؤں کے باغ کا چکر لگانا تھا کام تو کچھ خاص نہ تھا لیکن اسے گھر پر بیٹھنا بلکل بھی گوارا نہ ہوتا تھا اسکا ماننا تھا گھر بس عورتوں کے لئے حیا مردوں کے لئے گھر بس رات کے وقت کے لئے ہی ہے۔۔

راستے میں جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا لوگ کھڑے ہو کر اسے سلام کر رہے تھے جنکا جواب وہ دینا زروڑنا سمجھتا تھا باغ کے قریب جب گاڑی رکی تو اسنے کالی کھری میں موجود اپنے پاؤں زمین پر رکھے تھے اور وہاں کھڑے ایک شخص نے اگے بڑھتے اپنے کندھے سے چادر اتارتے اسکے پاؤں صاف کئے تھے شجر ایک نظر اسے دیکھے بغیر اگے کی طرف بڑھ گیا تھا جب کہ شیر خان اسکے پیچھے پیچھے تھا۔۔۔

یہ باغ بہت ہی خوبصورت تھا یہاں زیادہ تر لوگوں کو انے کی اجازت نہ تھی لیکن اسکی غیر موجودگی میں اکثر یہاں کی سیر کو کوئی نہ کوئی آجاتا تھا لیکن اپنی موجودگی میں وہ کسی کا سایہ بھی برداشت نہ کرتا۔۔۔

اس سے پہلے . وہ اگے بڑھتا اسے ایک آنچل لہراتا ہوا نظر آیا تھا وہاں کوئی لڑکی کھڑی تھی جو شائد اکیلی تھی نجانے اسکے دل میں کیا سمائی اسکے قدم خود بخود اسکی طرف بڑھنے لگے اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا ایک چھوٹی سی لڑکی جسنے دو اپنے بالوں کی پونیاں باندھی ہوئی تھی وہ اسکی طرف بڑھی اسکے بعد جو گفتگو انکے درمیان ہوئی اسے سن کر وہ شدید طیش میں آگیا تھا وہ چھٹانگ بھر کی لڑکی اسکے بارے میں کیا کیا بولے جا رہی تھی اسکے ہی گاؤں میں رہتے اسکی زمین پر کھڑی وہ اس وقت اسکو ہی برا بھلا کہہ رہی تھی۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں میں کب سے آوازیں دے رہی ہوں وہ بھاگتی ہوئی آئی تھی اور اب گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اپنے سانس کو ہموار کرنے کی کوشش میں ہلکان خجستہ سے مخاطب ہوئی تھی۔

تو تمہارے پیچھے کون لگا ہوا ہے جو اتنا تیز بھاگ کر آ رہی ہو آرام سے آ جاتی بتایا تو تھا تمہیں کہ میں باغ جا رہی ہوں پھر بھی تمہارا یہ بچپنا ختم نہیں ہوتا تھوڑا تحمل سے کام لیا کرو اب تم بچی نہیں ہو بڑی ہو گئی ہو وہ ایک ہاتھ سے اپنے آنچل کو سر پر جماتے ہوئے یہاں وہاں دیکھتے اپنے دوپٹے کے ایک سرے کو اپنے دانتوں میں پھنسائے اپنا آدھا چہرہ ڈھک چکی تھی۔۔۔

مجھے تحمل کا پاٹ بعد میں پڑھا لینا پہلے چلو یہاں سے میں نے اتے ہوئے سنا ہے کہ آج چھوٹے سرکار باغ انے والے ہیں اس سے پہلے وہ یہاں پہنچے چلو یہاں سے چلتے ہیں تم تو جانتی ہی ہو وہ کتنے خطرناک ہیں خنسا نے اپنی بڑی بہن کو اپنی طرف سے توراز کی بات بتائی تھی لیکن وہ شائد جانتی نہیں تھی اسکی بہن کو ان سب سے پرواہ ہی کب تھی وہ تو اپنی کرنے والوں میں سے تھی اس وقت بھی اسنے خنسا کی بات کو ناک پر سے مکھی کی طرح اڑا دیا تھا۔۔

ہونگے وہ تمہارے چھوٹے سرکار ایک نمبر کا مغرور شخص ہے وہ پتا نہیں تم لوگ کیوں اتنا ڈرتے ہو اس سے ایسے لوگوں کو اگر منہ توڑ جواب نہ دیا جائے تو انکی ہمت اور بڑھتی ہے اور وہ اپنی طاقت کا بے جا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم جیسے لوگوں پر حکومت کرنے لگتے ہیں اب یہ سب ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے کہ ہم غلام بننا چاہتے ہیں یا اسے لوگوں کو منہ توڑ جواب دے کر ان پر اپنی ہمت واضح کرتے ہیں انسان میں کم سے کم اتنی ہمت ہونی چاہیے کہ وہ کسی اور کے لئے نہ سہی لیکن اپنے لئے آواز ضرور اٹھائے۔۔ وہ بولتے ہوئے ایک بار پھر اپنے آنچل کو سر پر ٹکا گئی تھی..

اس سے پہلے وہ اگے بڑھتی کہ پیچھے سے کسی نے اسکے بازو کو پکڑتے اپنی طرف کھنچا تھا اسکی چھوٹی بہن تو مقابل کھڑے چھوٹے سرکار کو دیکھتے ہی وہاں سے گھر کی طرف بھاگی تھی تاکہ اپنے باپ کو مدد کے لئے بلا سکے۔۔۔

خجستہ جو اس اچانک عمل کے لئے تیار نہیں تھی بے ساختہ کسی سخت چٹان نما سینے سے ٹکرائی تھی اسکے دل کی دھڑکن کانوں میں بج رہی تھی سر پر سلیقے سے سجایا ہوا دوپٹہ سرکا تھا اور منہ میں دبا پلو بھی چھوٹا تھا گھنے بالوں کی چوٹی لہرا کر اسکے کندھے پر آئی تھی۔۔اسنے اپنی پلکوں کی جھالر اٹھائی تھی اور اپنے سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں حیرت کے بعد نفرت اور کراہیت کے تاثرات نمایا ہوئے تھے جنکو دیکھتے مقابل کے ماتھے پر بل نمایا ہوئے تھے۔۔۔

اسنے جوں ہی بازو پکڑ کر کھنچا تو اپنے مقابل اس پری پیکر کو دیکھ کر وہ تھوڑی دیر پہلے ہوئی اپنی بے عزتی سب بھول چکا تھا ابھی وہ اسکے انوکھی خوشبو میں ہی کھویا ہوا تھا جب اسنے جھکی پلکیں اٹھائی تو شجر اس سے پہلے ان میں کھو جاتا اسے ان آنکھوں میں اپنے لئے حقارت اور نفرت کے تاثرات نظر آئے جنکو دیکھتے اسے عجیب سی بے سکونی محسوس ہوئی اسنے اس ایک پل کے لمحے سے خود کو آزاد کروایا اور اب شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

تم نے اپنی اوقات دیکھی ہے؟ تمہیں شکر گزار ہونا چاہیے کے میرے سامنے میری ہی زمین پر کھڑی ہو کر میرے خلاف جو فضول گوئی کر رہی ہو اسکا میں نے کوئی سخت قدم نہیں اٹھایا ورنہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتی اسنے اسکے بازو پر گرفت اور مظبوط کی تھی کیوں کہ وہ خود کو آزاد کروانے کی جدوجہد میں مصروف تھی۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں تمہارو تمہارے منہ لگنے کا میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ وہ حال کروں گی یاد رکھو گے اسنے دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔

چھٹانگ بھر کی ہو اور مجھے دھمکی دے رہی ہو؟ اسنے داد میں آئیبرو اچکائی تھی۔۔۔

خجستہ نے اپنا بازو چھڑوانے کے لئے اسکے ہاتھ پر دانت گاڑھے تھے اپنا ہاتھ آزاد کرتے ہی اسنے دوپٹہ سہی کرتے ایک زناٹے دار تھپڑ اسکے گال پر رسید کیا تھا۔۔

شجر کو اس لڑکی سے اس عمل کی ہر گز توقع نہیں تھی اسنے اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو بمشکل قابو کرتے نفرت اور غصّے سے لال بھبو کا چہرہ لئے اسکی طرف دیکھا تھا جو آنکھوں میں تمسخر لیتے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

اپنی یہ آوارہ گردی اور غنڈا گردی کہی اور جا کر دکھانا تم جیسا مغرور اور اپنی دولت کے نشے میں چور شخص عزت اور بے عزتی میں فرق نہیں جان سکتا جو میرے کیا ہے یہ اسکا انجام ہے۔۔۔

جسکے تم حقدار ہو آج کے بعد اپنی گندی نظر میری طرف کرنا بھی مت میں دب کر چپ ہونے والوں میں سے نہیں ہوں دو کھالوں گی لیکن ایک ماروں گی ضرور اسی لئے کہتے ہیں انسان کی عزت اور بے عزتی اسکے اپنے ہاتھ ہوتی ہے ہونے گھٹیا عمل سے تم نے بے عزتی کا مزہ تو چکھ ہی لیا ہو گا وہ اسے وارن کرتی تنفر سے وہاں سے جا چکی تھی جب کہ شجر کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس لڑکی کے ٹکرے ٹکرے کر دیتا۔۔

مجھے رات تک اس لڑکی کے بارے میں سب معلومات چاہیے اسے تو یہ تھپڑ بہت بھاری پڑے گا ایسی جگہ ماروں گا کہ نہ مردوں میں شمار ہو گی نہ زندہ میں۔۔۔

اسنے غصّے سے ہونے قدم باغ کے پیچھے موجود ڈیرے کی طرف بڑھائے تھے حقے کو منہ لگاتے وہ اس لڑکی کے انجام کے بارے میں سوچ رہا تھا یقینا اس نے اپنے لئے جہنم چن لی تھی اب شجر تو قبر تک اسکا پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔۔

For more visit: https://exponovels.com/ mailto:exponovels@gmail.com

اسکا غصّہ تھا کہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا اسنے شیر خان کو اشارہ کیا تھا جسنے اسکے پالے ہوئے پالتوں کتوں کو اسکے سامنے کیا تھا جنکو دیکھتے اسکی آنکھوں میں ایک چمک سی آگئی تھی۔۔۔
تھوڑی دیر بعد ہی اس باغ کے آس پاس کی فضا چیخ و پکار سے گونج اٹھی تھی شجر خان کے شکاری جنگلی کتوں نے دو جوان لڑکوں کا ایسا حال کیا تھا کہ دیکھنے والے کی روح لرز جاتی پورے گاؤں والے یہ سب دیکھتے ڈر و خوف سے کانپ رہے تھے لیکن جب یہ بات اسد خان کو پتا لگی تو انکا سینا اور چوڑا ہو گیا تھا یہی سب تو وہ اپنے جاں نشین سے چاہتے تھے جو بس اپنی کرے باقیوں کی نہ سنے اور آج شجر خان بلکل ویسا ہی بن چکا تھا۔۔

اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ کسی کی اولاد موت کے منہ میں جا چکی ہے یا کوئی بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے اسے بس خود سے غرض تھی۔

شیر خان نے رٹے ہوئے طوطے کی طرح اسے ساری معلومات اکر دیدی تھی جسے سنتے شجر خان نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا تھا اور کہا تھا۔۔

شیر خان گاڑی نکالو۔۔

جی سرکار۔۔۔

سرکار غلطی معاف لیکن وہ لڑکی اتنی معمولی سی ہے اس سے کیا بدلہ لینا؟ وہ تو ایک وار پر ہی مر جائیگی شیر خان نے ڈرتے ہوئے کہا تھا کیوں کہ وہ اپنے سردار کے غصّے سے واقف تھا اور اب وہ حسین لڑکی اسکے چنگل میں پھنسنے والی تھی۔۔۔

جب کہ شیر خان کی نظر تو اس لڑکی پر پہلے سے ہی خراب تھی۔۔۔اگر اب شجر نے اس پر نظر ثانی کر لی تھی تو مطلب صاف تھا اب شیر خان اس پر نظر نہیں رکھ سکتا تھا اسی لئے وہ یہ جتن کر رہا تھا۔۔

اوقات تو اسکی اس گاؤں میں رہنے کی بھی نہیں ہے لیکن اب میں اسے نکالو گا نہیں بلکہ اب سزا کا وقت ہے تم بس دیکھتے جاؤ میں کرتا کیا ہوں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسنے کندھے پر پڑی چادر درست کی تھی اور خود باہر موجود منظر کو دیکھنے لگا اس وقت اسکے چہرے پر چٹانو سی سختی تھی کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اسکے اندر چل کیا رہا ہے...

تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ گھر پہنچے تو شجر۔نے ایک بار پھر اپنے کندھے کی چادر درست کی تھی اس سے پہلے وہ گھر کی دہلیز پار کرتے اندر بڑھتا جب اسے مجبوراً رکنا پڑا وجہ اسکے سامنے تھی

تم میں شرم حیانام کی چیز ہے زلیخاخاتون ہزار بار منع کرنے کے باوجود تم اپنی حرکتوں سے بعض نہیں آتی ہو ایک دن اپنے انھیں ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گا وہ غصّے سے دھاڑا تھا زلیخا کا کلیجہ ایک پل کے لئے کانپ اٹھا تھا لیکن وہ اسکی دیوانی تھی بچپن سے اسے پسند کرتی تھی اسکی انھیں غصّے والی اداؤں پر تو وہ مر مٹی تھی جب شجر سامنے ہوتا وہ صحیح غلط سب کی تمیز بھلا دیتی تھی ۔۔۔

شجر سائیں اپ غصّہ نہ کرے یہ جا چیز تو بس اپکا دیدار کرنے آئی ہے اپ تو اپنا دیدار کرواتے نہیں اس لئے مجبوراً مجھے آنا پڑتا ہے اور پھر اپ غصّہ کرتے ہیں کبھی اؤ اکیلے میں گپ شپ مارے گے اسنے بات کو مزاح کا رخ دیتے کہا تھا لیکن اپنے گال پر پڑنے والا تھپڑ اسے اسکی اوقات دکھا اور سمجھا گیا تھا۔۔

اپنی شکل گم کرو یہاں سے وہ بولا نہیں دھاڑا تھا جسکی گونج پوری حویلی میں سنائی دی تھی مورے ایک طرف کھڑی اپنی بھانجی کو افسوس سے دیکھ رہی تھی جسے انہوں نے منع بھی کیا تھا کہ انکا بیٹا سر پھرا ہے اس سے جا کر اپنا سر نہ پھوڑے لیکن وہ بھی کہا کسی کی سنتی تھی۔۔۔

عورت ذات ہو ورنہ نجانے اب تک میں کیا کر چکا ہوتا شرم آرہی ہے مجھے کہ تمہاری رگوں میں سمد خان خون دوڑ رہا ہے جو حرکت آج کر دی ہے وہ دوبارہ نہ ہو ورنہ میری بندوق کی ساری گولیاں تمہارے بھیجے میں اتار دوں گا اسنے اسے تنبھی کی تھی جو ڈھیٹ بنی بڑی دیدہ دلیری سے اسکی آنکھوں میں جھانک رہی تھی ایک کی آنکھوں سے سرخ شرارے دوڑ رہے تھے تو دوسری کی آنکھوں میں ضد تھی دیوانگی تھی محبت تھی جس سے وہ پتھر دل انجان تھا۔۔

اسنے اسکے بازو کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے ایک جھٹکے سے سائیڈ پر کرتے اندر بڑھ گیا تھا کمرے میں اکر وہ اپنے کپڑے لیکر باتھروم میں گھس گیا تھا وہاں سے نکلنے بعد بھی اسے اپنے اعصاب چٹختے ہوئے محسوس ہو رہے تھے وہ بالکنی میں اکر کھڑا ہو گیا تھا جہاں سورج غروب ہو رہا تھا اسکی روشنی ابھی بھی چارسو پھیلی ہوئی تھی وقت گزرتے پتا ہی نہ لگا کب مغرب کے بعد اب عشاء بھی ہو چکی تھی۔۔

اسنے اپنے بستر پر لیٹتے اس لڑکی کے بارے میں سوچا تھا جسکی کل زندگی ایک نیا موڑ لینے والی تھی وہ بے بس ہو کر رہ جانے ولی تھی اسے تو معلوم بھی نہ اسکے ساتھ کیا ہنے والا تھا۔۔

تمہاری زندگی کی آخری پر سکون رات مبارک ہو کل سے تمہاری زندگی ایسی جہنم بناؤں گا کہ تم اپنے پیدا ہونے پر پچھتاؤ گی۔۔۔

خجستہ نے وہ ہمت تو کرلی تھی لیکن اندر سے اب وہ خوف زدہ تھی وہ ڈرتے ہوئے گھر کی طرف جا رہی تھی جب اسی وقت عالم اسکی راہ میں حائل ہوا تھا۔۔۔

کیا ہوا تم اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو؟ ماتھے پر اتنا پسینہ کیوں آرہا ہے؟

اچھا ہوا عالم تم مل گئے میں تمہارے بارے میں ہی سوچ رہی تھی تم چلو کہی بیٹھ کر بات کرتے ہیں وہ آس پاس نظر ڈالتے اس سے بولی تھی ہاں آجاؤ وہاں درخت کے پاس بیٹھ کر بات کرتے ہیں وہاں سے کوئی دیکھے گا بھی نہیں۔۔۔

اب بتاؤ کیا ہوا؟

ہونا کیا کچھ نہیں ہوا بس میں تمہارے بارے میں سوچ رہی تھی تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو اسنے عالم کے صبیح چہرے کی طرف دیکھتے اس سے پوچھا تھا۔۔۔

لو یہ کوئی پوچھنے والی بات ہے ؟اگر میں کہو کہ اس دنیا میں میں واحد ہوں جو تم سے اتنی محبت کرتا ہوں جتنی تم خود بھیaن کرتی ہو گی۔۔اسنے سچے دل سے کہا تھا۔۔

عالم کی بات سنتے اسکے دل کو قرار سا آیا تھا تم ہمیشہ مجھ سے میری مرضی پوچھتے تھے نہ؟تو میں ۔۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں آج کہنا چاہتی ہوں کہ ۔۔۔۔۔۔ تم اپنے گھر والوں کو بھیج سکتے ہو میرے گھر۔۔۔اسنے بڑی مشکل سے اپنی شرم کو ایک طرف رکھتے یہ بات کی تھی اور فوراہی اٹھ کر گھر کی طرف دوڑ لگادی تھی۔۔۔

تم سچ کہہ رہی ہو؟اسنے پوچھے سے ہانک لگائی تھی جب وہ مڑی تھی اور ایک مسکراتی نظر ڈالتے دوبارہ سے بھاگ گئی تھی وہ تو خوشی سے جھوم اٹھا تھا پیچھے چار سال سے وہ اسے رشتے کے لئے منا رہا تھا لیکن وہ اسکے ہاتھ ہی نہ آتی تھی اور آج اچانک اسنے رشتے کی بات کر کے اسکو حیران ہی تو کر دیا تھا وہ اپنی خوشی بیان نہیں کس سکتا تھا اس لئے اکیلے ہی جھومنے لگا تھا۔۔۔

خجستہ کے گھر میں بس اسکی ماں اسکا نشئی باپ اور ایک چھوٹی بہن خنسا تھی عالم انکے دور کے چچا کا بیٹا تھا جسکا گھر انکے گھر سے تھوڑی ہی دوری پر تھا خجستہ اپنی زمین پر اپنے باپ کی جگہ پر مزدوری کرتی تھی جس میں عالم محنت والا کام خود کرتے اسے آسان کام دے دیتا تھا وہ تو شروع سے اپنی پسند بتا چکا تھا اور کئی بار اسے بھی کہہ چکا تھا۔۔جسکا وہ کوئی جواب نہ دیتی تھی۔۔لیکن آج اسنے

اسے خوشی کی ایک نوید سنادی تھی وہ دونوں اپنے آج میں خوش اپنے انے۔والے کل سے انجان تھے۔۔۔

گھر جاتے ہی خنسانے اپنی ماں کو اپنی بہن کی شکایت لگادی تھی جسے سنتے اسکی ماں تو بھڑک ہی اٹھی تھی اور اسے دوبارہ وہاں جانے سے منع کیا تھا۔۔۔

خجستہ آج جو کر آئی تھی اسنے اسکے بعد سوچ لیا تھا اب وہ وہاں نہیں جائیگی اور جلد شادی کرتے خود تو محفوظ ہو جائیگی ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی مدد کرتی رہے گی جس سے عالم کو کوئی اعتراض نہ تھا۔۔۔۔

اسکے بابا تو حیات نہ تھے بس ماں تھی جو خود بھی اپنے بیٹے کی پسند میں خوش تھی۔۔۔

اسد خان کی ایک ہی اولاد تھی شجر خان جسے انکے بے جالاڈ پیار نے بگاڑ کر رکھا ہوا تھا انکی بیگم آرمینا خان ایک ہی بیوی تھی۔۔۔

اسد خان اگر انکی خوبصورتی کو دیکھ دل نہ ہارتے تو اب تک دوسری شادی کر چکے ہوتے لیکن شادی نہ کرنے کی ایک وجہ انکی اپنی بیوی تھی جنکو آج بھی وہ پہلے دن کی طرح ہی رکھتے تھے۔۔۔

اور دوسری وجہ انکا بیٹا تھا وہ اس میں ہی خوش تھے۔۔

اسے انہوں نے بلکل اپنی طرح ہی بنایا تھا بچپن سے ہی جو کچھ اسے سکھایا اور دیکھنے کو دیا آج وہ اس پر ہی عمل کر رہا تھا۔۔۔

اسد خان کو اپنی بیوی کی خوبصورتی سے مطلب تھا۔۔۔۔

باقی انکی عزت گھر کے دوسرے لوگوں جتنی ہی تھی آرمینا بیگم اتنے میں ہی خوش تھی بس انکو ایک ہی بات ستاتی تھی انکا بیٹا بھی اپنے باپ کی طرح عورت کو پتلے کی طرح نہ سمجھے کہ وہ بس حکم ماننے کے لئے پیدا ہوئی ہے اسکی اپنی کوئی سوچ یا زبان نہیں ہوتی۔۔۔

وہ لاکھ چاہتی لیکن اب انکا بیٹا ویسا ہی بن چکا تھا جیسا وہ نہیں چاہتی تھی وہ چاہتی تھی وہ انکے قریب رہے تاکہ وہ اسے اچھے برے کی پہچان اور تمیز سکھا سکے لیکن انکے شوہر نے ایسا ہونے نہ دیا تھا۔۔۔

اور رہی سہی کسر انکی ساس صبا خانم نے پوری کر دی تھی ایک وہی تھی جنکی شجر کے بعد اس گھر میں چلتی تھی انکا کہا حرف آخر مانا جاتا تھا

شجر کو گھر سے دوبارہ باہر جاتے دیکھ خانم بی نے اسے بلایا تھا کہا جا رہے ہو غنی؟ انہوں نے بے ساختہ شجر کو پکارا تھا۔۔

وہ بچپن سے شجر کو غنی کہہ کر بلاتی آئی تھی انکا کہنا تھا کہ وہ شکل وصورت میں بھی غنی ہے اور کردار کا بھی اسی لئے انہوں نے اسے غنی پکارنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

شجر الٹے پاؤں انکی طرف بڑھا تھا اور ادب سے انکے پاس جاتے اپنا سر انکے اگے جھکا دیا تھا جنہوں نے اسکے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے اسے پاس بیٹھنے کا کہا تھا۔۔۔

اتنی جلدی ہے باہر جانے کی؟

دو گھڑی گھر بھی بیٹھ جایا کرو ماں تمہاری تمہارا راستہ ہی دیکھتی رہ جاتی ہے اور تم ہو کہ اسے وقت نہیں دیتے؟

خانم بی گستاخی معاف لیکن ایک بہت ضروری کام ہے جسے ابھی نہ کیا تو پانی سر سے اوپر چلا جائیگا اس لیئے وہ کرنا ضروری ہے اور رہی بات مورے کی تو آج رات کا کھانا میں مورے اور آپکے ساتھ ہی کروں گا اسنے مسکرا کر خانم بی کو جواب دیا تھا۔۔۔

اور ذہن میں بے ساختہ کی من موہنی صورت اسمائی تھی جسے سوچتے ہی اسکی رگیں پھول سی گئی تھی بس نہیں چلا تھا سب کچھ تہس نہس کر دے معصوم سی شکل والی اس لومڑی نے جو حرکت کی تھی یقیناً اسے اسکی بھاری قیمت چکانی تھی۔۔۔

ہمیشہ خوش رہو میرے بچے لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا اس دنیا کی رنگینیوں اور کاموں میں اتنا مت الجھ جانا کہ ماں باپ اور اپنے پیاروں کو وقت نہ دے سکو۔۔۔

ورنہ ایک وقت ایسا آئیگا جب یہ پیسہ تو ہوگا لیکن ماں باپ نہیں۔۔

اس لئے اپنی مورے کو وقت دیا کرو وہ بہت پریشان رہتی ہے اور یہ درخواست نہیں میرا حکم ہے آج کے بعد 12 بجے تم گھر پر پائے جاؤ۔۔۔

جو حکم خانم بی اب میں چلتا ہوں اسنے خانم کے ہاتھ چومے اور باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

اس وقت اگر شجر کو کوئی اتنی فرمادار ی کرتے دیکھ لیتا تو یقینا غش کھا جاتا۔۔۔

شیر خان جو کام کہا تھا وہ کیا؟

جی جی سائیں کام ہو گیا ہے۔۔

شیر خان کی بات سنتے شجر نے ایک شیطانی مسکراہٹ اپنے چہرے پر لاتے انے والے وقت کا سوچا تھا اور گاڑی میں سوار ہو گیا تھا۔۔۔

ہائے شیر خانہ آج یہ سفر مجھے کافی لمبا معلوم ہو رہا ہے ذرا تیز گاڑی چلاؤ اسنے قہقہہ لگاتے ہوئے شیر خان سے کہا تھا جو خود بھی کھسیانی ہنسی ہنس دیا تھا۔۔۔

اپنی منزل پر پہنچتے ہی وہ بڑی شان سے اس جگہ کی طرف قدم بڑھانے لگا تھا جہاں اسکا مجرم موجود تھا دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوا ہی تھا جب وہ جنگلی بلی کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔۔

بروقت اگر وہ اسکے ہاتھ نہ پکڑتا تو اسکے چہرے پر ضرور اپنے پنجے مار دیتی۔۔۔اسکی ہمت کی داد دیئے بغیر وہ نہای رہ سکا تھا جو اسکی قید میں کر بھی اونی حرکتوں سے باز نہ آئی تھی۔۔۔

کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟

وہ دل میں ڈر اور خوف لئے بظاہر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی تھی اسکی عادت تھی اپنے ڈر کو پس پشت ڈال کر وہ مقابل کو اسکی زبان میں جواب دینے کی عادی تھی۔۔

اب بھی بڑی دیدہ دلیری سے اس حیوان کی آنکھوں میں جھانکتی جانے انجانے میں اسکی انا پر وار کرتی اسے بہت بری طرح سے اپنی طرف مائل کر چکی تھی۔۔
اسکی بات سن کر وہ دل وجان سے مسکرایا تھا مسکرانے سے اسکے گالوں میں پڑتا وہ گڑھا کسی کو بھی پہلی ننظر میں گھائل کر سکتا تھا۔۔

جاننا چاہتی ہو تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں؟تو سنو میں اس گاؤں کے سردار کا جاں نشین ابھی اور اسی وقت تم جیسی ایک غریب ملازمہ کی بیٹی پر ترس کھا کر اس سے نکاح کرنے والا ہوں لیکن جانتی ہو سب سے مزے والی کیا بات ہے؟

اسنے قہقہ لگاتے اسے دیکھا تھا چلو تم تو صدمے میں میں ہو میں بتاتا ہوں سب سے اچھی اور مزے والی بات یہ ہے کہ سبکو لگے گا تم جیسی غریب نے مجھے رجھا کر مجھ سے شادی کی ہے۔۔

ہائے یقین جانو یہ جملے میرے دل میں رس گھولیں گے تم کیا کہتی ہو؟

اسنے ایک آنکھ ونک کرتے سامنے ہونک کھڑی خجستہ سے پوچھا تھا جو شائڈ اسکی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

تمھیں یہ غلط فہمی کیوں ہے میں تم جیسے ظالم اور مغرور انسان سے نکاح کروں گی؟

میری جوتی بھی تمھیں پسند نہ کرے کجا میں؟

اسنے ایک ہی جملے میں اس امیر زادے کو اسکی اوقات دکھادی تھی اب یہ بات اسکا مستقبل طے کرنے والی تھی جس سے وہ بلکل ہی انجان تھی۔۔

اسی وقت اسنے اسکی بات سنتے اپنے ملازم کو آواز دی تھی جو بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔۔۔

جاؤاور جا کر نکاح خواں اور گواہ کے طور پر اسکے باپ کو اٹھالاؤاگلے 15 منٹ بعد مجھے سب یہاں نظر آئے تب تک میں تمہاری اکڑ و بھابی کو راضی کر لوں۔۔

کیوں ہونے والی غریب سی بیگم ٹھیک پندرہ منٹ بعد تم امیر ہونے والی ہو تمہارے نام کے ساتھ میرا نام جڑنے والا ہے۔۔۔۔

ایک بار بس نکاح ہونے دو تمہاری ساری بداخلاقی کو اخلاق میں نہ بدلہ تو میرا نام بدل دینا پناہ مانگو گی مجھ سے لیکن ملے گی نہیں وہ قہقہ لگاتے ہوئے اسکی شکل دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو گواہ کر طور پر اپنے باپ کا سن کر بلکل ہی خاموش ہو چکی تھی جیسے اسے معلوم تھا اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔

اس وقت اسکے دل نے شدت سے ایک شخص کو پکارا تھا لیکن شائد اسکی پکار پہنچنے تک اس پر ایک قیامت اکر گزر جانے والی تھی۔۔

تم اپنی بکواس بند کرو ایک نمبر کے بد کردار ہو تم میں کیا کوئی بھی تم سے شادی کرنے کے لئے دلی طور پر راضی نہ ہو اپنا حلیہ دیکھو جاہلوں والا میں غریب سہی لیکن رہن سہن تم سے اچھا ہی ہے میرا مجھے جانے دو ورنہ ساری عمر پچھتاؤ گے تم اسنے انگلی اٹھا کر اسے کہا تھا۔۔۔۔

جب کہ مقابل نے وہی انگلی پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال دی تھی اور ہلکا سا دانتوں سے کاٹ کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا تھا جو اپنا ہاتھ چھڑوانے کے جتن کر رہی تھی۔۔۔

دیکھو یہ بے بسی ہائے مجھے یہی دیکھنا ہے تمہارے اس خوبصورت چہرے پر بس دکھتی جاؤ جان من اگے اگے کیا ہوتا ہے اسنے مسکراتے اس سے کہا اور نکاح خواں کے اتے اسے لیکر باہر چل دیا۔۔۔

لیکن جانے سے پہلے اسکے چہرے پر گھونگھٹ کرنا نہیں بھولا تھا اس سے پہلے وہ انکار کرتی یا شور مچاتی اسکا باپ اسکے پاس آیا تھا اور سرگھوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔

چپ چاپ یہ نکاح کر لے ورنہ جو سیٹھ تیرے لیے گھر آیا تھا اسکے ساتھ خنسا کو بھیج دوں گا اور تو روک بھی نہیں سکے گی تو جانتی ہے نہ خنسا محض ابھی 14 سال کی ہے۔۔۔

اپنے باپ کی باتیں سنتی وہ خاموشی سے اپنے موت کے پروانے پر دستخط کر گئی۔۔۔

اسکی نظریں اسکے ہاتھوں پر تھی نجانے اب کیا ہونے والا تھا اسے ایک کمرے میں پھنچا دیا گیا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ بڑی شان سے چلتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اور اتے ہی اسے بازو سے پکڑ کر اپنے روبرو کیا تھا اور ایک ہاتھ سے اسکا دوپٹہ اسکے سر سے جدا کر کے پھینکا تھا۔۔

اب تم دیکھو میں تمہارے ساتھ اگے اگے کیا کرتا ہوں ویسے عجیب سی خوشبو اور کشش ہے تمہارے وجود میں جو مجھے تمہارے اور قریب انے پر اکساتی ہے۔۔۔

اسنے اپنی لوہے کی مانند گرفت اسکے وجود پر مظبوط کی تھی اور اسکے لاکھ احتجاج کے باوجود بھی اسے حاصل کرنے کی سرشاری میں ہر بندھ توڑتا جارہا تھا۔۔

وہ اپنی جی توڑ کوشش کر رہی تھی کہ خود کو اسکی گرفت سے آزاد کر سکے لیکن یہ آسان نہ تھا اسنے ایک جھٹکے سے اسکے دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لیا اور اسکے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔

اسے بے بس کرتے وہ پر سکون سانس لیتا اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر پہلے میرے سامنے اکڑنے والی اب سانسیں بھی میری بخشی ہوئی لے رہی ہے چڑانے والی ہنسی چہرے پر لاتے اسنے اسے دیکھا تھا۔۔

ٹوٹ گئی ساری اکڑ وہ اسے ایک طرف دھکیل کر اٹھ بیٹھا تھا یہ تمہاری سزا ہے عورتوں کو اتنا ہاتھ چھوڑ نہای ہونا چاہیے اب اسکی سزا تم پوری زندگی بھگتو گی ثابت کرتی رہنا کے میرے نکاح میں ہو وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔۔۔

اسنے اسے بازو سے پکڑ کے ایک درف دھکا دیا تھا کہ وہ بستر سے نیچے جا گری تھی۔۔۔

اسنے یہ سب بس اپنا بدلہ لینے کے لئے کیا تھا ورنہ اسے اس لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ تو اسکے لئے بس بدلہ لینے کا ایک ذریعہ تھی اس میں جتنی اکڑ تھی وہ اسے توڑنا چاہتا تھا۔۔۔

کیاہوابیگم ابھی تو نکاح ہوئے دس منٹ ہوئے ہیں اور تم تو ابھی سے بے حال ہو گئی ہو وہ اسکے قریب جھکتے غرایا تھا جو اسکی غراہٹ سنتے سہم سی گئی تھی آنکھوں میں ڈر لئے وہ اسے دیکھ رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی اب اسکے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔

یہ ڈر تمہاری آنکھوں میں کافی اچھا لگ رہا ہے اگر یہ پہلے لے آتی تو میں ایک غریب کسان لڑکی سے شادی کرنے سے بچ جاتا لیکن اب تم نقصان کروا چکی ہو اٹھو اور اٹھ کر سر پر دوپٹہ لو اچھے سے۔۔

آج کے بعد اگر مجھے آوارہ گردی کرتی ہوئی نظر آئی تو آج تو چھوڑ دیا ہے ورنہ وہ حال کروں گا اپنا چہرہ بھی دیکھ نہیں سکو گی اسنے دھاڑتے اسے تنبی کی تھی جسنے موقع کی مناسبت سے فوراہاں میں گردن ہلائی تھی۔۔۔

اسنے سوچ لیا تھا بس ایک بار یہاں سے چلی جائے اسکے بعد جو وہ کرے گی یہ ظالم شخص بھی بے بس ہو کر رہ جائیگا اس وقت صحیح غلط کچھ بھی اسکے ذہن میں نہیں تھا اسے بس شجر سے اپنا بدلہ لینا تھا نجانے اب وہ اگے کیا کرنے والی تھی یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا

شیر خان تم گھر چلے جاؤاور اگر کوئی میرا پوچھے تو کہہ دینا بہت زیادہ ایمپارٹنٹ (امپورٹنٹ) کام میں مصروف ہوں شجر خان نے خجستہ کو دیکھتے کمینی ہنسی ہنستے شیر خان سے کہا تھااور خجستہ کا ہاتھ پکڑے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔

چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔میں نے کہا چھوڑو میرا ہاتھ وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنا دایاں ہاتھ اسکی اہنی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کررہی تھی جو کہ ناکام ہی تھی کہاں تھاوہ ایک جوان مرد اور کہاں خجستہ جیسی نازک اندام لڑکی۔۔۔

ویسے ایک بات کہوں۔۔۔وہ اسکی مزاحمت سے تنگ آکر اسے گاڑی کے ساتھ لگاتا بلکل اسکے قریب جاکر اسکے کان میں سرگوشی نما بولا تھا۔۔۔

مجھے کیوں لگتا ہے تم وہ سب مجھ سے کروانا چاہتی ہو جسے تھوڑی دیر پہلے میں نے کرنے سے انکار کردیا تھا؟وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔ویسے دیکھا جائے تو یہ مطالبہ غلط بھی نہیں ہے تم میری بیوی کے عہدے پر فائز ہو بیشک غریب کسان ہو لیکن ہو تو بیوی ہی تو کیا خیال ہے پھر تمہاری خواہش کو پورا نہ کردیا جائے اسنے اپنے ہونٹ اسکے کان سے مس کرتے ہوئے جان بوجھ کر ایسا کہا تھا۔۔۔

اسکی بات سنتے خجستہ کو اپنے جسم میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی تھی اسنے خوف اور ہراساں نظروں سے شجر کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

جو بڑی دلچسپی سے اسکے چہرے کے ہونک رنگوں کو دیکھتے لطف اندوز ہو رہا تھا واللہ تمہاری ہر ادا نرالی ہے میرا دل کرتا ہے میں اپنا سب کچھ تم پر وار دوں تن من آنکھ مارتے وہ ایک بار پھر سے قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔۔۔

اسکی ہنسی بڑی دلکش تھی لیکن اس وقت اسکی اسی ہنسی سے خجستہ کو خوف محسوس ہو رہا تھا اسنے ایک دم سے اسے دھکا دیا تھا۔۔۔

اور وہاں سے بھاگنے لگی تھی جب اسکا بازو ایک بار پھر شجر کی گرفت میں آچکا تھا اسنے اس سمجھنے کا موقع دیئے بغیر گاڑی میں ڈالا تھا اور خود گاڑی سٹارٹ کرتے سٹی پر شوق دھن بجاتے خجستہ کو ذہنی اذیت سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔

دیکھو مجھے جانے دو ورنہ تم بہت پچھتاؤ گے ایسے گھاؤ دوں گی جو کبھی نہ بھر سکیں وہ اس مصیبت کے وقت میں اس سے درخواست کر رہی تھی اور جب کوئی اثر ہوتے نہ دکھا تو اپنی ٹون میں واپس آئی تھی۔۔۔۔

دیکھو میرا اب کوئی قصور نہیں تم خود مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہی ہو ورنہ میں تو تمہیں جانتا تک نہ تھا لیکن تمہاری ایک غلطی صرف غلطی نے آج تمہیں اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے اگر اس وقت مجھ پر ہاتھ نہ اٹھایا ہوتا تو آج اپنے گھر میں آرام سے رہ رہی ہوتی لیکن نہیں اب میں تمہاری آنکھوں میں اپنے لیئے ڈر اور خوف دیکھنا چاہتا ہوں ساری زندگی میرے نام پر بیٹھی رہو گی نہ میں تمہیں منہ لگاؤ گا اور نہ تمہیں کسی کو کے منہ لگنے کے لئے چھوڑوں گا وہ گاڑی روکتے یکدم سے بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

اور وہ کٹی ڈال کی طرح اسکے سینے کا حصّہ بنی تھی اسے قریب سے دیکھتے جیسے وہ مدہوش ہونے لگا تھا اسنے آنکھیں بند کرتے اسکے بالوں کی گھنی چھاؤں میں گہرا سانس بھرا تھا اپنے اس عمل سے وہ اسکا حلق خشک کر گیا تھا خجستہ خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش میں مسلسل ہلکان ہو رہی تھی لیکن یہ سب اتنا آسان نہ تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔۔

کاش وہ اس سے ٹکرائی نہ ہوتی اور ایک جذباتی قدم کی صورت اس پر ہاتھ نہ چھوڑتی تو آج یوں بے بس نہ ہوتی آنسو اسکی آنکھوں سے نکلنے کے لئے بے تاب تھے لیکن وہ اسے اپنی کمزوری نہیں پکڑا سکتی تھی اس لئے خاموش ہی رہی اسکے دماغ میں سب کچھ چلا رہا تھا اور اسنے سوچ لیا تھا اب وہ کیا کرے گی جس سے سنو بھی مر جاتا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹتی۔۔۔

جب کہ شجر تو جیسے کھو ہی گیا تھا اسنے بڑی مشکل سے خود کو روکا تھا اور اسے ایک جھٹکا دے کر خود سے دور کرتے گاڑی کے دروازے سے لگا دیا تھا سڑک سنسان تھی اس وقت کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔۔

ویسے اپس کی بات ہے منہ لگانے میں کوئی برائی بھی نہیں ہے یہ کہتے وہ جھکا تھا لیکن خجستہ نے اپنا چہرہ سائیڈ پر کر لیا تھا اور وہ کتنی ہی دیر اسکے گال پر جھکا رہا تھا اسکے گال کو لال ٹماٹر کرتے اب وہ اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں پر کوئی جذبہ نہیں تھا بس نفرت ہی نفرت تھی اسنے ایک ہاتھ سے اپنے گال کو صاف کیا تھا جب شجر نے غصّے میں اکر یہی عمل دوسرے گال پر بھی کیا تھا۔۔

جتنی شدت سے میرا لمس مٹانے کی کوشش کروگی اتنی شدت سے میں اپنا لمس تم پر نچھاور کروں گا یہ کوئی محبت نہیں بلکہ میری نفرت ہے میری شدت ہے جسے اب تم برداشت کروگی لیکن کوئی خوش فہمی مت پال لینا اگے جا کر مسلہ تمہیں ہی ہوگا کیوں کہ شادی تو میں اپنی برابری کی لڑکی سے ہی کروں گا تم جیسی کسان سے نہیں۔۔۔

اسنے ایک پل میں اسے اسکی اوقات دکھادی تھی خجستہ نے نفرت بھری نظر اس پر ڈالی تھی لیکن بولی کچھ نہیں کیوں کہ جو کچھ وہ سوچ چکی تھی اب بس اس پر عمل کرنا باقی تھی جسکے بعد شجر خان نے بے بس ہو کر رہ جانا تھا۔۔ وہ اندر ہی اندر اسکی دھمکی پر مسکرا دی تھی۔۔۔
اسکی ہنسی دیکھ کر شجر خان کا خون کھول اٹھا تھا دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کے میں ہر حد پار کردوں نکلو ابھی کے ابھی وہ اتنی زور سے دھاڑا تھا کہ اسے اپنے کان کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

خجستہ جلدی سے گاڑی سے اتری تھی اور باہر کی طرف بھاگی تھی شجر خان اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی اس لڑکی کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر اندر راندر ہی جل رہا تھا اسے وہ روتی ہوئی چاہیے تھی گڑ گڑاتی ہوئی رحم کی بھیک مانگتی ہوئی لیکن یہاں ایسا کچھ نہ ہوا تھا۔۔۔

آخر کیا چل رہا ہے اس چھٹانگ بھر کی لڑکی کے دماغ میں وہ جو کچھ بھی سوچ رہی ہے میں اسے کامیاب ہونے نہیں دوں گا وہ اس وقت ڈیرے پر موجود اپنے پالتو کتوں کے پاس بیٹھا انکو انکی پسندیدہ خوراک دیتے ہوئے مسلسل خجستہ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے حسن کے پیچھے پاگل ہوں ہاہاہا شجر خان تمہارے پیچھے پاگل ہے ہاہاہا پاگل لڑکی یہ سب میرا منصوبہ ہے گھی جب سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو انگلی ٹیڑھی کر کے دیکھنے

میں کیا حرج ہے جب کہ اس میں تو مجھے فائدہ بھی ہو گا تمہارا وہ اپنے چہرے پر شیطانی ہنسی ہنستے قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔

یقیناً کوئی دیکھ لیتا تو اسکے اس روپ سے خوف زدہ ہو جاتا اس نے گھڑی پر وقت دیکھتے گاڑی نکالی تھی آج اسنے رات کا کھانا مورے اور خانم کے ساتھ کرنا تھا اور اس وقت مغرب ہونے والی تھی اس لئے وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ خوشی سے سرشار سا گاڑی باہر ہی پارک کرتے ابھی گھر کے اندر داخل ہی ہوا تھا کہ وہاں پر گاؤں کے لوگوں کا مجموعہ سا لگا ہوا تھا زلیخا کی کسی سے بحث کی آواز صاف آرہی تھی وہ شدید طیش میں لگ رہی تھی صبا خانم ایک طرف کھڑی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی جب کہ مورے ایک طرف منہ پر پلو جمائے کھڑی تھی۔۔۔۔

گاؤں کی دوسری خواتین اندر تھی اور مرد حضرات باہر تھے شجر حیرانگی سے اگے بڑھا تھا جب اسنے سامنے موجود ہستی کو دیکھا تو طیش سے اسکا خون کھول اٹھا تھا اسی وقت زلیخا اسکی طرف بڑھی تھی اور روتے ہوئے اسکے گلے لگ گئی تھی سب لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا کسی کے منہ سے ایک حرف تک ادا نہیں ہوا تھا۔۔۔

یہ دیکھو خان سائیں یہ لڑکی بدذات کیا بول رہی ہے کہتی ہے تم نے اس سے نکاح کیا ہے کہہ دو کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی شجر کو دیکھتے اسکے آنسو متواتر سے بہنا شروع ہو گئے تھے جنہیں دیکھتے خجستہ نے دکھ سے اس لڑکی کو دیکھا تھا اور نفرت سے شجر کو جسنے نہ صرف اسکی بلکہ ایک لڑکی کی بھی زندگی برباد کر دی تھی شائد وہ لڑکی جو اس وقت رو رہی تھی اس سے محبت کرتی تھی یہ سوچ اتے ہی اسے نئے سرے سے شجر خان سے نفرت ہوئی تھی ۔۔۔

شجر نے روتی ہوئی زلیخا کو خود سے دور کیا تھا اور خجستہ کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔شیر خان۔۔۔ وہ زور سے چلایا تھا جب شیر خان بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔۔۔

ابھی اور اسی وقت مولوی صاحب کو لے کر آؤ ان سب لوگوں کی موجودگی میں اس لڑکی سے نکاح کروں گا۔۔۔اسکی بات سنتے گویا سب اپنی جگہ پر منجمد ہو کر رہ گئے تھے مورے اور خانم نے ایک ساتھ اسے پکارا تھا۔۔۔

شجر یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ لڑکی تم پر الزام لگا رہی ہے اور تم ہو کہ اس سے ہی نکاح کرنے چلے ہو مورے نے اسے بازو سے پکڑا تھا۔۔

غنی یہ کیا طریقہ ہوا معاملے کو رفع دفع کرنے کے بجائے تم بات کو بھڑوا کیوں دے رہے ہو؟
خانم نے بھی اسے اڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔

اپ سب لوگوں کو میرے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے میں نے ہمیشہ عورتوں کی عزت ہی کی ہے لیکن آج بھرے مجمع میں ایک لڑکی محض مجھ سے شادی کرنے کے لئے مجھ پر الزام لگا رہی ہے تو میں خاموش بیٹھا سنتا رہوں؟ نہیں میرا تو چلو کچھ نہیں ہو گا لیکن اب اگر یہ نکاح نہ ہوا تو اسکی عزت تو خاک میں مل جائیگی اور اگر اسے مجھ میں اتنی ہی دلچسپی ہے تو جائز رشتہ بنانے میں کوئی قباحت بھی نہیں اسنے اپنی بات پوری کی اور خجستہ کی طرف دیکھا جسکے چہرے کا رنگ ہی اڑ چکا تھا اسکا وار اس پر ہی بھاری پڑ چکا تھا شجر نے سب سے نظر بچا کر اسے آنکھ دے ماری تھی اور مولوی صاحب کے انے کے بعد مورے کو اشارہ کیا تھا انہوں مے ایک دوپٹہ لا کر خجستہ کے سر پر دیا تھا جسے اسنے دور اچھال دیا تھا۔۔

یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اپ لوگ بیوقوف بن سکتے ہیں میں نہیں۔۔۔

اور تم کہتے ہو تم نے مجھ سے نکاح نہیں کیا تو ٹھیک ہے پھر اپنے ملازم سے ابھی اور اسی وقت میرا نکاح پڑھوا دو میں بھی تو دیکھوں کتنی غیرت ہے تم میں جو اپنی ہی منکوح کو کسی اور سے نکاح کرتے دیکھ سکتے ہو؟

اسنے شجر کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔اور وہ واقعی میں تلملا گیا تھا۔۔۔

لیکن اسنے سارا حساب باف میں بے باک کرنے کا سوچتے شیر خان کو اشارہ کیا تھا جسے سمجھتے وہ فورا سے ایک طرف غائب ہوا تھا۔۔۔

سائیں آپ ایسا نہ کریں اپ کیوں کریں گے اس بدذات سے نکاح اگر اسکو اتنی ہی جوانی چڑھی ہوئی ہے تو کسی بھی ملازم سے اسکا نکاح کروادے لیکن اپ نہ کرے یہ لڑکی تو شکل سے ہی شاطر لگتی ہے جو اپ پر الزام لگا کر اپ سے شادی کرنا چاہتی ہے اپ اسے اسکے مقصد میں کامیاب ہونے کیوں دے رہے ہیں ؟ نکال باہر کریں اسے ابھی اور اسی وقت اگر اپ نہیں کرے گے تو میں کر دیتی ہوں۔۔۔

زلیخا دیوانی بنی خجستہ کی طرف بڑھتی کہ اسی وقت شجر نے اسے بازو سے پکڑ کر ہوش دلایا تھا۔۔

ہوش کرو کیا ہو گیا ہے زلیخا تمہیں ؟ میں ایسا کچھ نہیں کر سکتا میں سردار ہوں اور فیصلہ کرنا میرے ہاتھ میں ہے میں فیصلہ کر چکا ہوں اس لڑکی کا مجھ سے نکاح ہو گا یہ یہی رہے گی میرے

نام پر لیکن صرف نام پر ہی بیٹھی رہے گی اسے عیش و عشرت چاہیے ملے گی بس نہیں ملے گا تو میرا ساتھ۔۔

شجر نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے زلیخا کے جلتے دل پر جیسے پھوار سی ڈال دی تھی خانم اور مورے الگ اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو آج ایک سردار بنا فیصلہ کر رہا تھا خانم اسکی بات سے متفق ہو چکی تھی انکو اپنے غنی کا فیصلہ پسند آیا تھا اس طرح اس لڑکی کی خواہش بھی پوری ہو جاتی اور وہ شجر خان کا نکاح بھی اونی برادری میں کروا دیتی۔۔۔

وہ اب مطمین تھی مجھے اس نکاح سے کوئی مسلہ نہیں ہے شجر خان نے بہت صحیح فیصلہ کیا ہے ۔۔۔انہوں نے گویا اس فیصلے پر مہر لگا دی تھی۔۔۔

اور خجستہ اپنا وار الٹا پڑنے پر تلملا اٹھی تھی۔۔۔ لیکن مجھے یہ سب منظور نہیں ہے میا اس سے نکاح نہیں کروں گی وہ غصّے سے بولتی تنک کر اگے بڑھی تھی۔۔۔

لڑکی تم خاموش رہو کیا تماشا لگا رکھا ہے پہلے کہتی ہو ہمارے غنی نے یعنی شجر خان نے تم سے زبردستی نکاح کیا ہے اور اب جب سب سچ سامنے اچکا ہے اور تمہاری خواہش کو دیکھتے ہم خود تمہارا نکاح کروا رہے ہیں تو اب تم نخرہ کر رہی ھو۔۔

زم پختون دے۔۔ ہم اپنی زبان سے نہیں مکرتے اب تمہارا نکاح ابھی اور اسی وقت ہو گا اور ہمارے پوتے سے ہی ہو گا انہوں نے غصّے سے کہتے بات ہی ختم کر دی تھی شجر ایک طرف کھڑا وقفے وقفے سے مسکرا کر خجستہ کے غصّے کو اور ہوا دے رہا تھا جسکی وجہ سے وہ بیو قوفی پر بیو قوفی کرتی جا رہی تھی۔۔۔

میں یہ نکہ نہیں کروں گی مجھے کسی سے کچھ نہیں چاہیے میں کل ہی اپنے کزن سے نکاح کر لوں گی اور یہ گاؤں چھوڑ کر چلی جاؤں گی اپ سب کا وقت لیا اسکے لئے معذرت خواں ہوں۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی اسے چیلنج کر گئی تھی جو آج تک ہارا نہیں تھا آج کیا ہارتا۔۔۔

اسی وقت خجستہ کا باپ اندر آیا تھا اور اسے بازو سے پکڑتے ایک تھپڑ دے مارا تھا باپ کی عزت کو یوں بے مول کر رہی ہے بے حیا جو خانم بیگم کہہ رہی ہیں وہی ہو گا اب تجھے کوئی بھی منہ نہیں لگائے گا بڑھاپے میں اپنے ماں باپ کے سر میں خاک ڈالتے تجھے ذرا شرم نہ آئی؟ وہ تو جب بولنا شروع ہوا تو رو کا ہی نہ تھا اس سے پہلے ایک اور تھپڑ جڑ دیتا جب اسکی نگاہ شجر پر پڑی تھی جسنے نکھوں سے ہی اسے بعض رہنے کا کہا تھا۔۔۔

اسی وقت خجستہ کا باپ اسکے کان کے پاس جھکا تھا نکاح ہو چکا ہے پہلے ہی کیوں اپنی عزت خراب کر رہی ہے تیرا یار نہیں آئیگا وہ تو بیٹھا غم منا رہا ہے اور اسکی ماں اسکی شادی کے لئے لڑکی دیکھ رہی ہے شجر خان نے ایک گھر اور بہت سارا پیسہ دینے کا وعدہ کیا ہے سوچ لے ایک بار اگر تو نے اب انکار کیا تو آج ہی میں خنسا کو بیچ ڈالوں گا۔۔ کیسا باپ تھا وہ پیسوں کی لالچ میں اکر وہ اپنی ہی اولاد کو بیچ کھانے کو تیار تھا واقعی حرام کھانے والے حلال اور حرام کا فرق بھول جاتے ہیں جیسے اسکا باپ بیٹی اور باپ جیسے مقدس رشتے کو بس پیسوں پر تول رہا تھا۔۔ جسکا فائدہ شجر جیسے لوگ اٹھا رہے تھے۔۔۔

ایک بار پھر وہ مجبور کر دی گئی تھی یہ آج کے دن میں دوسری بار تھا جب وہ ایک ہی شخص کے نکاح میں دیدی گئی تھی نکاح ہوتے ہی سب اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تھے مورے اپنے کمرے میں جا چکی تھی اسد خان شہر گئے ہوئے تھے ورنہ وہ ایسا کبھی نہ ہونے دیتے۔۔۔ زلیخا ایک نفرت بھری نظر خجستہ پر ڈال کر کمرے میں جا کر بند ہوئی تھی۔۔ شجر کی خالہ اور زلیخا کی ماں کسی شادی پر دوسرے گاؤں گئی ہوئی تھی جب سارا حال خالی ہو گیا تو شجر بڑے حق سے اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔۔ اور اتے ہی کمرہ اندر سے لاک کر لیا تھا

کمرے میں لاکر اسے دیوار کے ساتھ پن کرتے اسنے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھتے اسکی راہ فرار بند کی تھی۔۔

اور ایک بار پھر سے گہرا سانس بھرا تھا آنکھوں میں چمک لئے اسنے خجستہ کی آنکھوں میں دیکھا تھا --

تمہیں کیا لگا تھا؟ یہ ڈرامہ کروگی اور بچ جاؤ گی؟ وہ کہتے قہقہہ لگا اٹھا تھا۔۔ یہ سب کر کے تو تم نے سب کچھ بہت آسان کر دیا۔۔۔۔

اور خود سے سب پر یہ واضح کر دیا کہ تم میرے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی ہو اسی وجہ سے اپنی عزت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تم نے مجھ پر الزام لگانا چاہا اور دیکھو میں اتنا شریف انسان ہوں مجھ سے ایک لڑکی کی عزت بدنام ہوتے یوں دیکھی نہ گئی اور میں نے اس سے اسی وقت نکاح کر لیا وہ کہتے ایک بار پھر دل کھول کر ہنسا تھا۔۔۔

دیکھو اب میں اتنا شریف ہوں کہ اپنی بیوی کو ذرا تنگ نہیں کروں گا ایسا سب کو لگے گا کہ ہمارے بیچ سب ٹھیک ہے لیکن ہوگا ایسا کچھ نہیں میں تمہاری زندگی جہنم نہ بنا دی تو کہنا وہ دیوار پر زور سے ہاتھ مارتے دھاڑا تھا۔۔۔۔

لیکن اس سے پہلے اس جوانی سے تھوڑا سا لطف اندوز ہونا تو بنتا ہے نہ اسنے آنکھ ونک کرتے اسکو اوپر سے نیچے تک غور سے دیکھا تھا۔۔۔

اپنی بکواس بند کرو میں تمہارے ساتھ اس کمرے میں ہرگز نہیں رہوں گی مجھے جانے دو یہاں سے وہ تلملا کر بولی تھی دراصل شجر خان کی باتوں نے اسکا خون خشک کر دیا تھا۔۔۔

نانا میری جان اب تو تم ہمیشہ کے لئے خود چل کر میری قید میں آچکی ہو اب یہاں سے رہائی نا ممکن ہے۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔۔

تم مجھے یہاں کب تک چھپا کر رکھ سکتے ہو ایک دن تو یہاں سے بھاگ ہی جاؤں گی پھر کیا ہو گا؟آہ رو کو میں بتا دیتی ہوں۔۔۔

پھر ہر بچے بچے کی زبان پر ہو گا کہ ایک ہمارے گاؤں کے سردار سے اسکی ایک معمولی سی کسان بیوی نہیں سمبھالی گئی اور وہ اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔۔ہنستے ہوئے اسنے شجر خان کی دکھتی رگ پر وار کرتے اسکی غیرت کو للکارا تھا جسکا نتیجہ اب اسے اپنی جان پر بھگتنا تھا۔۔

شجر نے اپنی مٹھی کو زور سے بند کیا تھا اور دوسرا ہاتھ زور سے دیوار پر مارا تھا ایک پل کو خجستہ کی روح کانپ گئی تھی لیکن وہ بہادر بنی کھڑی رہی۔۔

باتیں تو بہت ہو گئی بیگم لیکن اب آ جاؤ تھوڑا سا موڈ بنایا جائے اور یہ کام تم بہت اچھے سے کر سکتی ہو مجھے یقین ہے اسنے الٹا خجستہ کا خون ہی جلایا تھا۔۔

اسکا ہاتھ پکڑ کے وہ اسے باتھ روم کی طرف لے جانے لگا تھا اور یہ دیکھتے خجستہ کی آنکھیں باہر ابلنے کو تھی وہ اپنا زور لگا کر اسے روک رہے تھ لیکن ناکام ہو رہی تھی اسکا سارا وزن اس وقت شجر خان کے اوپر تھا اور اسے تو جیسے فرق ہی نہ پڑ رہا تھا۔۔۔

باتھ روم کا دروازہ بند کرتے وہ اسے شاور کے نیچے لیکر آیا تھا اور ایک ہاتھ اپنی جیب سے رومال نکال کر اسنے اسکے دونوں ہاتھ اوپر کر کے شاور کے ساتھ باندھ کر شاور آن کر دیا تھا اور خود دور کھڑا اسے بھیگتے دیکھ کر آنکھوں میں خمار لئے اسے ہی تک رہا تھا۔۔۔

سردی میں ٹھنڈا پانی جسم پر پڑتے ہی اسکے جسم میں کپکپی سی دوڑ گئی تھی اور وہ ستمگر دور کھڑا اسے دیکھنے میں مصروف تھا خجستہ کو اسکی نظریں اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اسنے آنکھیں بند کرتے سانس لینے کے لئے بے ساختہ منہ کھولا تھا اور جب آنکھیں کھولی تو سامنے شجر خان اپنی زبان لبوں پر پھیرتے اسے ہی دیکھ رہا تھا خجستہ کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔بے شرم کھولو میرے ہاتھ ورنہ قتل کر دوں گی میں تمہارا۔۔۔

لو اس میں قتل کرنے کے لئے ہاتھ کھولنے کی کیا ضرورت ہے تمہاری ادائیں پہلے ہی قتل کر چکی ہیں میرا ہائے لیکن میں تمہیں چھو نہیں سکتا پتا ہے کیوں؟ وہ اسکے قریب اکر اسکے کان میں بولا تھا ۔۔۔

کیوں کہ تمہاری اتنی اوقات نہیں کہ میں شجر خان تمہیں بیویوں والے حقوق دوں لیکن چھوٹی موٹی شرارت تو کر ہی سکتا ہوں نہ بیوی جو ٹھہری آہ زبردستی کی بیوی اپنا آخری جملہ کہتے اسنے ایک بار پھر اسے دیکھا تھا اور اپنی ٹھوڑی اسکے کندھے پر رکھی تھی تھوڑی دیر یوں ہی خاموشی ہر طرف چھائی ہوئی تھی خجستہ کو اس خاموشی سے الجھن ہو رہی تھی اسکا دل کچھ غلط ہونے کی گواہی دے رہا تھا کھڑے رہتے اسکے ہاتھوں میں درد ہونے لگ گیا تھا لیکن وہ کچھ نہ بولی تھی۔۔۔

شجر ایک دم سے پیچھے ہٹا تھا اور اسکا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوچ کر وہ غرایا تھا اب اپنی سزا یہی کھڑے ہو کر بھگتو اگر ایک بھی لفظ منہ سے نکالا تو سزا ڈبل ہو گی۔۔اسنے باتھروم سے باہر کی

طرف قدم بڑھائے تھے اسکے جانے کے بعد پیچھے خجستہ نہ اپنی عادت کے خلاف جا کر اسے ڈھیڑوں گالیوں سے نوازا تھا۔۔۔

کھڑے رہ کر اسے پاؤں شل ہو چکے تھے اسے لگا تھا اب وہ بیہوش ہو کر گر پڑے گی لیکن شائد وہ کوئی سخت جان تھی جواب تک ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

شجر آرام سے اپنے کمرے میں اکر کپڑے تبدیل کرتے فون کو آن کرتے فیس بک سکرول کرنے لگ گیا تھا جہاں پر ناول نفرت عشقم کو لیکر بہت سی لڑکیاں اپنے ٹکے لگانے میں مصروف تھی انکی باتیں اور اندازے دیکھتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔۔۔

ان لڑکیوں کا کچھ نہیں ہو سکتا گھر کے کام کاج کرنے کے بجائے فیس بک پر یہ فضول کام کرتی رہتی ہیں لیکن۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں اس لڑکے نے اپنی بیوی کو کیسے سیدھا کیا تھا کیا پتا اسکا منصوبہ میرے کام آجائے۔۔۔

یہ سوچتے ابھی وہ دیکھتا کہ باتھروم سے کچھ گرنے کی آواز آئی تھی ایف بی کے چکر میں تو وہ اپنی جنگلی بلی کو بلکل ہی بھول گیا تھا جلدی سے وہ باتھروم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

عالم کو جب سچ کا پتا چلا اسکا تو روم روم سلگھ اٹھا تھا اسکی محبت کو کوئی کیسے حاصل کر سکتا تھا؟ اگر وہ کوئی سردار تھا تو بھی اسے پرواہ نہ تھی۔۔۔

اسنے تو خجستہ سے سچی محبت کی تھی اب تو وہ خود بھی راضی تھی تو پھر یہ ایک دن میں کایاپلٹ کیسے ہو گئی تھی جب سے اسنے جب سب سنا تھا کہ اسکی خجستہ نے اپنی مرضی سے گاؤں کے سردار سے نکاح کر لیا ہے اسکے جسم میں غصّے سے شرارے دوڑ گئے تھے۔۔۔

اسکی ماں نے خجستہ کے بارے میں کچھ غلط کہا تو وہ ان سے بھی لڑ دوڑا تھا وہ کیسے اپنی محبت کو کسی اور کے واس رہنے دیتا۔۔۔

یقیناً کچھ غلط ہوا ہے میری خجستہ ایسا نہیں کر سکتی میں اس شجر خان کی بوٹی بوٹی کر دوں گا اگر اسنے خجستہ کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنا چاہا تو وہ غصّے سے کھولتا سوچ رہا تھا اب اسے صبح ہونے کا انتظار تھا کیوں کہ اسنے سوچ لیا تھا خون خرابہ ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن وہ اپنی محبت کو کسی اور کا ہونے نہیں دے سکتا تھا اس سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

عالم سے جب غصّے برداشت نہ ہوا تو اس نے رات کے اندھیرے میں ہی جا کر خجستہ کے باپ کو بری طرح پیٹا تھا اسکا ایک بازو وہ توڑ چکا تھا اور ایک ٹانگ بھی شدید زخمی کر چکا تھا کیوں کہ اس بے غیرت نے ہی اپنی بیٹی کو جہنم میں دھکیلا تھا وہ اسے جلد بازیاب کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

ایک زوردار ٹھوکر اسکے سر میں مارتے اسنے واپس اپنی موٹر سائیکل نکالی تھی اور خود دور زمینوں میں بیٹھ کر دھاڑے مار مار کر رویا تھا وہ کسی کے سامنے نہیں رو سکتا تھا کیوں کہ وہ مرد تھا اور مرد کے رونے پر لوگ بس اس پر انگلی ہی اٹھاتے ہیں اسے کندھا کوئی نہیں دیتا نہ کوئی اسے چپ کرواتا ہے۔۔۔

کیوں خدا کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟ آخر کیوں؟ جب میں نے امید چھوڑ دی تھی تو تو نے خجستہ کے دل میں میرے لئے نرمی پیدا کر دی اور جب وہ راضی ہو گئی تو ایک جھٹکے سے تو نے اسے میری دسترس سے اسے دور کر دیا آخر کیوں؟

لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا چاہے کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے میں خجستہ کو حاصل کر کے ہی دم لوں گا میری محبت سچی ہے میں اسے حاصل کر لوں گا اب جو بھی کروں گا میں خود کروں گا اب یہ عالم صحیح اور غلط نہیں دیکھے گا بس میرا ایک ہی مقصد ہے میں صبح ہوتے ہی سردار سے بات

کروں گا اگر فیصلہ حق میں نہ ہوا تو وہ کروں گا کہ ہر انسان کی روح کانپ اٹھے گی۔۔اسنے مصّمم ارادہ کرتے آسمان کی طرف ایک نظر ثانی کی تھی

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تو آگے کا منظر دیکھتے اسکا دماغ سنسنا اٹھا تھا کیوں کہ خجستہ اپنے ہاتھوں کے سہارے لٹکی ہوئی تھی اور ہینڈ شاور پاس نیچے گرا ہوا تھا۔۔

مطلب اسنے کوشش کی ہوگی خود کو آزاد کرنے کی لیکن جب ناکام ہوئی تو سردی کی شدت نہ برداشت کرتے بیہوش ہو چکی تھی۔۔۔ شجر خان نے ایک جست میں اگے بڑھتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے سہارا دیا تھا۔۔

اور دوسرے ہاتھ سے اسکے ہاتھ کھولنے لگا تھا جس میں اسے کافی دشواری ہو رہی تھی خجستہ کا جسم اس وقت ٹھنڈا برف ہو چکا تھا جلدی جلدی ہاتھ چلاتے اسنے اسے آزاد کیا اور اپنی باہوں میں بھرتے کمرے میں آیا تھا جلدی سے ہیٹر آن کرتے وہ اب پریشان کھڑا ہوا تھا کہ کیا کرے۔۔۔

کیوں کہ خجستہ کی رنگت اب نیلی پڑنے لگی تھی اسکے جسم پر ابھی بھی گیلے کپڑے موجود تھے شجر خان اب خود کو ملامت کر رہا تھا کہ اسنے ایسا کیا ہی کیوں اب ایک نئ مصیبت گلے پڑ چکی تھی۔۔۔

وہ بمشکل اس سے نظریں چرا رہا تھا کیوں کہ اس وقت وہ بکھری حالت میا بھی اسکے ہوش ٹھکانے لگا رہی تھی اب مسلہ اسکے کپڑوں کا تھا رات کا وقت تھا سب سو رہے تھے وہ کیا کرتا کس سے مدد مانگتا اسکے واس تو کپڑے بھی نہ تھے جو اسے پہنا سکتا۔۔۔

اچانک اسکے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔۔ہاں یہ ٹھیک رہے گا اسنے چٹکی بجاتے فیصلہ کیا تھا اور اپنی الماری میں سے ایک کرتا نکال کر کمرے میں زیرو بلب آن کر دیا تھا۔۔۔

کوئی بات نہیں شجر یہ تیری بیوی ہے اور تو کچھ غلط تو کر نہیں رہا تھا بس کپڑے تبدیل کرنے ہیں ورنہ یہ مر مرا گئی تو مسلہ بن جائیگا وہ خود باور کرواتا اس پاس جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

اسکے جسم میں اچانک سے بجلی دوڑی تھی وہ لاکھ کوشش کر لیتا لیکن وہ بے رحم۔آہی تھا جو اسے یوں مرنے کے لئے چھوڑ دیتا یہ سب تو اسے اب کرنا ہی تھا۔۔۔

اس۔ااسکے گال پر ہاتھ رکھتے تھپتھپایا تھا لیکن اسکے بے جان وجود میں کوئی جنبش نہ ہوتے دیکھ اسنے زیرو بلب بھی بجھا دیا تھا اب جو وہ کرنے والا تھا وہ بس اسکی جان بچانے کے لئے کرنے کے ارادے سے کر رہا تھا اسے معلوم تھا جب وہ صبح اٹھے گی تو چیخے گی چلائے گی لیکن وہ سب سن لے گا اس وقت یہ سب کرنا ضروری تھا۔۔۔

اپنے ہاتھ میں پکڑے کرتے ہو اسنے دور اچھالا تھااور اسکی سانسوں میں سانسیں بھرنے لگا تھا رات رفتہ رفتہ گزر رہی تھی اور وہ اس پر بادل بنادو جسم ایک جان کر چکا تھااسکے عمل میں عجیب جنونیت سی تھی جسے وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ اسے کیاہو رہا تھا؟

وہ اسکی محبت نہیں تھی بلکہ وہ تو نفرت کے قابل تھی تو وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت کیوں نہیں کر پارہا تھااس وقت وہ اس پر سایہ بنا اسے اپنے آپ میں چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔وہ پوری طرح اس میں گم ہو چکا تھااسنے ساری فکریں چھوڑ دی تھی کہ کل کیاہو گا اسے پرواہ نہیں تھی۔۔

وہ اسکی بیوی تھی اور وہ اس پر جائز حق رکھتا تھا اس لئے جو کچھ بھی ہوا تھاوہ کچھ غلط نہ تھااور یہ سب اسنے اسکی جان بچانے کے لئے ہی تو کیا تھا؟ ہاں جان بچانے کے لئے کیاہے اسنے خود کو یقین دلایا تھا۔۔۔جب کہ اب خجستہ سکون سے سو رہی تھی اسکے جسم میں حرارت کی وجہ سے اب کچھ بہتری آئی تھی اسنے بیہوشی کے عالم میں بھی شجر خان کی شدتوں پر معمولی سا احتجاج ضرور کیا تھا جو شجر کے سامنے کچھ بھی نہ تھا بلکہ اسکی شدتیں اور بڑھی تھی۔۔۔

صبح کونسا طوفان انے والا تھا اس سے سب بے خبر تھے۔۔۔اسنے ایک نظر اپنے پہلو میں سوئی اپنی جنگلی بلی کو دیکھا تھااور مسکرا دیا تھا۔۔۔اب تم میری ہو چکی ہو۔۔۔

اب تو دوری ناممکن ہے۔۔اب بس تم اور میں۔۔۔۔۔میں تمہیں معاف کرنے کا سوچوں گا لیکن شرط ہے تم تمیز کے دائرے میں رہو تو۔۔۔اسنے اسکی ناک کھینچتے خود کلامی کی تھی۔۔۔

ویسے صبح کافی حسین ہونے والی ہے مجھے انتظار ہے صبح کا وہ اسکے کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی نما بولا تھا خجستہ نے اسکی طرف کروٹ لیتے اپنا ہاتھ اسکی کمر پر رکھا تھا جسے دیکھتے وہ دل و جان سے مسکرایا تھا۔۔۔

رات میں مہربان ہو رہی ہو صبح تمہارے پنجو سے اب مجھے خود ہی بچنا ہوگا کیوں کہ تماشا تم کئے بغیر رہو گی نہیں لیکن میرے پاس بھی حل ہے تمہارا وہ مسکراتے ایک بار پھر اسے اپنے حصار میں لیتے اسکے وجود کی خوشبو کو محسوس کرتے آنکھیں بند کر گیا تھا ذرا مزاحمت کے بعد خجستہ بھی دوبارہ گہری نیند میں اتر چکی تھی۔۔۔

صبح کے گیارہ بج چکے تھے شجر کا کمرہ ابھی تک بند تھا یقیناوہ لڑکی بھی اندر ہی تھی یہ سوچ ہی زلیخا کو بے چین کر گئی تھی وہ غصّے سے ملازمہ کے سنگ گھر کے قریب باغ میں چلی گئی تھی غصّے سے اسکا حال برا ہو چکا تھا۔۔

ایک بار یہ لڑکی باہر آئے اسکی عقل تو میں ٹھکانے لگاؤ گی۔۔۔وہ غصّے میں کھولتے ملازمہ کو باتیں سنا چکی تھی اور خود کہی اگے نکل آئی تھی تبھی کسی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے اسے پیچھے کی طرف گھسیٹ لیا تھا۔۔۔

عالم غصّے سے حویلی آیا تھا لیکن راستے میں وہ یہی سوچ رہا تھا اگر نکاح ہو چکا ہے تو شجر خان کبھی اتنی آسانی سے طلاق نہیں دیگا۔۔اسی وقت اسکی نظر ایک لڑکی پر پڑی تھی جسے وہ جانتا تھا وہ تو حویلی میں ہی رہتی تھی اب وہ اسکے ذریعے ہی اپنی خجستہ کو حاصل کر سکتا تھا اسنے اسے اغوا کرتے اسی وقت شہر کی راہ لے لی تھی وہاں جا کر اسنے اپنے دوست کی مدد سے دو کمروں کا مکان کرائے پر لیا اور بیہوش زلیخا کو اپنی بیوی بتایا تھا۔۔۔

اسکا دوست اکثر گاؤں آتا رہتا تھا وہ پولیس میں تھا اس لئے عالم کے لئے سب کچھ بہت آسان رہا تھا۔۔۔اب اسے خجستہ کو جلد از جلد اس شجر خان کی قید سے آزاد کروانا تھا۔۔یہ سب کرتے

ہوئے اسکے 5 گھنٹے لگے تھے اب وہ بھی تھکن سے چور زلیخا کا کمرہ باہر سے لاک کرتا دوسرے کمرے میں جاتے آرام سے سو گیا تھا۔۔

اٹھ کر اسے اپنے منصوبے پر عمل بھی کرنا تھا وہ گاؤں میں یہ بتا کر آیا تھا کہ شہر اسکی نوکری لگ گئی ہے۔۔ جسکو پرکھنے کے لئے اسے ہفتہ وہاں ہی رکنے کا کہا گیا ہے۔۔ اس لیے وہ اب ہر پریشانی سے آزاد تھا اسکے خلاف کوئی ثبوت نہ تھا۔۔۔ سب شجر خان پر اور اسکے خاندان پر انگلی اٹھاتے کے انکے گھر کی عزت نیلام کرتے زلیخا بھاگ چکی ہے

رات آٹھ بجے کہی جا کر زلیخا کی آنکھ کھلی تھی اسنے اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے دکھتے سر کو پکڑا تھا اور نجمہ کو آواز لگائی تھی۔۔۔

نجمہ ۔۔۔۔ نجمہ ۔۔۔۔ کہا مر گئی ہو میرے لئے سر درد کی گولی لیکر اؤ اور ساتھ میں چائے کا ایک کپ بھی وہ بغیر اپنے آس پاس دیکھے کہ اس وقت وہ اپنے گھر نہیں بلکہ کسی اجنبی جگہ پر ہے وہ اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔۔۔ جب اچانک سے ایک دھاڑ سے دروازہ کھولتا عالم اندر داخل ہوا تھا۔۔

جسے دیکھتے زلیخا ایک دم اپنی جگا سے اٹھی تھی وہ اس انجان شخص کو نہیں جانتی تھی کون تھا وہ؟اور اس وقت یہاں کیا کر رہا تھا؟ ویسے سوال اسے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ وہ اس وقت یہاں انجان مرد کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔۔۔

اسنے اس پر سے نظریں ہٹا کر جلدی سے اپنا دوپٹہ بستر سے اٹھا کر سر پر لیا تھا جو بیڈ پر پڑا اپنی نا قدری کو رو رہا تھا۔۔۔ دوپٹے سے سر کو ڈھانپنے کے بعد اس سے اپنے آدھے چہرے کو اس سے چھپا لیا تھا اور عالم سے ڈرتے ایک قدم دور ہوئی تھی۔۔۔

کون ہو تم اور مجھے یہ کہا لیکر آ گئے ہو؟ اسنے اپنے آس پاس دیکھتے ہوئے سامنے غصّے سے گھورتے عالم سے پوچھا تھا یہ تو اسکا گھر نہیں تھا۔۔ یہ تو کوئی چھوٹی سی جگہ تھی اس سے بڑا تو انکی حویلی کا باتھروم تھا اور یہ چھوٹا سا کمرہ جس میں بس ایک پلنگ ہی تھا جسکی حالت بھی قابل رحم تھی اسکے علاوہ کمرے میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔۔۔

میں کون ہوں یہ سوال بیکار ہے یہ پوچھو میں تمہارے حسین چہرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا نہیں کر سکتا ہوں؟ جس چہرے کو مجھ سے چھپا رہی ہو اسکا نقشہ بگاڑ سکتا ہوں میں یوں پلوں میں وہ چٹکی بجاتے ہوئے اسکے حواس گم کر گیا تھا زلیخا نے دو قدم اور پیچھے لئے تھے۔۔

دیکھو ہم نے کچھ نہیں کیا جانے دو ہمیں۔۔ وہ ہمت کرتے ہوئے ڈرتے ڈرتے بول رہی تھی مبادا وہ اپنا کہا سچ ہی نہ کر دے۔۔ اسکے ماتھے پر خوف سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا اس وقت وہ چالاک لومڑی سے بھیگی بلی بنی ہوئی تھی۔۔

مقابل شخص کی شخصیت ہی کچھ ایسی روعب دار تھی کہ وہ کچھ غلط بول کر اپنے لئے مسلہ پیدا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اسنے سوچ لیا تھا یہاں سے رہا ہونے کے بعد وہ اس شخص کی ایسی جرت پر سو کوڑے تو اسے ضرور مارے گی وہ ابھی اسکے اصل سے واقف ہی کہا تھا۔۔ یا یہ کہا جائے کہ جو بھی زلیخا سوچ رہی تھی وہ اسکی خام خیالی ہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے سامنے کون کھڑا ہے اور وہ کیا کچھ کرنے کی طاقت رکھتا حیا جب وہ اسے اسکے ہی گاؤں سے یہاں لا سکتا ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا عجیب جنونی انسان تھا۔۔ اس لئے زلیخا نے خاموش رہنا ہی بہتر جانا تھا۔۔

دے۔۔۔ دیکھو تم مجھے غلط سمجھ کر اٹھا لائے ہو میں نے تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا مجھے چھوڑ دو ٹھیک ہے اور جسکو اٹھانا ہے مجھے بتا دو میں مد۔۔ مدد کر دوں گی۔۔ زلیخا نے اسے لالچ دینا چاہا تھا لیکن وہ آ کر خود پھنس گئ تھی وہ جو تھوڑی دیر پہلے بے قصور جان کر اسکے ساتھ رحم والا برتاؤ کرنے والا

تھا اسکی یہ بات سن کر اسکا تو میٹر ہی گھوم گیا تھا مطلب خود کی آزادی کے بدلے وہ کسی کو بھی پھنسا دے گی؟

تمہیں پتا ہے تم سب لوگ کتنے خود غرض ہو؟ نہیں پتا ہو گا۔۔ میں تم لوگوں کو تمہاری خود غرضی کا اچھے سے سبق سکھاؤں گا۔۔

پہلے مجھے یہ بتاؤ تمہارا کیا تعلق ہے سردار حویلی سے؟ اسنے کڑک دار آواز میں اس سے سوال کیا تھا ۔۔۔

اور یہی موقع زلیخا کو بہتر لگا تھا اسے اپنی اہمیت بتا کر ڈرانے کا۔۔ میں شجر خان کی ہونے والی بیوی ہوں اسکی خالہ کی بیٹی بہت جلد ہم شادی کرنے والے ہیں تم مجھے چھوڑ دو میں تمہاری ہر خواہش پوری کروا دوں گی وہ ذرا گردن اکڑا کر بولی تھی سارا ڈر کہی دور جا سویا تھا اب اسے یقین وہ یہ سب سنتے اسے ضرور گھر چھوڑ آئیگا لیکن اسکے بعد جو ردعمل عالم نے ظاہر کیا اسے دیکھتے زلیخا کو لگا وہ کسی پاگل کے چنگل میا پھنس گئی ہے۔۔۔

واہ عالم دین تو نے کیا پتا پھینکا ہے سیدھا شجر خان کی منگ پر وار بہت مزہ انے والا ہے۔۔۔ اور تم اپنا منہ بند رکھنا اب میں نے کھانا رکھ دیا ہے میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں بغیر کوئی فلاپ پلین

بنائے خاموشی سے کھانا کھالیناورنہ یہ بھی نصیب نہیں ہوگا اسنے شاپر کی طرف اشارہ کرتے دروازہ باہر سے لاک کیااور اپنے نئے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے گھر سے نکل پڑا تھا۔۔

شجر خان کی دکھتی رگ اب اسکے ہاتھ میں تھی اس سے پہلے اس تک پہنچتا عالم اپنے منصوبے پر عمل کرنا چاہتا تھا۔۔

اگلی صبح جب خوشی سے بھرپور انگڑائی لیتے شجر خان کے بستر پر ہاتھ پھیرا تواسے دوسرا وجود وہاں محسوس نہ ہوا تھا وہ جلدی سے اٹھ بیٹھا تھا۔

نظر سامنے گئی جہاں وہ اسکے ہی کرتے میں گیلے بال لئے صوفے پر بیٹھی اپنی نظریں جھکائے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسے دیکھتے یوں گمان ہو رہا تھا جیسے وہاں پتھر کا کوئی مجسمہ پڑا ہو جس میں جان نہیں ہے۔۔۔

شجر خان نے اسے چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اس لئے پہلے نہانے کا پلین بنایا اسکو تانگ تو وہ باف میا بھی کر سکتا تھا تب تک شائد وہ سمبھل جاتی اور رات جو کچھ ہوا اسے قبول کر لیتی۔۔۔

وہ الماری سے اپنے کپڑے لیکر ایک نظر خجستہ کے مرجھائے چہرے پر ڈالتا باتھروم میں گھس چکا تھا اسنے سارے سوالوں کے جوابات پہلے سے ہی سوچ رکھے تھے اب وہ سوال کرتی تو فورا اسے جواب مل جانا تھا۔۔

وہ اپنی ہوشیاری پر مسکراتا جلدی سے نہا کر باہر نکلا تھا خجستہ ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی ہوئی تھی اب اسکی خاموشی سے شجر خان کو بے چینی اور جنجھلاہٹ ہونے لگی تھی۔۔ وہ بول کیوں نہیں رہی تھی؟

اسنے ہونے بال بناتے بار بار اسے شیشے میں سے دیکھا تھا اور اب وہ اس سب سے تنگ آتا اسکے سر پر جا کھڑا ہوا تھا۔۔
کوئی مر نہیں گیا ہے جو سوگ منا رہی ہو یہ جو کچھ بھی ہوا ہے نارمل سی بات ہے اب ہم دونوں شادی شدہ ہیں میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔۔۔ اور ویسے بھی میں نے وہ سب تمہاری جان بچانے کے لئے کیا تھا ورنہ اب تک مر چکی ہوتی تم۔۔۔ وہ ایک ہی سانس میں بولتا اسے صفائی دے گیا تھا جو اسنے آج تک کسی کو نہ دی تھی۔۔۔

لیکن دوسری طرف تو جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا تھا وہ ابھی بھی خاموش ہی نتھی ہوئی تھی۔۔۔ شجر خان نے خود کو قابو کرتے ایک نظر اسے دیکھا اور اسکے پاس بیٹھ گیا ابھی وہ اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھاتا کہ وہ اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

تم۔۔۔ تم مجھے پامال کر چکے ہو۔۔۔ ایک تھپڑ کے بدلے سارے گاؤں میرے گھر والوں کی نظروں میں اور میری خود کی نظروں میں مجھے گرا چکے ہو۔۔۔

تمہیں پتا۔۔۔ پتا ہے ساری غلطی میری ہے۔۔۔ میں سوچتی تھی لڑکیوں کو بہادر ہونا چاہیے کوئی غلط نظر ڈالے اسکی آنکھیں نوچ لینی چاہیے۔۔۔ لیکن میں غلط تھی اب مجھے سمجھ آگئی ہے جب بھی کوئی غلط نظر ڈالے آپکو اس سے معاف مانگ کر اپنی عزت نفس کو مار کر اپنی عزت کی حفاظت کرنی چاہیے ورنہ انکا انجام وہی ہو گا جو میرے ساتھ ہوا۔۔۔

گاؤں والوں کی نظروں میں بہادر خجستہ اب آوارہ کہلائے گی میرے ماں باپ کو سب بھگوڑی اور بد کردار بیٹی کے طنز کرے گے آزادی دینے کے طنز دے گے۔۔۔ بہت صحیح ہوا میرے ساتھ ۔۔۔ یہ سب باتیں کرتے وہ کوئی دیوانی معلوم ہو رہی تھی اسکی باتیں سنتے۔۔۔

شجر خان کو اپنا آپ حقیر لگا تھا۔۔ وہ ایک لڑکی سے بدلہ لینے میں کامیاب ہو چکا تھا اسکے ضمیر نے اسے ملامت کی تھی لیکن یہ سب محض چند پلوں کے لئے ہی تھا جب اسے خجستہ کا تھپڑ یاد آیا تو اسے اپنا آپ صحیح لگا۔۔۔

خجستہ اٹھتے شیشے کے سامنے آئی تھی اپنے گلے سے قمیض ہٹا کر اسنے وہاں پر موجود نشانوں پر انگلی پھیری تو ایک سسکی لبوں سے خارج ہوئی تھی وہ یک ٹک خود کو دیکھ رہی تھی اسنے پرفیوم اٹھائی تھی۔۔۔

شجر خان بڑے غور سے اسکے ہر عمل کو دیکھ رہا تھا اسکی گردن پر موجود نشان کو دیکھ وہ نظر چرا گیا تھا۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو اسنے کہا تھا یہ سب اسنے اسکی جان بچانے کے لئے کیا تھا اور اب یہ سب۔۔۔۔

اس ایک لمحے میں ہی خجستہ نے پرفیوم کی ششی پر اپنی گرفت مظبوط کرتے اسے اپنی پوری قوت کے ساتھ شیشے پر دے مارا تھا جسکے نتیجے میں شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو چکا تھا خجستہ نے جلدی سے ایک کانچ اٹھا کر اپنی کلائی پر رکھتے پھیرنا چاہا تھا جب بہت اچانک شجر خان اسکے قریب جاتے اسکے ہاتھ سے شیشہ جھٹک گیا تھا جسکے نتیجے میں خجستہ کا ہاتھ زخمی ہو چکا تھا لیکن شکر تھا کٹ زیادہ گہرا نہ تھا۔۔۔

چھوڑو چھوڑو مجھے۔۔۔مجھے آزاد ہونے دو۔۔۔مم۔۔۔۔میری ہمت ختم ہو گئی ہے۔۔۔مجھے جانا ہے تم تم۔۔۔خوش ہو جاؤ۔۔تمہاری جان چھوٹ جائیگی۔۔۔مم۔۔۔میں۔۔نہیں رہوں گی ۔۔۔سبکی مشکلات حل ہو جائے گی۔۔۔

وہ قابو میں آ ہی نہیں رہی تھی شجر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتے اسکے گال پر ایک تھپڑ دے مارا تھا۔۔ایک دم سے وہ تھم گئی تھی۔۔

بکھرے بال بکھرا حلیہ وہ کہی سے بھی کل والی نجستہ نہیں لگ رہی تھی جو اپنے حق میں آواز اٹھا رہی تھی یہ تو کوئی ٹوٹی بکھری سی مظلوم چڑیا تھی۔۔۔جسے اپنا کچھ ہوش نہ تھا جو سب سے خفا خفا سی تھی۔۔۔

ششش کچھ نہیں ہوا ہے بس چپ۔۔شجر اسے سینے سے لگائے پیار سے اسکی کمر تھپتھپا کر اسے خاموش کروا رہا تھا۔۔۔

اسنے کیا سوچا تھا اور آج صبح صبح ہی کیا ہو گیا تھا۔۔شجر خان نے غور کیا تو اسکا جسم بخار کی شدت سے تپ رہا تھا وہ جتنی خود کو ملامت کرتا کم تھی وہ انجانے میں ایک کھلے ہوئے پھول کے

مرجھانے کا باعث بن چکا تھا۔۔ خجستہ کی حالت اسے اندر ہی اندر تکلیف دے رہی تھی۔۔۔ لیکن بظاھر وہ اپنی غلطی ماننے کو تیار نا تھا اسے لگتا تھا یہ سب جو بھی اسکے ساتھ ہوا ہے اسکی وجہ وہ خود ہے۔۔۔

وہ شجر خان کے گلے لگے ہی نیم بیہوشی میں جا چکی تھی اب وہ باقی سب کو بلا بھی نہیں سکتا تھا کیوں کہ اسنے اس وقت شجر کی ہی قمیض پہنی ہوئی تھی شجر نے سب سے پہلے اسکے لئے کپڑوں کا بندوبست کیا تھا اسکے بعد باہر آ کر اسنے ملازمہ کو آواز دی تھی۔۔۔

میرے کمرے میں سوپ بنا کر لیکر اؤ جلدی اور خود ایک بار پھر وہ کمرے میں کہی غائب ہو گیا تھا مورے اسکی عجلت دیکھ کر حیران تھی کل تک وہ رحم کھا کر شادی کرنے والا آج اسکی ذرا سی طبیعت خرابی پر اسکے لئے سوپ بنوا رہا تھا پریشانی اسکے چہرے سے عیاں تھی۔۔۔

اسنے اپنے ہاتھ سے خجستہ کو سوپ پلایا تھا اور دوائی دے کر دوبارہ سے سلا دیا تھا وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نہ تھی ورنہ ایک ہنگامہ بھرپا کر دیتی۔۔ اگر اسکی جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اسکا بھی یہی حال ہوتا قسمت کے پڑنے والے مسلسل تھپڑوں سے وہ ہار کر ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

اسے کمرے میں آرام کرتا دیکھ شجر خود بھی باہر آیا تھا دن گزر چکا تھا اب دوپہر کے تین بج رہے تھے خانم نے شجر کو دیکھتے ہی کڑک دار آواز میں اسے پکارا تھا۔۔۔

کل رات ایک لڑکی کی عزت کی پرواہ کرنے والے میرے پوتے نے اس شرط پر اس سے نکاح کیا تھا کہ وہ اسے آسائشیں تو دے گا پر اسکے حقوق نہیں۔۔تو پھر اب میں یہ سب کیا سن رہی ہوں؟

خانم بی میں آپکو سب بتاتا ہوں میری بات تو سنے آپ۔۔۔اپ جو سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ نہیں ہے ۔۔اسنے اپنی صفائی دینا چاہی تھی۔۔

بس چپ ایک دم مجھے کوئی صفائی نہیں چاہیے بس ایک سوال پوچھنا ہے کہ کل جو کچھ ہوا وہ سب کیا تھا؟ کل کے تمہارے بیان میں اور آج کی حرکت میں زمین آسمان کا فرق ہے شجر خان ایک ہی رات میں اپنی زبان سے پھر گئے اور بیوی کے پلو سے لگ کر بیٹھ گئے ہو؟ تمہیں یہ تک معلوم ہے کہ تمہاری خالہ زاد اس وقت کہاں ہے کس حال میں ہے۔۔

کیا مطلب ہے اپکی بات کا زلیخا کہاں ہے؟

وہ حیرت سے خانم بی کو دیکھتے پوچھنے لگا تھا۔۔۔

تم کمرے سے باہر اتے تو خبر ہوتی نہ کہ گھر میں کیا طوفان اٹھ چکا ہے۔۔۔کل تمہارے بابا اسد خان ارہے ہیں انکے انے سے پہلے زلیخا کو ڈھونڈ لو ورنہ تم جانتے ہو اپنے باپ کے غصّے کو۔۔۔

اور ہفتے بعد زلیخا کی ماں آ رہی ہے تمہاری اس سے منگنی کرنے کے ساتھ ہی نکاح کروانے بھی ۔۔۔اب ذرا ہوش کے ناخن لو اور ڈھونڈو اپنی منگ کو۔۔۔ وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئی بولتی اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔

شیر خان۔۔۔۔

شجر خان نے دھاڑ نما آواز میں شیر خان کو بلایا تھا۔۔۔
اور اسکی طرف لپکتے کھینچ کھینچ کر اسے دو تھپڑ دے مارے تھے۔۔۔ تم کہا مر گئے تھے جب زلیخا گھر سے غائب ہوئی؟ دفع ہو جاؤ میری نظروں سے اور کسی کو بھی بتائے بغیر زلیخا کو تلاش کرو

۔۔۔

اسنے اسے پرے دھکیل کر خود اپنی گاڑی کو سٹارٹ کرتے اپنے غصّے کو دبانے کی کوشش کی تھی

۔۔۔

اگر تو زلیخا یہ سب تم نے محض مجھے تنگ کرنے کے لئے کیا ہے تو یاد رکھنا میں تمہارا وہ حال کروں گا سات پشتیں یاد رکھیں گی۔۔۔

صبح سے شام ہونے کو آئی تھی لیکن لیکن زلیخا کا کچھ پتا نہ چلا تھا شجر خان غصّے میں ہر چیز تباہ کر رہا تھا اسنے یہ بات پھیلنے نہیں دی تھی کہ زلیخا گھر سے غائب ہے۔۔۔اور جمیلہ کو تو دونوں کے لئے حویلی کے تہہ خانے میں ڈال دیا تھا جو اپنی بے خبری کی وجہ سے زلیخا کو اکیلے چھوڑ گئی تھی۔۔۔

وہ جھکے کندھوں کے ساتھ حویلی داخل ہوا تھا اب اسے خجستہ کی تکلیف کا اندازہ ہوا تھا لیکن ابھی بھی وہ اسے اسکی غلطی کی وجہ سے معاف نہیں کر رہا تھا۔۔۔

وہ سیدھا کمرے میں آیا تو وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھی شجر نے ایک بھی پل انتظار کئے بغیر جا کر اسے پیچھے سے ہی اپنے حصار میں لے لیا تھا وہ اس اس اچانک افتادہ پر حیران سی رہ گئی تھی اور جب سمجھ آئی تو اونی کو ہنی اسکے پیٹ میں مارتے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

دور رہو مجھ سے گندے انسان تمہارا اپنا غلیظ لمس مجھ پر نہ استعمال کرنا تم ایک بتمیز اور آنا پرست انسان ہو دیکھ لینا تمہارا وہ حال ہو گا کہ ایڑیاں رگڑوں گے لیکن میں معاف نہیں کروں گی تمہیں ۔۔۔وہ غصّے سے نتھنے پھلاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

وہ مڑتے ہوئے ڈریسینگ روم میں جانے لگی تھی جب شجر نے اسے بازو سے پکڑتے دیوار سے لگایا تھا۔۔۔

اسنے ایک ہی جست میں خجستہ کو بولنے کا موقع دیئے بغیر اسکی سانسوں پر حکمرانی جمالی تھی کہ وہ بے بس سی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ جتنا شانت رہنا چاہتا تھا لیکن وہ رہنے نہ دیتی تھی۔۔۔اسکی بات سنتے شجر کا میٹر ایک بار پھر سے گھوما تھا وہ دن بھر کا تھکا اس وقت لوٹا تھا اور خجستہ کی کڑوی کسیلی باتیں سنتے اسکا غصّہ ایک بار پھر سے عود آیا تھا۔۔۔

اس لئے اب وہ اپنی پوری شدتیں اس پر لوٹاتے اسے بے بس کر گیا تھا وہ اسکے چہرے پر جا بجا اپنا لمس بکھیر رہا تھا خجستہ بے حال ہو چکی تھی اس سے پہلے وہ گرتی شکھر شجر خان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس اٹھا کر ڈریسینگ ٹیبل پر بیٹھا دیا تھا وہ اسکے قریب جاتے ہی بلکل اپنے ہوش گنوا بیٹھتا تھا اس بار بھی یہی ہوا تھا وہ اسکی قربت میں پوری طرح بہک چکا تھا۔۔

وہ خجستہ کو نڈھال دیکھ تھوڑی سی آزادی بخشتا اور پھر سے اسکی سانسوں پر اپنا تسلط قائم کر لیتا وہ پوری طرح ہر فکر سے آزاد اسکے وجود میں اترتا جا رہا تھا۔۔۔اس پر خجستہ کی مزاحمت کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔

اسنے ایسے ہی اسکو اپنی باہوں میں بھرا تھا اور بستر پر آرام سے لٹا کر اس پر جنونی بدل بن کر سایہ کر گیا تھا شجر نے چند پلوں کی رہائی دیتے اپنی قمیض کو وجود سے الگ کرتے بتی بجھائی تھی۔۔

خجستہ نے اسے دور ہوتے ہی اپنی سانسوں کو بحال کیا تھا کیوں کہ شجر نے اسے نڈھال ہی اتنا کر دیا تھا ابھی وہ کچھ سوچتی یا سمجھتی جب وہ ایک بار پھر اسکے وجود پر قابض ہوتے اسے بے بس کر گیا تھا ۔۔

اس سے جتنی ہو سکتی تھی وہ مزاحمت کر رہی تھی لیکن وہ عجیب ڈھیٹ انسان تھا جسے رتی برابر فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔

وہ کیوں اسکو نہیں سمجھ رہا تھا؟ کیوں رفتہ رفتہ اس پر یوں زبردستی کر کے یہ ظاہر کر رہا تھا کے وہ بے بس ہے ؟

تھک ہار کر وہ مزاحمت ترک کر چکی تھی اب بس خاموشی سے پڑی اسکی شدتیں اور اسکی سرگوشیوں کو سن رہی تھی کتنے ہی آنسوں اسکی آنکھوں سے بے مول ہوتے بیڈ شیٹ میں جذب ہو چکے تھے لیکن مقابل ان آنسوؤں کو بھی اپنے انداز میں چن رہا تھا۔۔۔

چاند بادلوں میں چھپا دور کھڑی قسمت کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا جو انکی زندگی بدلنے والی تھی۔۔۔

عالم جب واپس آیا تو زلیخا اسے کہی نظر نا آئی کھانا وہ کھا چکی تھی تھی کیوں کہ سامنے خالی شاپر پڑا ہوا تھا۔۔

ابھی اسنے اگے قدم بڑھایا ہی تھا جب اچانک سے کوئی اسکے سامنے آیا تھا اس سے پہلے وہ اس پر وار کرتی عالم نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ میں سٹیل کی بالٹی تھی جو شائد اسنے عالم پر وار کرنے کے لئے باتھروم سے اٹھائی تھی اگر بروقت عالم ہوشیاری سے اسکا ہاتھ نہ پکڑ لیتا تو اب تک وہ بیوقوف اسکا سر پھاڑ کر انجانے شہر میں خود کو ایک نئ مصیبت میں پھنسا چکی ہوتی۔۔۔

زلیخا اپنا منصوبہ فیل ہوتے دیکھ لٹھے کی مانند سفید چہرہ لئے اسے دیکھ رہی تھی جواب نجانے اسکے ساتھ کیا کرتا۔۔۔

زلیخا نے اس سے ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن عالم کی گرفت مظبوط تھی۔۔۔

عالم نے اسکے ہاتھ سے بالٹی لیکر دور اچھالی اور آنکھوں میں غصّہ لئے بڑے جارحانہ انداز میں اسے ایک طرف دھکا دے کر دیوار کے ساتھ پن کیا تھا۔۔

بہت اٹھا لیا میری خاموشی کا فائدہ اب بغیر چوں چرا کئے جو جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرلو ورنہ آئی تو بڑی حفاظت سے تھی یہاں لیکن جاؤ گی بے ابرو ہو کر۔۔۔امید ہے اچھے سے سمجھ گئی ہو گی تم ۔۔۔اسنے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔۔۔

سمجھ گئی میں کیا کہہ رہا ہوں وہ دیوار پر ہاتھ مار کر بولا تھا۔۔۔

جج۔۔۔جی سمجھ گئی۔۔۔مم۔۔۔۔مجھے کیا کرنا ہو گا؟۔۔۔شجر سائیں کو فون کر کے پیسوں کی مانگ کرنی ہے تو آ۔۔۔آپ فون دیدو میں انکو کہہ دیتی ہوں۔۔۔اپکی ساری باتوں پر عمل کیا جائیگا بس مجھے یہاں سے جانے دو۔۔۔وہ ڈرتے ڈرتے اس سے بولی تھی۔

تم لوگوں نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے ایک وہ شجر خان اور ایک تم۔۔۔تم چھٹانگ بھر کی لڑکی مجھے پیسوں کا لالچ دے رہی ہو؟تم سے تو بعد میں حساب برابر کروں گا۔۔۔

ابھی اپنا چہرہ ڈھکواور جلدی سے باہر اؤ میرا ابھی اور اسی وقت تم سے نکاح ہے۔۔۔

اسکی باتیں سن کر زلیخا کو ایک جھٹکا لگا تھا وہ حیران نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی

صبح وہ اٹھا تو وہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکی تھی شجر خان شرٹ لیس سا بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔۔

جو کل ٹوٹی ہوئی سی لگ رہی تھی اور آج شیرنی بنی پورے کمرے کا نقشہ بگاڑ رہی تھی نجانے اس لڑکی کے اور کتنے رنگ تھے۔۔ لیکن وہ اسے ہر رنگ میں اپنی طرف راغب کرنے کو تیار رہتی تھی وہ اسکا یہ شیرنی والا روپ دیکھ کر ایک بار پھر سے گھایل ہوا تھا اسکا دل کیا زور سے اسے اپنی باہوں میں بھر لے۔۔۔

اپنی سوچ ور عمل کرتے وہ اگے بڑھا تھا اور اسکا ہاتھ پکڑتے اسے ایک دم سے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔اور اسکی گھنی زلفوں میں سانس لینے لگا تھا اسے یہ خوشبو مدہوش کر رہی تھی۔۔۔

خجستہ جو کہ ابھی آخر واس چھینک کر توڑنے والی تھی اچانک افتادپر کٹی ڈال کی طرح اسکے شرٹ لیس سینے کا حصّہ بنی تھی۔۔اسکے ہاتھ بے ساختہ شجر خان کے سینے پر گئے تھے۔۔۔

خود کو قابو کرتے خجستہ نے اپنا زور لگاتے اسے پرے کیا تھا۔۔

دور رہا کرو مجھ سے بس بہت ہو گیا مزید میں برداشت نہیں کروں گی۔۔

کیوں برداشت نہیں کرو گی؟یاد رکھو میری بات اب تمہیں ہی مجھے اپنے وجود پر جھیلنا ہے اپنی آخری سانس تک وہ اسے پیار سے کہتے آنکھ ونک کر گیا تھا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

دوراتوں کی قربت سے اتنی محبت ہو گئی ہے مجھ سے کہ اس گھر کو اور کمرے کو اپنا مان کر مجھے ہی یہاں سے دفع ہونے کا کہہ رہی ہو؟وہ صاف اسے چڑا رہا تھا۔۔

جب کہ خجستہ کا دماغ پھٹنے کے قریب تھا اخر یہ شخص سیریس کیوں نہیں ہوتا تھا؟ہر سوال کا الٹا جواب تیار رکھتا تھا وہ۔۔۔

میں چار دیواری میں بند رہنے کی عادی نہیں ہوں مجھے حویلی سے باہر جانا ہے۔۔۔

خبردار سوچنا بھی مت اتنا بے غیرت نہیں ہوں اپنی بیوی کو یوں آوارہ گردی کرنے کے لئے چھوڑ دوں۔۔اسے خجستہ کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی اسکا دل تھا وہ ہر وقت یہی رہے اس کمرے میں۔۔اسکی موجودگی سے جو خوشبو اس کمرے سے آتی تھی وہ اسے ہر پل محسوس کرنا چاہتا تھا ۔۔۔

میں جاؤں گی باہر کسی بھی قیمت پر۔۔۔یہ گھر چھوڑ کر بھاگ نہیں رہی میں بس کھلی ہوا میں سانس لینا چاہتی ہوں اتنی تو زندگی تنگ کر چکے ہو اب کیا چاہتے ہو میں یہاں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں؟آخری بات میں اسکا لہجہ بھیگ گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں لے جاؤں گا لیکن خود گھرا کر۔۔تب تک تم یہی رہو گی اپنے قدم باہر نہیں نکالو گی خجستہ کے مرنے کی بات سنتے وہ ایکدم سے سنجیدہ ہو گیا تھا۔۔اپنی بات کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر چلا گیا۔۔۔

ہوں میری جوتی سنتی ہے تمہاری بات۔۔۔وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تو اس وقت کوئی بھی اسے باہر نظر نہ آیا باورچی کھانے سے آوازیں آرہی تھی وہ جلدی سے باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

خجستہ شجر خان کی ضد میں اکر گاؤں کی طرف نکل آئی تھی۔

کچھ اسے اس حویلی اور اس کمرے سے وحشت ہو رہی تھی شجر خان نے کل ہی اسے منع کیا تھا کہ آج کہ بعد اگر تم گاؤں میں مجھے ملی تو ٹانگیں توڑ دوں گا تمہاری۔۔۔۔۔

پھر وہ حجستہ ہی کیا جو اس کی بات مان لے اس کے بارہاں منع کرنے پر بھی وہ حویلی ٹک کر نہیں بیٹھی تھی۔

شجر خان کے جانے کے فورا بعد ہی وہ حویلی سے نکلی اور نہر کی طرف چل دی تھی۔۔۔

کل والی بات وہ بھولی نہیں تھی مگر اس نے چھوڑا بھی نہیں تھا شجر خان کو
ابھی وہ نہر کی طرف جاتی اسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔

جب کوئی تیزی سے اس کے قریب آیا تھا اس سے پہلے کہ وہ گھبرا کر پیچھے ہوتی آنے والے نے تیزی سے اس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کیا

اور اسے کھینچتا ہوا قریب درخت کی اوٹ میں لے آیا تھا۔
یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وہ خود حیران رہ گئی تھی۔
منع کیا تھا نا کہ آج کے بعد گاؤں میں گھومتی ہوئی نا دیکھو مجھے۔۔۔۔۔:!
میری بات پلے نہیں پڑی تمہارے۔۔۔۔

شجر خان ڈیرے کی طرف جا رہا تھا جب شیر خان نے اشارے سے اسے اس کے بارے میں بتایا تو اسے یوں منہ اٹھائے نہر کی طرف جاتا دیکھ کر اس کی مٹھیاں بھینچ گئی تھی غصے سے۔۔۔

شیر خان کو جانے کا بولتا وہ غصے سے بھرا اس کی طرف بڑھا تھا۔اسے ایک ہی جھٹکے سے درخت کے ساتھ لگاتے وہ سرخ چہرے سے غرایا تھا۔۔۔۔

لگتا ہے کل رات کے بعد تمہارے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا ہے جو میری کسی بات پر ریکٹ نہیں کر رہی۔۔۔۔۔:؛؟

اسے چپ اپنی طرف دیکھتے پاہ کر شجر خان اس کے نینوں کے پیالوں میں دیکھتا مخمور لہجے میں بولا تو خجستہ نے اپنا پورا زور لگا کر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کرنا چاہا تھا

غصے سے اس کا پور پور جل اٹھا تھا۔

جب سے وہ اس کی ملکیت میں آئی تھی تب سے شجر اس پر خود سے زیادہ نظر رکھے ہوئے تھا۔

جو کہ ظاہر سی بات ہے ناممکن سا تھا مگر پھر بھی وہ ہار نہیں مان رہی تھی۔

افففففف اب لگی ہو میری جنگلی بلی ورنہ میں تو ڈر ہی گیا تھا کہی تمہیں مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا۔۔۔؟

اس کے لبوں اور غصے سے لال چہرے کو گہری نظروں سے تکتے شجر خان نے اپنے نچلے ہونٹ کا کونا دانتوں میں دبا کر اپنی آمڈ آنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔۔۔ یہ صاف اس کی خاموشی پر چوٹ تھی۔۔

شجر اچھی طرح جان گیا تھا اگر وہ مسکرا دیتا تو وہ غصے سے چیخنے لگ جاتی جو وہ نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس لیے کہ اس کی طبعیت اب بھی ٹھیک نہیں تھی

ہوں خان صاحب پیار اور تم سے۔۔۔۔ جاو کام کرو اپنا تم سے پیار تو میری جوتی بھی نا کرے میں خود تو بہت دور کی بات ہے۔۔

شجر خان کی قربت اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی مگر پھر بھی وہ بڑی مشکل سے اپنی کپکپاہٹ پر قابو پاہ کر غصے سے بولی تھی

چلو دیکھتے ہیں مجھ سے محبت تم کرتی ہو کہ تمہاری جوتی۔۔۔۔۔؟

خجستہ کی بات نے شجر کو غصہ دلایا تو وہ دانت پیس کر بولا تھا۔

چھوڑوں مجھے گھٹیا انسان۔۔۔۔ وہ اپنا پورا زور لگا کر اس کی گرفت سے آزاد ہوئی اور اسے قہر برساتی آنکھوں سے گھورتی آگے بڑھنے کو تھی جب شجر نے اسے بالوں سے پکڑ کر واپس اپنے نزدیک کیا۔

پہلی بار اس خان کا نام لیا ہے داد تو وصول کرتی جاؤ بیگم۔۔

شجر کو اس کا خان صاحب کہنا عجیب سی سرشاری میں مبتلا کر گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ خجستہ اس کی بات سمجھتی شجر نے جھٹ اس کے ادھ کھلے گلابی لبوں کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ اسے اپنے ساتھ بھیچتا جا رہا تھا۔
خجستہ اس کی شدتوں پر کپکپا اٹھی تھی۔۔۔۔وہ جتنا احتجاج کرتی وہ اتنا ہی اسے بے بس کرتا جا رہا تھا
شجر خان کو اس لڑکی سے نا تو محبت تھی اور نا ہی کسی قسم کا لگاؤ مگر پھر بھی جانے اس میں کونسی جادوئی کشش تھی جو وہ نفرت کے باوجود بھی اسے اپنا جنون بناتا جا رہا تھا۔

وہ جیسے ہی بے دم ہوتی اس کی باہوں میں بکھری شجر نے جلدی سے اس کے لبوں کو آزاد کیا تھا

جنگل کا ویرانا اور اوپر سے ان دونوں کی دھونی کی مند چلتی سانسیں ماحول کو بوجھل سا تاثر دے گئی تھی۔

شجر خان خود اپنی کیفیت سمجھ نہیں پایا آخر کیوں وہ اس کی قربت میں خود کو بہکنے سے روک نہیں پاتا تھا۔

ویسے تو ہر بات کا جواب منہ پھاڑ کر دیتی ہو بیگم مگر میری قربت میں بھیگی بلی بن جاتی ہو۔

شجر نے گہرے گہرے سانس بھرتی حجستہ کے کان میں سرگوشی کی جس پر وہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھتی اس سے دور ہوئی۔۔۔۔ مگر شجر نے پھر سے اس کے کانپتے وجود کو اپنی باہوں میں بھرا اور ڈیرے کی طرف چل دیا۔

خجستہ کو پہلے ہی چکر ارہے تھے اوپر سے اس نے اسے اور پریشان کر دیا تھا۔۔۔۔ء

مگر دل ہی دل میں وہ سوچ چکی تھی کہ اسے ایسا مزا چکھائے گئی یہ بھی کیا یاد رکھے گا کس سے پالا پڑا ہے اس کا۔۔۔۔""

تم سمجھتے کیا ہو خود کو شکل دیکھی ہے اپنی؟ میں کیوں کروں تم سے نکاح۔۔۔میں شجر سائیں سے نکاح کروں گی وہ میرے قابل ہے تم نہیں۔۔۔

مجھے جانے دو یہاں سے جو چاہئے دیدوں گی لیکن میں ہر گز نہیں کروں گی یہ بات یاد رکھنا زلیخا شجر خان سے محبت کرتی ہے اور ہمیشہ اسکی ہی رہے گی۔۔۔

عالم نے اسکی بات سنتے ہاں میں سر ہلایا اور کمرے کا دروازہ بند کرتے اسکے سر سے چادر اچھال کر دور پھینکی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں تو نکاح کرنا چاہتا تھا تاکہ شجر خان کو اپنی مانگوں پر قائل کر کے تمہیں آزاد کر دوں لیکن یہ بھی صحیح ہے جب اسکی کزن بہن اجڑی حالت میں کچرے کے ڈھیر پر پڑی ملے گی تو وہ کیا کوئی مرد تمہیں نہیں اپنائے گا۔۔۔

عالم کی باتیں سنتے زلیخا کی روح کانپ اٹھی تھی وہ آنکھوں میں ڈر لئے چلا کر بستر کے ایک طرف گئی تھی۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔۔یوں مجھے پامال نہ کرو وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔

اسے دوپٹے کے بغیر یوں ہاتھ جوڑتے دیکھ عالم کا دل کیا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے لیکن یہ سب بھی ضروری تھا وہ ڈھیٹ لڑکی پیار سے ہر گز نہ مانتی۔۔

توکروگی ابھی اور اسی وقت مجھ سے نکاح؟ ایکدم عالم کی سنجیدہ گرجدار آواز گونجی تھی۔۔ جسے سنتے زلیخا کو اونی روح فنا ہوتی نظر آئی تھی۔۔۔

مجھے جانے دو مجھے معاف کر دو میں نہیں جانتی میں نن۔۔۔۔

میں نے جو پوچھا ہے ہاں یا نا؟ وہ اسکی بات اچک گیا تھا زلیخا خاموش ہی رہی تھی اور کیا کہتی۔۔

عالم کو غصّہ انے لگا تھا اس ڈھیٹ لڑکی پر کتنی ضدی تھی وہ ابھی بھی حامی نہیں بھر رہی تھی جسکی وجہ سے اسے اور سختی کرنی پڑ رہی تھی۔۔۔

اب تمہارے منہ سے ایک بھی آواز نکلی تو گلا گھونٹ دوں گا وہ غصّے سے اسکی طرف بڑھتے اسے واحد بستر پر پٹخ کر اسکی گردن میں جھک گیا تھا۔۔

اسکاوہ انگارہ نما لمس محسوس کرتے زلیخا کی جان جا رہی تھی۔۔۔

ہ۔۔۔ہاں۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں۔۔۔ راضی۔۔۔راضی ہوں۔۔۔۔۔ چھوڑدو مجھے۔۔۔وہ مزاحمت کرتے ہچکی لیکر بولی تھی عالم اسی وقت سے سے دور ہوا تھااور دوپٹہ اسکے منہ پر مارتا کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔۔۔

پیچھے وہ ہچکیوں سے رودی تھی۔۔ کیوں۔۔۔۔ کیوں ہٹا ہے میرے ساتھ یہ سب۔۔۔۔؟ آخر کیوں؟؟؟؟ باپ کے پیار کے لئے ترستی رہی جب وہ گھر آیا تو زندہ نہیں بلکہ اسکی میت تھی۔۔۔میری ماں کو لوگوں کی پرواہ ہے۔۔۔۔اگر میں شجر خان سے شادی کر کے ایک محفوظ چھت اور اسکی محبت چاہتی تھی تو کیا غلطی تھی میری؟ کیوں ہمیشہ میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے کیوں ؟؟؟؟

وہ سسکیاں لیتے ہوئے اپنے رب سے شکوہ کنا تھی اور یہ سب سچ ہی تو تھا اسکا باپ ایک آوارہ مرد تھا دوسری شادی کوٹھے پر کرر کھی تھی اپنی بیوی کو طلاق دے کر فارغ کر چکا تھا یہ بھی نہ سوچا کہ اسکی اولاد کا کیا ہو گا۔۔۔اسکی اپنی ماں کو وہ منحوس لگتی تھی۔۔۔اسکا بس سوچنا تھا شجر خان سے شادی کے بعد انکے قدم یہاں پکے ہو جائے گ۔۔۔۔۔

انہی چکروں میں وہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کے دماغ میں شجر خان کی محبت کا بیج بو چکی تھی۔۔ لیکن ہوا کیا تھا؟ وہ اسکا نصیب نہیں تھا اور نہ وہ اونی منگ کو چھوڑ کر کسی اور کو نہ اپناتا اس لڑکی سے شادی کرنے کے بعد سوال تو زلیخا کی ذات پر بھی تو اٹھے تھے؟ کسی کو فکر تھی اسکی؟ نہیں تھی۔۔اب نجانے اسکے ساتھ کیا ہونے والا تھا

وہ اسے اپنی باہوں میں بھرے ڈیرے پر لے آیا تھا اندر کمرے میں لے جاتے اسنے اسے بے ساختہ بستر پر پھینکا بہت شوق ہے نہ میری بات نا ماننے کا رو کو ذرا ابھی بتاتا ہوں وہ اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتا اسے ڈرا گیا تھا اور پیچھے مڑتے اپنی مسکراہٹ کو لبوں میں کچل کر اسنے دروازہ بند کیا۔۔۔

اور ایک دم سے خجستہ پر اپنی گرفت مظبوط کرتا گیا خجستہ نے سانس لینے کے لئے منہ دوسری طرف کیا تو کسی کو کھڑکی سے جھانکتا پایا۔۔

وہ ایک جھٹکے سے شجر خان کو دھکا دیتی اٹھ بیٹھی تھی اسکی سانسیں تیز چل رہی تھی ماتھے پر پسینہ نمودار ہو چکا تھا۔۔

جب کہ اسکی اس دھتکار سے شجر خان کا دماغ کھول اٹھا تھا وہ خجستہ کی ایک بھی سنے بغیر اسکی طرف بڑھا تھا اسکے بالوں کو اپنی مٹھی میں قید کرتے اسے تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔۔۔

وہ اسکی گردن پر جھک کر اپنے نوکیلے دانت وہاں گاڑھ گیا تھا تھوڑی دیر بعد اپنا سر اٹھاتے وہ بہت نرمی سے اسکے کان میں سرگوشی منہ بولا تھا ہمت کیسے ہوئی تمہاری مجھے یوں جھٹکنے کی اسنے اسکے بالوں کو ایک جھٹکا دیتے چلا کر کہا تھا جب خجستہ نے کھلی ہوئی کھڑکی کی طرف بے بسی سے دیکھا تھا ناچاہتے ہوئے بھی اسکے آنسوں آنکھوں سے بہہ نکلے تھے۔۔ شجر نے جب کھڑکی کو یوں کھلا دیکھا تو اسے سارا معاملہ سمجھ اچکا تھا لیکن وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا وہ ایک بار پھر خجستہ کو خود سے بدگمان کر چکا تھا۔۔۔

جب کہ اب وہ یہ نہیں چاہتا تھا اب وہ چاہتا تھا کہ وہ اسکا انتظار کرے اسکی حالت کو سمجھے قربت کے قیمتی لمحات میں وہ اسکا برابر کا ساتھ دے لیکن ایسا ہو نہیں رہا تھا وجہ وہ خود تھا اسکا غصّہ تھا ۔۔۔

وہ ایک بار پھر جھکا تھا اور اپنے دیئے زخم پر مرہم کرنے لگا تھا خجستہ نے اسے ایک دھکا دیا تھا اور بغیر اس پر ایک نظر ڈالے وہاں سے بھاگی تھی شجر خان بھی اسکے پیچھے ہی باہر نکلا تھا تاکہ اسے با حفاظت حویلی چھوڑ سکے۔۔۔

ایک طرف اسے زلیخا کا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا اور دوسری طرف جسکے وجود میں سکوں تلاش کرتا تھا اسے ہی تکلیف سے دوچار کر بیٹھتا تھا عجیب جنونی شخص تھا وہ۔۔۔
اسے گھر چھوڑ کر وہ ایک ضروری کام کا کہتے گھر سے نکل گیا تھا خجستہ نے کافی حد تک خود کو سمبھال لیا تھا اسکا ابھی تک گھر کی خواتین سے ٹکراؤ نہیں ہوا تھا اور شائد آج شام یہ ٹکراؤ ہونے والا تھا۔۔۔
وہ کمرے میں بیٹھی شجر خان سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب اسکے ذہن میں ایک ترکیب آئی تھی جس پر عمل کرنے کا سامان وہ چپکے سے خود ہی لے آئی تھی۔۔۔

آؤ آؤ گھٹیا انسان۔۔۔۔۔اج تمہیں مزا چکھاتی ہوں بڑا شوق چڑھا ہوا مجھ سے چپکنے کا آج سارا نا اتار اتو میرا نام بھی حجستہ نہیں۔۔۔۔

حجستہ کھڑ کھی میں کھڑی لان کو دیکھ رہی تھی جب شجر کی آواز پر پر غصے سے کچھ سوچتی پیچھے ہٹیں تھی۔۔

شجر کے اندر آنے سے پہلے وہ بھاگتی ہوئی واشروم میں داخل ہوئی تھی۔۔
اپنے ڈوپٹے میں چھپائے شاپر میں سے سفید رنگ کا پاؤڈر نکالا اور ادھر ادھر کچھ تلاشا پاس اسے بڑی سی بالٹی پڑی نظر آئی۔۔

اس نے وہ سارا مواد اس میں الٹ دیا

آج پتہ چلے گا تمہیں حجستہ جہاں کیا چیز ہے

اس نے بالٹی نل کے نیچے رکھی اور اسے کھول کر فل بھر دیا

اس دوران وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کا ہاتھ پانی کو نا لگے

اس کام سے فری ہو کر اس نے اوپر کا کنکشن بند کیا تا کہ شاور سے پانی نا ائے۔۔۔

اپنے کام سے مطمئن ہو کر حجستہ بیڈ کرا کر بیٹھی پھر کچھ سوچ کر لیٹ کر کمبل سے خود کو ڈھانپ لیا۔۔۔"

شجر خوشگوار موڈ میں گنگناتا کمرے میں داخل ہوا تھا

حجستہ کو بیڈ پر لیٹے دیکھ اس کے لبوں پر دلفریب نے ڈیرا جمایا تھا۔

وہ چند قدم چلتا اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا مدہوش سا ہوا تھا۔۔۔

اسے یہ بات ماننی پڑی تھی کہ یہ لڑکی اس بپھرے ہوئے شیر کی تمام ترشدتیں خود میں سمانے کی طاقت رکھتی تھی۔۔۔

شجر خان نے جھک کر اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے اور اپنے کندھے سے اجرک اتار کر سائیڈ پر رکھی

اور قمیض کے بٹن اوپن کرتا واشروم کی طرف بڑھ گیا
سیٹی پر کوئی شوق دھن گنگناتا وہ بھول گیا تھا کہ اس کے ساتھ ہونے کیا والا ہے۔۔۔۔۔

شجر نے جیسے ہی واشروم کا دروازہ بند کیا حجستہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔
اس کا متوقع ردعمل سوچ کر حجستہ کو اپنے کلیجے میں ٹھنڈ پڑھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

اتنے دنوں کا سارا غصہ آج ٹھنڈا ہوتا نظر آ رہا تھا اسے
ایک۔۔۔۔۔دو۔۔۔۔۔ تین۔۔۔۔۔۔چار۔۔۔۔۔ پانچ۔۔۔۔۔پانی کے گرنے کی آواز پر وہ پرجوش ہو کر کونٹینگ کرتی اس کی چیخوں کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

مگر یہ کیا پانچ منٹ دس منٹ مگر اس کی تو کوئی آواز ہی نہیں نکلی
اس نے مضطرب ہوتے ہاتھ مسلا اتنا اچھا موقع ہاتھ سے جانے پر اسے جی بھر غصہ ارہا تھا۔۔۔

زرینہ۔۔۔۔۔زرینہ۔۔۔۔۔ٹھیک بیس منٹ بعد شجر خان کی دھاڑ پراس کے مرجھائے چہرے پر خوبصورت مسکان پھیلی تھی۔

اپنے پلان کی کامیابی پر وہ ہولے سے یاہو۔۔یس۔۔۔پرجوش انداز میں کہتی بھاگ کر واپس خود پر کمبل ڈالے لیٹ گئی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں شجر غصے سے زرینہ اور کریم کو آواز دیتا واشروم سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔"""

اس کا سارا جسم سرخ انار بنا ہوا تھا۔۔۔۔وہ ٹاول سے اپنا جسم رگڑتا جلدی سے کمرے میں آیا تھا

جی جی سرکار۔۔۔۔کریم جیسے ہی کمرے میں آیا شجر کا اپنا خوبصورت جسم کھجانے میں مصروف تھا۔۔

کچھ کھجلی اور کچھ غصے نے اسے لال کر ڈالا تھا۔

میرے واشروم میں کون گیا تھا۔۔۔۔؟؟

ان دونو کو دیکھ وہ غصے سے غرایا

ہمیں تو نہیں پتہ سرکار میں تو آج لان میں ہی کام کر تا رہا ہوں

میں پوچھتا ہوں زرینہ سے وہ غصّے میں کھولتا اندر گیا اور کپڑے تبدیل کرتے ہوئے ایک نظر سوئی ہوئی خجستہ پر ڈال کر باہر چلا گیا۔۔۔

زلیخا سے نکاح کرنے کے بعد عالم نے سکول رخصت کرتے کمرے کا رخ کیا تھا جہاں اسکی تھوڑی دیر پہلے کی منکوحہ بیٹھی ہوئی تھی اسنے اسے اپنے ساتھ بیٹھا کر مسکرانے پر مجبور کرتے کچھ تصویر بطور ثبوت بنائی تھی۔۔۔

لیکن اس دوران وہ جو اتنے کافی تھکا ہوا سا تھا اپنے کو زلیخا کے درمیان جائز رشتے کو سوچتے اور اسکے اتنے قریب بیٹھنے سے وہ اسکی خوشبو میں پوری طرح جکڑ چکا تھا۔۔ اسنے اپنا دماغ جھٹک کر اسے بالوں سے پکڑا تھا۔۔

بہت مشکل سے وہ خود کو کنٹرول کیئے بیٹھا تھا۔۔ خبر دار اگر تم نے کسی کے سامنے میرا نام لیا تو ورنہ تم جانتی نہیں ہو تمہارے اس خوبصورت چہرے کو میں کیسے پلوں میں بگاڑ سکتا ہوں ایک بار پھر اسے پرانی دھمکی دیتے ڈرا گیا تھا۔۔۔

زلیخا کے پانی سے بھرے نین کٹوروں میں دیکھتے وہ بار پھر بہک گیا تھا عالم نے اسکی کمر میں اپنا ایک ہاتھ ڈالتے حصار تنگ کیا تھا جسکی وجہ سے زلیخا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

اور وہاں اسے ایک خمار سا نظر آیا تھا زلیخا اس سے پہلے کوئی مزاحمت کرتی عالم نے اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لیکر اسکی جان مشکل میں ڈال دی تھی وہ اسے لیکر ایسے ہی بستر پر دراز ہوا تھا آہستہ آہستہ انکے درمیان سے پردے چھٹتے جارہے تھے۔۔

یہ سب بس ایک لمحے کا کام تھا اس ایک لمحے میں عالم۔ابہک کر جو قدم اٹھالیا تھا اب وہ ساری زندگی پچھتانے والا تھا۔۔

زلیخا کسی بے بس چڑیا کی طرح اسکی گرفت میں پھڑ پھڑا رہی تھی جو اسے بولنے کا موقع تک نہیں دے رہا تھا۔۔

عالم اس وقت جس دماغی بے سکونی سے گزر رہا تھا اسے کچھ ہوش نہ تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اسے بس اپنی سوچوں سے آزادی چاہیے تھی جو اسے کچھ پل کے لئے مل چکی تھی زلیخا اب مزاحمت بند کر چکی تھی وہ جتنا رو چکی تھی اسکے آنسو ختم ہو چکے تھے۔۔۔

اسنے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر رکھی تھی گویا کھولے گی تو خود سے نظریں نہیں ملا پائے گی۔۔۔

عالم ساری رات اس پر سایا کئے ہوئے تھا تھوڑی دیر پہلے ہی وہ پر سکون ہوتا سویا تھا اور شائد یہ اسکی زندگی کی آخری پر سکون نیند تھی جو وہ لے رہا تھا۔۔

دوسری طرف خجستہ اپنے ٹوٹے وجود کو بغیر جنبش دیئے یوں ہی پڑی ہوئی تھی جلد اسکی آنکھیں بند ہوئی تھی جنکے بند ہونے سے پہلے اسنے دعا کی تھی کہ اسکی آنکھیں کبھی نہ کھلے۔۔۔

امریز خانم حویلی آچکی تھی اور آتے ہی جب انکو انکی بیٹی کی گمشدگی کا پتا چلا تو انہوں نے حویلی کو سر پر اٹھالیا تھا اس دوران شجر خان نے بڑی مشکل سے انکوں قابو کیا تھا۔۔اسد خان تو اپنے بیٹے کی حرکت سے سخت خفا تھے انکا ماننا تھا اسنے ایک کم زات سے شادی کر کے انکی ناک کٹوادی ہے ۔۔۔

شجر خان ہم تمہارے سہارے اپنی بیٹی کو چھوڑ کر گئے تھے اور تم نے کیا کیا ہاں ؟اسکی حفاظت تمہارے ذمہ تھی۔۔
تم یہاں خود نکاح کر کے بیوی کے پلو سے لگ کر بیٹھ گئے ہو ؟کہا ہے وہ بد ذات لیکر اؤ اسے ہمارے سامنے جسنے ہماری بیٹی کے حق پر ڈاکہ ڈالا ہے میں اسے قتل کر دوں گی۔۔۔امریز خانم تو غصّے سے پاگل ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔

امریز خانم تو کتنے سالوں سے یہی سوچتی آئی تھی کہ اپنی بیٹی زلیخا کی شادی وہ شجر خان سے کر کے اس گھر پر حکومت کریں گی اور ایک لڑکی نے آکر انکا سارا کھیل برباد کر دیا تھا وہ بخشنے والی تو اسے ہرگز نہیں تھی اس لئے اپنی چیل سی نظریں دوڑا کر وہ اسے تلاش کر رہی تھی۔۔۔

اپ سب لوگوں کو ہو کیا گیا ہے؟ ہاں کر لیا میں نے نکاح تو کیا ہوا ہے کوئی گناہ تو نہیں کیا ہے نہ؟ اب اپ سب میری جان چھوڑ دے۔۔

میں کسی کو بھی جواب دینے کا پابند نہیں ہوں اس گاؤں کا سردار میں ہوں تو کوئی مجھ سے سوال جواب نہ ہی کرے تو بہتر ہے شجر نے ایک منٹ میں امریز خانم کی بولتی بند کی تھی۔۔

شجر نے ایک نظر باپ کے بند کمرے کو دیکھا تھا جو اس سے خفا تھے وہ انکو بعد میں آرام سے منانے کا سوچتے زلیخا کی کھوج میں نکل پڑا تھا۔۔۔

امریز خانم نے ملازمہ سے پوچھ کر اپنا رخ خجستہ کے کمرے کی طرف کیا تھا وہ اسے اچھا سبق سکھانا چاہتی تھی وہ جو اس وقت نہا کر باہر نکلی تھی کسی موٹی خاتون کو کمرے میں آتا دیکھ بیزاری سجائے بولی تھی دفع ہو جاؤ یہاں سے مجھے اس وقت کچھ بھی نہیں کھانا ہے۔۔اگر کھانا ہوا تو بلوا لوگی

۔۔۔

اپنی رو میں وہ اسے ملازمہ سمجھ کر ڈپٹ چکی تھی یہ سب سنتے تو امریز خانم کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی وہ تن فن کرتی خجستہ کے پاس پہنچی تھی اور اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکے حسین چہرے پر زور سے تھپڑ جڑ چکی تھی۔۔اسکے بالوں کو مٹھی میں لیتے وہ غرائی تھی۔۔

تیری ہمت کیسے ہوئی بدذات مجھے ملازمہ کہنے کی تو تو ہمارے ملازم سے بھی گئی گزری ہے تیری اوقات اتنی بھی نہیں کہ میں تجھے ملازمہ رکھوں اور تو میری بیٹی کے حق پر ڈاکا ڈال کر بیٹھی ہوئی ہے۔۔۔

وہ غصّے سے بولتے اسکے بالوں پر گرفت اور مظبوط کر رہی تھی خجستہ نے بڑی مشکل سے خود کو آزاد کروایا اور رکھ کر ایک تھپڑ امریز خانم کے چہرے پر دیا تھا وہ تو حق دق سی رہ گئی تھی پل میں ہی یہ کیا ہو گیا تھا۔۔۔

اپنی حد میں رہیں مجھے شوق نہیں اپ جیسے جانوروں کے بیچ رہنے کا اپنے بھانجے کو کہے دے طلاق میں ابھی چلی جاؤں گی لیکن غلطی سے بھی دوبارہ ہاتھ اٹھانے کی غلطی نہ کرنا مجھ پر ورنہ وہ حال کروں گی کہ یاد رکھیں گی۔۔۔

باہر سے قدموں کی آواز سنتے خجستہ جلدی سے انکے پیروں میں بیٹھ گئی اور امریز خانم کے ہاتھ اپنے بالوں پر رکھ دیئے۔۔۔مجھے چھوڑ دے میں نے کچھ غلط نہیں کیا مجھے چھوڑ دے یہ سب شجر خان نے کیا ہے۔۔۔

وہ جھوٹ بول رہا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتی اسنے دھمکا دے کر مجھ سے نکاح کیا تھا جب میں نے سب کو سچائی بتائی تو اسنے سب کے سامنے دوبارہ نکاح کر لیا جھوٹا ہے وہ مجھے جانے دو یہاں سے مجھے یہاں نہیں رہنا وہ روتے ہوئے گڑ گڑا رہی تھی۔۔۔

شور کی آواز سن کر آئے اسد خان، صبا خانم بی اور آرمینا مورے اپنی جگہ دنگ رہ گئے تھے۔۔۔

اسی لئے شجر اسے کمرے سے نکلنے سے منع کرتا تھا تا کہ کسی کو اسلے سچ کا پتا نہ چل سکے لیکن خجستہ نے سبکو سچائی بتادی تھی اسے امید تھی اب وہ اس قید سے رہائی حاصل کر لے گی وہ دل ہی دل میں خوش تھی۔۔۔

مورے نے اگے بڑھ کر امریز خانم سے خجستہ کے بال آزاد کروائے تھے اور اسے بیڈ پر بیٹھا کر پانی پلایا تھا۔۔

باقی سب اپنے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔۔۔امریز خانم کا غصے سے برا حال تھا لیکن انکو ایک طرف سے تو سکون ملا تھا کہ اس کا مطلب تھا کہ وہ اس لڑکی کو یہاں سے نکال سکتی ہیں کیوں کہ وہ تو خود بھی تو یہاں رہنا نہیں چاہتی تھی اب بس ان کو جلد از جلد اپنی بیٹی کا انتظار تھا سکتے اتے ہی وہ شجر خان سے اسکی شادی کروانے والی تھی اور اس لڑکی کو طلاق دلا کر یہاں سے رخصت کرنے والی تھی۔۔۔

لیکن اس لڑکی کو تھپڑ کی سزا تو دینی تھی لیکن صحیح وقت پر۔۔۔

اگلی صبح جب عالم کی آنکھ کھلی تو رات میں ملی راحت اور وقتی سکون اب جاتا رہا تھا وہ خجستہ سے محبت کرنے کا دعوا کرنے والا اپنی زندگی میں نہ صرف کسی اور کو شامل کر چکا تھا بلکہ اسکو اسکا حق بھی دے چکا تھا۔۔۔

اسنے تو یہ سب بس ایک ڈرامہ کرنے کے لئے کیا تھا تا کہ اسکے پاس ثبوت ہو اور وہ خجستہ کو حاصل کر سکے لیکن وہ بس ایک لمحے کی قید میں آتے نجانے کیسے بہک گیا تھا۔۔۔

اسنے ایک نظر بستر پر دیکھا تو زلیخا کو بے سدھ پایا عالم نے پریشانی کے عالم میں اسے چھو کر دیکھا تو وہ بخار میں پھنک رہی تھی اسکا وجود لال انگارہ ہوا پڑا تھا وہ جلدی سے اٹھا اور اسکی حالت درست کرتے اسے ہسپتال لے گیا وہاں سے اسے ڈرپ وغیرہ لگوا کر جب وہ واپس آیا تو سمجھ نہ آیا اب کیا کرے۔۔

وہ ایک نئی مصیبت میں پھنس چکا تھا اسنے زلیخا کو گھر چھوڑنے کا فیصلہ کرتے اسکے بے ہوش وجود کو باہوں میں بھرا اور گاؤں کی طرف نکل پڑا اسنے بہت خاموشی سے ہر جگا دیکھ بھال کر زلیخا کے نازک وجود کر گرد چادر اچھی طرح سے اڑھا کر اسے نہر کے پاس لٹا کر وہاں سے دوبارہ شہر چلا گیا اب اسکا پورے مہینے تک گاؤں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جب تک یہ بات نہ ٹھنڈی ہو جاتی۔۔

وہ بزدلی والا کام کر چکا تھا وہ جانتا تھا لیکن وقت کی نزاکت کو دیکھتے اس وقت صحیح فیصلہ لیا تھا ایسا اسے لگا تھا۔۔۔

لیکن اسکا یہ ایک غلط قدم زلیخا کی زندگی میں کیا طوفان لانے والا تھا اسکا اسے اندازہ بھی نہ تھا اسنے تو سوچا تھا بعد میں جا کر طلاق دے کر خجستہ سے شادی کر لے گا اور اپنے گھر کی عزت کے لئے شجر خان اسکی ہر بات مانے گا

شجر خان جب گھر سے نکلا تھا اسی وقت اسکے خاص ملازم نے اسے زلیخا کے بارے میں بتایا تو وہ جلدی سے وہاں پہنچا تھا زلیخا کی حالت اس وقت قابل رحم تھی۔۔۔

شجر خان کا تو خون کھول اٹھا تھا اور وہ چلاتے ہوئے بولا تھا۔۔ کس نے کیا ہے یہ؟ کس کی اتنی جرت ہوئی اس نے ہمارے گھر کی عزت کو یوں بے مول کیا ہے؟

اسکا غصّہ تھا کہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔اس کے دماغ میں بار بار زلیخا کا ہنستا مسکراتا ہوا چہرا آ رہا تھا اور اس وقت وہ اس کے سامنے زندہ لاش کی مانند پڑی ہوئی تھی۔۔
شجر خان نے اس کو فوراً ہی اپنی گاڑی میں ڈالا تھا اور اسے لیکر گھر گیا تھا ساتھ ہی شیر خان کو ڈاکٹر لانے کا کہا تھا اور سختی سے تاکید کی تھی کہ اس بات کا گاؤں میں کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔۔

شیر خان ہاں میں سر ہلاتا وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔۔

شجر نے گھر لاتے ہی اسے کمرے میں پہنچایا تھا اور اتنی دیر میں ڈاکٹر بھی آ چکی تھی جسنے سبکو باہر جانے کا کہتے زلیخا کا علاج شروع کیا تھا ادھے گھنٹے بعد وہ باہر آئی تھی اور بولی تھی۔۔

کسی نے اسکی ابروریزی کی ہے جسکی وجہ سے ذہنی دباؤ کے چلتے یہ ابھی تک بیہوش ہیں اگر 24 گھنٹے تک انکو ہوش نہ آیا تو کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔۔

میں نے انجکشن لگا دیا ہے آپ لوگ بس دعا کریں اور اگر انکو ہسپتال منتقل کر دیں تو زیادہ بہتر ہے ۔۔وہ انکو دوائی کی پرچی پکڑا کر ایک قیامت ان پر گرا کر جا چکی تھی۔۔۔

امریز خانم کی تو جان ہی نکل چکی تھی انکو اس سب کی امید نہ تھی وہ بس انتظار میں تھی زلیخا کو ہوش آتا اور وہ تھپڑوں سے اسکا چہرہ سرخ کر دیتی۔۔۔جسنے انکے سارے منصوبے ہی فیل کر دیئے تھے لیکن انہیں اب بھی ایک امید کی کرن نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ روتے ہوئے اپنا سینہ پیٹنے لگی اور کہنے لگی ہائے میں برباد ہو گئی میری تو عزت خاک میں مل گئی میری بیٹی مر جائیگی اگر اسکو ہوش آگیا تو سب کو کیا منہ دکھاؤں گی اسکو مار دو شجر خان مار دو اسکو اسکی حفاظت تو تم نہیں کر سکے لیکن اسکو مار تو سکتے ہو نہ مار دو۔۔۔

اب کون کرے گا اس سے شادی یہ ہے ہی منحوس پیدا ہوئی اسکا باپ چھوڑ کر چلا گیا اور اسنے بھی میرے سر میں خاک ڈلوا دی۔۔۔وہ روتے سینا پیٹے جا رہی تھی شجر خان تو غصّے اور غم سے پاگل

ہو رہا تھا آخر کس میں آگئی اتنی ہمت کس نے کر دیا یہ سب اسکے ساتھ ؟ کون تھا وہ؟ لیکن جو بھی تھا شجر خان اسے بخشنے والا نہیں تھا۔۔۔

مورے اور خانم بی زلیخا کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

اسد خان چلتے انڈے آئے تھے اور شجر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولے تھے اسکو ہسپتال لے جاؤ لیکن کسی کو کان وکان خبر نہ ہو۔۔ بہتر یہی ہے یہ ہسپتال میں رہے سب کو کہلوا دینا اسکی ماں اسے لے گئی ہے۔۔۔

امریز خانم آپ جاؤ ساتھ اسکے وہاں پر رہنے کا بندوبست میں کروا دیتا ہوں ہمیں اپنی عزت پیاری ہے یہ معاملہ ٹھنڈا ہو تو سوچتے ہیں اگے کیا کرنا ہے۔۔

خجستہ نے زلیخا کی حالت دیکھی تھی اسے بے ساختہ خوف آیا تھا اور وہ خود کو اسکی جگہ پر تصور کرنے لگی تھی لیکن اسکے ساتھ ایسا کچھ نہ ہوا تھا شجر خان زبان سے چاہے جو بھی کہتا لیکن اسکے لمس میں نرمی ہوتی تھی جیسے وہ اسکی من چاہی ہو شائد یہ سب خانم بی اور مورے کی تربیت ہی تھی کہ وہ کچھ غلط نہ کر پایا تھا بس زبان سے نشتر چلا کر اسکا دل ضرور زخمی کرتا تھا۔۔۔

لیکن ایسا رویہ اسنے کبھی نہ رکھا تھا اسکے ساتھ ان کچھ دنوں میں اسنے یہ محسوس کیا تھا اب تو وہ اسے طنز بھی نہ کرتا تھا۔۔۔

شجر خان نے اپنا منہ موڑا تو خجستہ کو وہاں کھڑا پایا وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے نظریں چرا گیا تھا اسے اپنا آپ بھی اس درندے سے کم نہ لگا جس نے زلیخا کا یہ حال کیا تھا اسنے بھی تو آنا کی جنگ میں اکر ایک لڑکی سے ہی بدلہ لینے کے لئے یہ سب کیا تھا لیکن اسنے چاہنے کے باوجود بھی کچھ غلط نہ کیا تھا وہ غلط کر ہی نہ پایا تھا۔۔۔

کب اسے اس بدلے میں کئے گئے نکاح میں موجود اس لڑکی سے محبت ہوئی اسے خبر نہ ہوئی تھی پتا نہیں یہ محبت تھی یا کیا تھا لیکن اب وہ اس سے دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا وہ چاہتا تھا وہ ہمیشہ اسکے پاس رہے اسکے قریب تاکہ جب اسکا دل کرے وہ اسکی سانسوں کو اپنے قبضے میں لے کر اسے بے حال کر دے اور جب اسکی سانسوں کی ڈوری ٹوٹنے لگے تو اسے اپنی ہی سانسوں سے ایک نئی زندگی بخش دے۔۔۔

شجر نے اپنے باپ کے کہے پر عمل کیا تھا اور انکو شہر منتقل کر چکا تھا اس کام میں اسے تین دن لگ چکے تھے زلیخا جیسے خود جینے کی امید چھوڑ چکی تھی وہ ہوش میں آنا ہی نہیں چاہتی تھی اس لئے وہ با تک زیر علاج تھی ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اب وہ لوگ کچھ نہیں کر سکتے انکو کوئی ذہنی اذیت دی گئی ہے

جسے برداشت نہ کرتے وہ جینے کی امید چھوڑ چکی ہے اب اسے مہینے میں ہوش آتا ہے یا سال میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔

یہ سب سن کر امریز خانم کا تو خون ہی کھول اٹھا تھا وہ جو بھی کرنا چاہتی تھی ویسا کچھ نہ ہو پا رہا تھا اوپر سے زلیخا الگ بستر پر لگ کر پڑی ہوئی تھی اکیلے میں وہ کئی بار اسے دھمکی لگا کر اسے اٹھنے کا کہا تھا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔۔۔ وہ زندہ لاش ہی بن چکی تھی۔۔ اگر وہ مر بھی جاتی تو کسی کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا تھا..

عالم نے جو کر دیا تھا اسکے بعد اسے ایک پل کے لئے بھی سکون کی نیند میسر نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ اضطراب میں گھرا دن بدن چڑ چڑا ہوتا جا رہا تھا لیکن اسنے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔۔

نہ ہی دوبارہ گاؤں کا چکر لگایا تھا اس وقت وہ خجستہ کو بھی فراموش کر چکا تھا اسے سکوں چاہیے تھا جسکے لئے اسنے اپنی ماں کو بھی یہی پر بلوا لیا تھا اپنی زمین وہ کسی کے حوالے کر آیا تھا کرائے پر تاکہ وہاں سے بھی کرایا آتا رہے اور خود شہر میں اسنے نوکری شروع کر لی تھی وہ پڑھا لکھا تو تھا لیکن اتنی زیادہ تعلیم نہ تھی اس لئے کسی رسٹورنٹ میں کام کر رہا تھا۔۔

روز رات جب وہ سونے کے لئے بستر پر لیٹتا تو اسے بستر پر کانٹے سے چبھتے تھے کسی کی آہوں اور سسکیوں نے اسکی راتوں کی نیند اڑا دی تھی اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوتا تھا جو وہ کر چکا تھا۔۔۔

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے جب سے زلیخا کے ساتھ وہ سب ہوا تھا شجر خان زیادہ تر ڈیرے پر ہی پایا جاتا تھا اسنے دوبارہ سے وہی پرانی روٹین شروع کر لی تھی۔۔۔

مورے خجستہ کے پاس دو تین بار آچکی تھی اور اسے سمجھا چکی تھی تمہارا شوہر ہے اب اسے اپنی طرف راغب کرو یوں اسکا گھر سے باہر رہنا صحیح نہیں لیکن وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی تھی اسکا کہنا تھا وہ کیوں اس شخص کی پرواہ کرے اسنے آخر آج تک اسے بے عزت کرنے کے علاوہ کیا ہی کیا تھا؟

جب کہ وہ جانتی تھی شجر خان نے اسکی ماں کی کافی مدد کی ہے اور اسکی بہن کو سکول بھی داخل کروا دیا تھا لیکن وہ پھر بھی ماننے کو تیار نہ تھی۔۔۔

جوے میں ہار جانے کے بعد لوگوں نے خجستہ کے باپ کو بہت مارا تھا اور اسکے دو دن بعد اسکی لاش جوے کے اڈے کی پچھلی سائیڈ سے بر آمد ہوئی تھی شجر خود خجستہ کو اسکے گھر لیکر گیا تھا اسنے الگ سے اسکی ماں کو سب بتا کر اس سے معافی بھی مانگی تھی لیکن خجستہ سخت دلی کا مظاہرہ کرتے خاموش ہو چکی تھی۔۔۔

اسکے بعد خجستہ کی ماں نے بھی اسے کافی سمجھایا تھا۔۔۔ کہ اب وہ شادی شدہ ہے اپنے شوہر پر دھیان دے اور باقی سب بھول جائے ورنہ یہ سب ناسور اسے ہی ڈسے گے وہ خوش نہیں رہ سکے گی۔۔۔

ان سب کے جواب میں وہ بس ایک ہی بات کہتی تھی کہ میں انسان ہوں اور میں غلطی پر نہیں تھی اس شخص کو معافی نہیں سزا ملنی چاہیے اور ضرور ملے گی کوئی اور دے یا نہ دے لیکن میں اسے سزا ضرور دوں گی۔۔۔

یہاں آکر اسکی ساری باتیں ختم ہو جاتی تھی۔۔۔ وہ ہونے دل کی حالت سے بے خبر اپنی آنا کو اور اپنی عزت نفس کو پہلے رکھ رہی تھی اور وہ کہی پر غلط بھی نہ تھی۔۔۔

لیکن ماؤں کا کام تو بچوں کو نصیحت کرنا ہوتا ہے اس سب اسے نصیحت کر رہے تھے صرف خاموش تھی تو خانم بی وہ بس خاموشی سے خجستہ کا رویہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

انہوں نے خجستہ کے سارے کپڑے ہٹوا کر اسکے لیئے اپنا قبائیلی لباس منگوایا تھا اور سارے ہی جوڑے بہت بھاری بھاری تھے جو آج وہ زیب تن کیئے بڑی مشکل سے سمبھال رہی تھی ۔۔۔ کیوں کہ خانم بی کا کہا وہ ٹال نہیں سکتی تھی۔۔۔

اسے اچھا لگا تھا شجر خان کو کوئی تو قابو کر سکتا تھا اور وہ خانم بی تھی جب کہ وہ تو کہتی تھی خجستہ تم بھی اسے قابو کر سکتی ہو۔۔۔

انکی بات پر وہ محض مسکرا پڑی۔۔۔ خانم اپکا یہ غنی قابو ہونے والی چیز نہیں انکو بس قابو کرنا آتا ہے ۔۔۔

آنکھیں مجھے ایسے دکھاتے ہیں جیسے کھا جائے گے۔۔۔ تمیز تو ہے ہی نہیں ان میں اپ کے لاڈ پیار نے بگاڑ دیا ہے ویسے آپکو انکے کان کے نیچے دو لگانی چاہیے۔۔

بس کرو لڑکی یہ کیا اول فول بولے جا رہی ہو انہوں نے اسے ڈپٹا تھا۔۔۔ خجستہ نے منہ بسورا تھا آپ مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں اسے ڈانٹیں جو ڈانٹ کے لائق ہے۔۔ جو اسکے منہ میں ارہا تھا وہ بولے جا رہی تھی یہ جانے بغیر کے خانم اسے اشارہ کر رہی تھی کہ پیچھے شجر خان کھڑا اسکی ساری گوہر افشانیاں سن رہا تھا۔۔۔

ایک ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھے وہ بڑے آرام سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے فرصت سے خجستہ کو نہار رہا تھا جو اس عرصے میں خانم بی کو اپنا اسیر کر چکی تھی جسکی وجہ سے وہ انکے قریب بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔۔۔

شجر خان نے منہ پر انگلی رکھتے انکو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

ویسے آپ کو آئیڈیا میں بہت اچھا دے رہی ہوں ایک دن اسکے آپ اپنے غنی کے کان کھینچ ہی لے سچ کہہ رہی ہوں میرے دل میں ٹھنڈ پڑ جائیگی۔۔۔

میں جا رہی ہوں وضو کرنے نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے تم جاؤ اپنے کمرے میں خانم بی نے جلدی سے باتھروم کا رخ کیا تھا نماز کا وقت بھی ہونے والا تھا اور اگر وہ زیادہ دیر بیٹھی رہتی تو خجستہ کی زبان کو بریک نہیں لگنے والے تھے اس لئے انہوں نے ہی جانے میں عافیت جانی۔۔۔

خانم بی کے جاتے ہی شجر نے اپنے قدم اسکی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

پتا نہیں ان سب لوگوں کو کیوں ڈر لگتا ہے اس شجر خان کے بچے سے۔۔۔ ہوں۔۔۔ آیا بڑا نخریلا شیر بنا پھرتا ہے کبھی فرصت ملی ہے اسے ہر وقت تو اسکا ہاتھ اپنی داڑھی اور مونچھوں پر ہوتا ہے ۔۔

کسی دن سو رہا ہو گا میں کاٹ دوں گی اسکی مونچھیں ہی۔۔۔ وہ بولتے بولتے اچانک سے تھمی تھی کیوں کہ شجر خان نے اتتے ہی اسکی گردن کی پچھلی سائیڈ پر انگلی پھیری تھی۔۔۔

وہ اسے اسطرح کے لباس میں دیکھتے ایک بار پھر اسکا اسیر ہو چکا تھا جو ان کپڑوں میں گول مٹول سی پٹھانی لگ رہی تھی۔۔۔

خجستہ اپنی سانس تک روک چکی تھی۔۔۔
شجر خان کی انگلی اسکی گردن پر سفر کر رہی تھی خجستہ جلدی سے وہاں سے اٹھی تھی۔۔۔
مم مم۔۔۔ مورے مجھے بلا رہی ہیں میں۔۔۔ مم۔۔۔۔

کیاہو گیاہے ؟مورے کو پتاہے میں اسطرف آیاہوں اب وہ کچھ نہای کہیں گے انکو پتاہے میاں بیوی کو اکیلے میں وقت گزارنا چاہیے۔۔۔ شجر نے اسے کہتے ایک نظر پیچھے بند باتھروم کو دیکھا تھا اور خود کمرے سے باہر جانے کے لئے قدم بڑھائے تھے نجستہ کی تو جان میں جان آئی تھی۔۔۔

لیکن اصل جان تب نکلی جب شجر خان باہر ادھر ادھر دیکھتے اسکی طرف اتے اسے اپنے کندھے پر ڈالتے کمرے سے نکل پڑا تھا اسے پتا تھا اتنے آرام سے وہ ماننے والی نہیں تھی ضرور کوئی بہانہ بنا لیتی اس لئے وہ اسے لیکر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

لیکن براہو قسمت کا کیوں کہ اسی وقت مورے کمرے سے باہر نکلی تھی اور شجر کو یوں نجستہ کو اپنے کندھے پر دیکھتے وہ کپڑا منہ میں دبا گئی تھی نجستہ نے شرم اور شرمندگی سے شجر خان کو ایک مکا پیٹ میں دے مارا تھا اور اسکی گردن کو اپنے ناخنوں سے زخمی کر چکی تھی۔۔۔

مورے یہ ہاتھ پاؤں بہت چلاتی ہے بس اسکا علاج کرنے جا رہا ہوں ضرور بابا نے بھی اپنی جوانی میں ایسا ہی کیا ہو گا تبھی میا بھی انکا طریقہ اپنا رہا ہوں۔۔

سوچ رہاہوں انکوایک پوتاپوتی دیدوں انکی ناراضگی ختم ہو جائیگی۔۔۔وہ آنکھ ونک کرتے خجستہ کو لئے کمرے میں داخل ہو گیا تھا پیچھے آرمینا مورے شرم سے پانی پانی ہو چکی تھی۔۔ابھی وہ پیچھے پلٹی ہی تھی کہ اسد خان کو وہاں پا کر تھم گئیں تھی۔۔۔

ویسے میرا شجر گیا اپنے باپ پر ہی ہے بس میں نے سیناتان کر سب کی موجودگی میں تمہیں اپنے نام کیا تھااور وہ بے غیرت۔۔۔اس کو سمجھادو یہ بیہودگی کمرے تک محدود کرے لوگوں کو دکھانے کا ضرورت نہیں ہے ہم بھی تمہارے حسن سے آج تک گھائل ہے لیکن اسا بیہودگی کبھی نہیں کیا۔۔۔اسکا تو بات کرنا ہی فضول ہے خر کا بچا۔۔۔تم جاؤ ذرا طاقت والا دودھ کا گلاس لیکر کمرے میں آؤ۔۔۔

آرمینا مورے جلدی سے انکے لئے دودھ کا گلاس لینے چل پڑی تھی کیوں کہ ابھی تو انکے شوہر کا موڈ خوشگوار تھا لیکن کب بگڑ جائے کوئی پتا نہیں تھا۔۔۔

کمرے میں لاتے ہی شجر نے اسے دروازے کے ساتھ پن کیا تھا اور اسکے ماتھے پر پیار کیا تھا خجستہ اپنی آنکھیں بند کر چکی تھی لیکن مزاحمت ہنوز برقرار تھی۔۔۔

کیا کہہ رہی تھی خانم بی کو؟ مجھے قابو میں کرے؟

لیکن میں تو تمہاری ان زلفوں کے جال میں کب سے گھائل ہو چکا ہوں اسنے نجستہ کے سر پر ٹکے دوپٹے ہو ہٹا کر اسکی گردن میا چہرہ چھپاتے گہرے سانس بھرے تھے وہ بن پئے ہی مدہوش ہو رہا تھا اسکے بالوں سے اٹھتی بھینی بھینی خوشبو اسکے حواسوں پر سوار ہو چکی تھی اسنے اپنی داڑھی اسکے گال پر رگڑی تھی۔۔۔

نجستہ کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا وہ پاگل ہونے کو تھی یوں لگ رہا تھا دل پسلیاں توڑ کر باہر آ جائیگا۔۔۔

شجر خان نے اسکے مزاحمت کرتے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں قابو کرتے اوپر دیوار سے لگا دیا تھا۔۔۔

اسنے اپنا چہرہ اوپر کرتے نجستہ کو دیکھا تھا جو آنکھیں بند کئے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی شجر نے اسکی آنکھوں پر پھونک ماری تھی نجستہ نے ایک دم سے آنکھیں واں کی تھی شجر کو آج ان

آنکھوں میں اپنے لئے نفرت نظر نہیں آئی تھی نہ ہی وہاں کوئی بیزاری تھی وہاں پر تو بس اسکی قربت کا خمار تھا۔۔۔

خجستہ نے جلدی سے نظریں جھکادی تھی ایک بار پھر وہ جلدی سے مزاحمت کرتے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی جو کہ بیکار تھی۔۔۔

میں شرط پر تمہیں چھوڑ سکتا ہوں شجر خان نے اسے آفر دی تھی۔۔۔

اور وہ کیا شرط ہے؟ خجستہ نے حیرانگی آنکھوں میں سموئے کہا۔۔۔

میں چاہتا ہوں تم مجھے کس کر گلے لگاؤ ٹھیک ویسے جیسے اب میں لگا کر بتانے والا ہوں لیکن یاد رہے اسکا دورانیہ ایک منٹ ہو۔۔۔ ورنہ میں وہی کروں گا جو کرنے پر مجھے تم مجبور کر رہی ہو اسنے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا اور سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے گلے سے لگا لیا تھا۔۔۔

شجر کو اپنی روح تک میں سکوں اترتا محسوس ہو رہا تھا خجستہ اسکے دل کی دھڑکن صاف محسوس کر سکتی تھی

چلو میں نے کر کے دکھا دیا اب تم کرو شجر نے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی شرط پوری کرنے کا کہا تھا۔۔۔ خجستہ کا چہرہ سرخ انار بن چکا تھا۔۔۔

لیکن کیا گرینٹی ہے تم مجھے چھوڑ دو گے ؟ خجستہ نے ابرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔

شجر خان نے اپنا چہرہ اسکے کان کے قریب کرتے بڑی دلفریب سرگوشی کی تھی کون کافر تمہیں چھوڑنا چاہتا ہے میرا بس چلے ایک پل بھی تمہیں اس کمرے سے باہر نکلنے نہ دوں چھوڑنا بہت دور کی بات ہے وہ اپنے لبوں سے اسکے کان پر برحدت لمس چھوڑتا بولا۔۔۔
خجستہ مزید دیوار میں گھسنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔
تمہیں دیکھ کر لگتا ہے تم بھی میری قربت کے لئے اسی طرح بے چین ہو جیسے میں ہوں اسنے معنی خیزی سے کہا تھا۔۔

اس سے پہلے شجر خان کچھ اور کہتا خجستہ اپنے دونوں ہاتھ اسکے گرد باندھتے اسکے گلے لگ گئی تھی شجر تو اپنی جگہ ساکت اسکے لمس کو محسوس کر رہا تھا اس سے پہلے وہ دور ہٹتی شجر نے اپنی گرفت اس پر مظبوط کر لی تھی وہ اپنے عمل سے بہت بری طرح اسے بہکا چکی تھی اب تو راہ فرار ناممکن تھی۔۔۔

شجر نے نجستہ کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے اسکے ہاتھوں کو پیچھے کمر سے لگا دیا تھا وہ اسے ایسے ہی لیتے بستر پر زور سے گرا تھا اسکا سارا وزن نجستہ پر آیا تھا۔۔۔

ایک پل کو اسے لگا وہ مر جائیگی لیکن اگلے ہی پل شجر نے اسی حالت میں کروٹ لی تھی اور خود نیچے ہوا تھا اسنے چند لمحوں میں اسے نڈھال کر چھوڑا تھا نجستہ کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تو وہ اسے چند لمحوں کی آزادی دیتے اسکی گردن میں چہرہ چھپا کر نیچے کا سفر طے کرنے لگا نجستہ کا گلا خشک ہو چکا تھا وہ بڑی دقت سے بولی تھی۔۔۔۔پپ۔۔۔۔۔پانی۔۔۔۔پانی۔۔۔۔مجھ ۔۔۔۔مجھے پیاس۔۔۔۔لگی ہے۔۔۔

شجر نے چہرہ اوپر اٹھاتے اسے دیکھا تھا جو نڈھال سی پانی کے لئے اپنے لبوں پر زبان پھیر رہی تھی ۔۔۔اسے اس پر ترس آیا تھا لیکن وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہ آیا تھا۔۔۔اسکے کان میں سرگوشی نما بولا تھا۔۔۔

مجھے پی جاؤ۔۔۔پانی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔نجستہ کا چہرہ تو لہو ٹپکا رہا تھا۔۔۔ شجر نے پانی کا گلاس بھرتے اسکی طرف بڑھایا تھا جو خود کو صحیح کرتے گلاس پکڑنے لگی تھی جب شجر نے اس گلاس سے ایک گھونٹ پانی پیا تھا اور اسے اپنی طرف اشارہ کر کے کہا تھا وہ یہاں سے پی لے۔۔۔

نجستہ کو اب اسکی اس حرکت پر غصّہ آ رہا تھا اسنے جگ کو اٹھا کر ہی منہ لگا لیا تھا شجر منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جو جگ سے منہ لگائے پانی پینے کے چکر میں اپنے کپڑے بھی گیلے کر چکی تھی۔۔۔

پانی اسکے منہ سے بہتے اسکی گردن سے اگے سفر طے کر رہا تھا جسے دیکھتے شجر نے اپنے خشک ہوتے گلے کو تر کیا تھا اور پانی کا گلاس اپنے منہ سے لگاتے ایک سانس میں ختم کرتے نجستہ سے جگ لیکر سائیڈ پر رکھا تھا اور اسے یکدم سے جنونی گرفت میں قید کیا تھا۔۔۔

نجستہ اسکے جنونی عمل کو بڑی مشکل سے برداشت کر رہی تھی جو کہ ہر چیز بھلائے اس کے وجود میں گم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ شجر نے کمرے کی بتی بجھائی تھی اور اسکے کان میں بولا تھا۔۔۔

کل جو فلم دیکھتی تھی اسے دیکھتے میں نے سوچا ہے ہم بھی کشتی کا سفر کریں گے کل ہی اسنے ٹائی ٹینک مووی دیکھی تھی وہ اسے اپنا پسندیدہ سین بتاتے اسکے ہوش ایک بار پھر اڑا چکا تھا۔۔۔

جو خود کو اسکے رحم و کرم پر چھوڑتے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی آنکھیں بند کئے وہ اسے اور اپنی طرف راغب کر رہی تھی شجر اور جنونی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

کمرے میں بس سانسوں کی آواز ہی گونج رہی تھی۔۔۔

خجستہ دوسری طرف منہ کئے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی شجر نے ایک ہاتھ بستر پر ٹکاتے اسے دیکھنا چاہا تھا جو جلدی سے اٹھ کر باتھروم کی طرف بھاگی تھی شجر خان نے مسکرا کر بند دروازے کو دیکھا تھا اور ہنس پڑا تھا کیوں کہ جلد بازی میں وہ کپڑے لیکر جانا بھول چکی تھی اس وقت وہ اسکے ہی کرتے میں موجود تھی۔۔۔

آسمان میں چھپے چاند کو دیکھتے وہ ایک بار پھر مسکرا دیا تھا اور آنکھیں بند کئے اسکا انتظار کرنے لگا ٹھیک دس منٹ بعد اسنے دروازہ بجایا تھا۔۔۔

میں اپنے کپڑے بھول گئی ہوں مجھے الماری سے ایک سوٹ پکڑا دو۔۔۔وہ جلدی سے بولی تھی ۔۔۔

شجر خان بلکل خاموش رہا جیسے کمرے میں موجود ہو ہی نہ۔۔۔خجستہ نے تین چار بار پکارا جب آواز نہ آئی تو سر باہر نکال کر جھانکنے لگی ٹھیک اسی وقت شجر نے دروازہ کھولتے اسے اپنے ساتھ لگایا اور جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔
خجستہ نے جلدی سے اسے دور کرنا چاہا لیکن پھر خود ہی اسکے قریب ہو گئی وجہ اسکی حالت تھی ۔۔۔وہ اسے آرام سے چلاتے ہوئے دیوار پر لٹکے کرتے کو پکڑنے لگی کیوں کہ اس وقت وہ چھوٹے سے ٹاول میں کھڑی تھی۔۔

اس سے پہلے وہ کرتا پکڑتی شجر نے اسکے بازو کے اندر سے ہاتھ ڈالتے اسکا رخ موڑ کر اسے اپنے۔ ساتھ لگا لیا تھا وہ اس وقت بغیر کرتے کے کھڑا تھا۔۔۔

کیوں نہ ایک ساتھ باتھ لیا جائے ؟اسنے سر گوشی کے بہانے اسکے کان کو لبوں سے چھوتے رب کیا تھا جس سے نجستہ کے جسم میں بجلی سی دوڑی تھی۔۔۔

میں نے لے لیا ہے مجھے اب جانے دے۔۔وہ جلدی سے بولتے اگے جاتی کے شجر نے ایک بار پھر اسے اونی طرف کھینچ لیا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں تم روز وہی لباس زیب تن کرو جو آج کیا تھا۔۔۔وہ اسکی بات کی گہرائی کو خوب سمجھ چکی تھی اسنے اچانک شجر کو دھکا دیتے باہر بھاگنا چاہا تھا جب شجر نے ایک دم اسے کھنچا تھا فرش پر پانی ہونے کی وجہ سے وہ پھسلا تھا اسکا ہاتھ شاور کو لگا تھا جس سے وہ آن ہوا تھا اور نجستہ اسکے سینے پر گری تھی دونوں اس وقت پانی میں بھیگ چکے تھے نجستہ جب اٹھنے کی کوشش کرتی پانی کی وجہ سے پھسل کر دوبارہ شجر پر گرتی۔۔۔ شجر تو سر کے نیچے ہاتھ رکھے آرام دہ پوزیشن میں لیٹا ہوا تھا۔۔۔

پانی گرنے سے خجستہ کی آنکھیں بھاری ہو رہی تھی جنکو بند کرنے کے بعد وہ مشکل سے کھول رہی تھی اور اسکی یہ حرکت ایک بار پھر شجر کو مدہوش کر چکی تھی اسنے خجستہ کو اپنے قریب کیا تھا اور اسکی سانسوں کی خوشبو کو اپنا پابند بنا لیا تھا۔۔۔

خجستہ نے بے ساختہ اسکے شانوں کو تھام لیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ اسے اچھے سے باتھ روب میں لپیٹے بستر تک لایا تھا خجستہ نے اپنے دونوں بازو اسکی گردن کے گرد لپیٹے ہوئے تھے اسکی آنکھیں بند تھی۔۔۔

شجر نے اسے بستر پر لٹاتے دونوں پر کمبل درست کیا تھا اور ایک بار پھر اسے بے بس کر گیا تھا خجستہ بھی اب اسکے رحم کرم پر پڑی رہی تھی شجر خان تو اسے خود میں سما لینا چاہتا تھا گزرتے ہر لمحے میں وہ اور جنونی ہو رہا تھا اسکی جنونیت برداشت کرتے خجستہ اب آنکھیں موندھ گئی تھی۔۔۔ کب اسکی آنکھ لگی اسے خبر نہ ہوئی تھی شجر بھی اسے اپنی گرفت میں لئے سو رہا تھا۔۔۔

زلیخا کو ہوش اچکا تھا آج پورے آٹھ مہینے بعد اسنے اپنی آنکھیں کھولی تھی لیکن وہ انجان نظروں سے اونی ماں کی طرف دیکھ رہی تھی جو اسے ہی گھورے جا رہی تھی وہ نا سمجھی سے ہسپتال کے بستر کو اور کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اپ کون ہیں؟ یہ سوال سننا تھا کہ اسکی ماں اس پر جھپٹی تھی نرس نے اسے امریز خانم سے چھڑوایا تھا اور شجر کو خان کو زلیخا کے ہوش میں انے کی اطلاع دے دی تھی۔۔۔

زلیخا حیران اور امریز خانم سے ڈری سہمی اپنے بستر کے کونے پر ٹک گئی تھی ڈاکٹر نے اسکی حالت کے پیش نظر امریز خانم کو کمرے سے باہر بھیج دیا تھا اور خود زلیخا کا چیک اپ کرنے لگا تھا۔۔۔ کیوں کہ شجر خان نے اتے ہی ہسپتال کو سر پر اٹھا لینا تھا۔۔۔

زلیخا اپنا ماضی بھول چکی تھی یہ خبر واقعی بری تھی کیوں کہ شجر خان تو کب سے اسکے گناہ گار کے خوں کا پیاسا بنا گھوم رہا تھا اور اب نجانے کیا ہونے والا تھا۔۔۔۔

دن پر لگا کر اڑے تھے اور اس عرصے میں کتنی ہی بار شجر خان خجستہ سے اپنی محبت کا اظہار لفظوں سے اور اپنے عمل سے کر چکا تھا۔۔

اب تو مورے بھی چاہتی تھی کہ انکے گھر بچے کی کلکاریاں گونجے وہ بارہا اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کر چکی تھی۔۔

خجستہ نے خود کو گھر کے کاموں میں مصروف کر لیا تھا نجانے کیوں اسے یوں لگتا تھا جیسے کوئی ہر وقت اس پر نظر رکھ رہا ہو لیکن جب وہ ہونے آس پاس دیکھتی تو اسے کوئی نظر نہ آتا۔۔۔

خانم بی اس وقت سہن میں بیٹھی ملازمہ سے اچار ڈلوار ہی تھی۔۔۔

دھیان سے کرو مسالے برابر ہونے چاہیے اور یہ نمک اتنا کم کیوں رکھا ہوا ہے جاؤ جا کر اندر سے اور نمک لیکر اؤ۔۔
شجر خان افرا تفری میں جلدی سے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا جب خانم بی نے اسے روکا تھا۔۔۔

غنی اتنی جلد بازی میں کہاں جا رہے ہو؟ خانم زلیخا کو ہوش آگیا ہے میں اسکے پاس جا رہا ہوں اگر اللہ نے چاہا تو اب اسے گھر لیکر ہی اؤ گا۔۔

واہ میرے مالک تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے میری بچی کو ہوش آگیا ہے جا جلدی سے اسے لے آ گھر۔۔
انہوں نے شجر خان کو پیار کرتے کہا تھا وہ جلفی سے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

خجستہ نے باورچی خانے سے سر نکال کر شجر خان کی آواز سنی تھی وہ ساری بات سنتے یہی سوچ رہی تھی کہ زلیخا تو شجر خان سے محبت کرتی ہے تو کیا اسکا اور شجر خان کا ساتھ بس اتنا ہی تھا؟

اب تو اسکی منگ انے والی ہے اور اسکے گھر والے یقینا اسکی شادی شجر خان سے کروا دے گے وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی تو اسے یہ بات سن کر برا کیوں لگ رہا تھا؟ وہ تو ابھی تک اپنے دل کی کیفیت نہیں سمجھ پائی تھی۔۔۔

اسنے بجھے دل سے گھر کے سارے کام ختم کئے تھے تھوڑی دیر خانم بی کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ آرام سے اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اس وقت سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے اور وہ بیٹھی شجر خان کی راہ تک رہی تھی جو زلیخا کو لینے کب سے گیا ہوا تھا اور ابھی تک اسکی واپسی نہیں ہوئی تھی۔۔

وہ چلتی ہوئی آئینے کی طرف بڑھی تھی وہاں پر اپنا عکس دیکھتے وہ ماضی میں جا کھوئی تھی جہاں پر اسکی بہن اور اسکی ماں اس سے پیار کرتے تھے کتنی سادھی اور خوبصورت زندگی تھی انکی اسنے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ کبھی گاؤں کے سردار کی بیوی بنے گی؟

کیا یہی لکھا ہوا تھا میری قسمت میں ؟ اسنے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے رب سے پوچھا تھا ۔۔ یہ ہر آسائش سے آراستہ کمرہ نوکر چاکر لیکن اسکے باوجود ایک کمی سی لگتی ہے ۔۔۔

پتا نہیں کیوں لیکن میں چاہ کر بھی ان سب چیزوں پر یقین نہیں کر پارہی ایک عجیب سی بے چینی رہتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے ۔۔۔

شجر خان نے ہسپتال جاتے ہی اپنے قدم زلیخا کے کمرے کی طرف بڑھائے تھے اسے اتے دیکھ امریز خانم نے اپنی آنکھوں میں آنسوں بھرے تھے اور اسکی طرف بڑھی تھی ۔۔۔

شجر میرا بچا دیکھ تیری منگ کا کیا حال کر دیا ظالموں نے اسنے آنکھیں کھولی تھی میں نے دیکھا تھا لیکن وہ مجھے نہیں پہچان رہی شجر میری بچی مجھ سے ڈر رہی ہے ہائے اللہ قہر برسا زلیخا کو اس حال میں پہنچانے والے پر ۔۔۔

امریز خانم نے اپنے جھوٹے آنسوں بہاتے شجر کے سینے سے لگتے انکو زلیخا کی حالت کے بارے میں بتایا تھا ۔۔ شجر خان کے غصّے کا گراف یکدم سے بڑھا تھا ۔۔

اگر تو یہ سچ تھا تو وہ لوگ کیسے زلیخا کو انصاف دلائے گے؟ گاؤں کی چھان بین کرتے انکو کوئی ایسا سراغ نہ ملا تھا جس پر وہ کسی کو سزا دیتے یہی تو سوچنے والی بات تھی۔۔۔

اگر کوئی گاؤں کا کوئی نہیں تھا تو شہر سے کوئی کیسے آ سکتا تھا یہ بات اسکی سوچ سے باہر تھی لیکن اسے معلوم نا تھا جسے وہ ہر جگہ تلاش کر رہا تھا وہ اسکے کتنا قریب رہ کر جا چکا تھا قسمت اب اگے کیا کرنے والی تھی اس سے وہ سب انجان تھے۔۔۔

شجر امریز خانم کو ایک طرف کرتے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔ خالہ اپ پریشان نہ ہوں میں زلیخا کے گناہگار کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔۔

جب وہ اندر داخل ہوا تو زلیخا حیران نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی خوف اسکی آنکھوں سے واضح جھلک رہا تھا۔۔۔

شجر نے ڈاکٹر کی طرف دیکھا تو وہ اسے ایک طرف لے گئے۔۔ مریض اتنا عرصہ جس ٹراما میں رہی ہے اسکی وجہ سے اسکی یاداشت پر اثر پڑ چکا ہے وہ لمحے کو بھلا چکی ہیں بلکہ اپنے ماضی کی ساری تلخ یادوں کو بھلا چکی ہیں۔۔ یہ سب بس کچھ ہی وقت کے لئے ہے جلد ہی انکو سب یاد آ جائیگا۔۔۔

بس جوادویات دی جارہی ہیں وہ وقت پر انکو دینی ہیں۔۔اور سب سے خاص بات انکو کچھ بھی زبردستی یاد کروانے کی کوشش نہ کی جائے ورنہ انکی حالت کو قابو کرنا مشکل ہو جائیگا۔۔۔

زور زبردستی کرنے سے مسلہ اور خراب ہو جائیگا۔۔اس لئے اپ لوگوں کو صبر سے کام لینا پڑے گا۔۔ڈاکٹر نے ماہرانہ انداز میں شجر کو زلیخا کی کنڈیشن کے بارے میں اگاہ کیا تھا۔۔

لیکن میں اب مزید اسے یہاں نہیں رہنے دینا چاہتا میں اسے جلد از جلد گھر لیکر جانا چاہتا ہوں۔۔

اپ بلکل انکو گھر لیکر جا سکتے ہیں لیکن انکے ابھی کچھ ٹیسٹ ہوئے ہیں انکی رپورٹ انے تک آپکو انتظار کرنا ہو گا۔۔اسکے بعد اپ انکو گھر شفٹ کر سکتے ہیں۔۔

شجر نے ہاں میں سر ہلایا اور سب کے جانے کے بعد وہ ایک کرسی لیکر زلیخا کے بیڈ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔

کیا میں آپکو جانتی ہوں؟اسنے چہرے پر معصومیت طاری کرتے شجر سے پوچھا تھا۔۔

شجر نے اس زندہ دل لڑکی کو اس حالت میں دیکھتے اپنے دل میں اٹھتے درد پر قابو کرتے اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

میں تمہارا خالہ زاد ہوں اور جو عورت باہر بیٹھی ہیں وہ تمہاری ماں ہیں۔۔۔

نہیں وہ میری ماں نہیں ہو سکتی۔۔۔

کیوں وہ تمہاری ماں نہیں ہو سکتی؟

وہ۔۔۔وہ تو مجھے مارتی ہیں۔۔۔انہوں نے مجھے مارا تھا۔۔۔میں نے انکا بہت بڑا نقصان کیا ہے نہ اس لئے۔۔۔

زلیخا کی بات سنتے شجر کو حیرت کا ایک جھٹکا لگا تھا بھلا اسکی ماں اسے کیوں مارے گی وہ بھی اس وقت جب اسکی حالت اتنی خراب ہے کہ وہ خود کو ہی نہیں پہچان رہی

ماں باپ تو بچوں کو مارتے ہیں نہ تم اچانک گھر سے چلی گئی تھی تو راستے میں تمہارا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لئے اتنی بیمار ہو گئی ہو تو خالہ کو غصّہ آ گیا ہو گا۔۔ شجر نے اپنی طرف سے کہانی سنا کر اسے مطمئن کیا تھا جو شائد پورا نہ سہی لیکن کافی حد تک اسکی باتوں میں آ چکی تھی۔۔۔

میں یہاں پر نہیں رہنا چاہتی مجھے باہر جانا ہے میں تھوڑی دیر باہر چلی جاؤں وہ خود سے بیزار سی منہ بناتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں تمہیں نیچے لے جاتا ہوں لیکن تم کہی جاؤ گی نہیں میرے ساتھ ہی رہو گی ٹھیک ہے ؟

جی ٹھیک ہے وہ خوش ہوتے بولی۔۔

شجر اسے لیتے ہسپتال سے باہر آیا تھا جہاں پر بنچ رکھے گئے تھے اور کافی سارے لوگ یہاں وہاں چہل قدمی کر رہے تھے اس نے وقت دیکھا تو اس وقت چار بج رہے تھے دن ڈھل رہا تھا۔۔ زلیخا کو بنچ پر بٹھا کر وہ بھی تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

زلیخاتواس سے بے پرواہ یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھی وہ بڑے غور سے سب کو دیکھ رہی تھی

مجھے پیاس لگی ہے۔۔ شجر نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا جو اپنی آنکھیں ٹپٹپاتی اسکی طرف ہی متوجہ تھی۔۔ میں ابھی لیکر آیا سامنے ہی اسے ٹک شاپ نظر آگئی تھی۔۔

لیکن تم یہاں سے کہی نہیں جاؤ گی ورنہ اسے کمرے میں دوبارہ بند کردوں گا اور گھر لیکر بھی نہیں جاؤں گا شجر نے اسے تنبیھی کی اور خود پانی لینے چل پڑا وہ مڑ مڑ کر اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

عالم نے اپنی ماں کو آرام سے وہیل چیئر پر بٹھایا تھا اور انکو لئے ایک باہر کی طرف بڑھا تھا جب اس کی ٹکر کسی سے زوردار ہوئی تھی اسکی ماں گرتے گرتے بچی تھی عالم نے بغیر دیکھے اسے ایک تھپڑ جڑ دیا تھا۔۔۔

جو اپنے گال پر ہاتھ رکھے اب رونا شروع کر چکی تھی۔۔۔ اتنے مہینوں بعد اسے اپنے سامنے دیکھ کر عالم کو یقین نہ آیا تھا اس سے پہلے وہ اسکی طرف بڑھتا زلیخا نے اسے کھینچ کر ایک تھپڑ دے مارا اور واپس وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔۔

عالم اپنی جگہ حق دق رہ گیا تھا کیا اسے یاد نہیں تھا وہ اسکا گناہگار ہے؟ وہ یہاں آخر کر کیا رہی تھی؟

پھر اسنے دیکھا تھا شجر نے اگے بڑھتے زلیخا کو تھاما تھا جو اسکے سینے سے لگی رو رہی تھی۔۔۔

عالم کے دل کی حالت خراب ہو رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ یہ سب دیکھتے کیسا ری ایکٹ کرے وہ اپنی سوچوں میں اسقدر غرق تھا کہ کب شجر زلیخا کو چپ کرواتے وہاں سے لے گیا اسے پتا ہی نہ چلا جب ہوش میں آیا تو ایک دم سے اسے ڈھونڈتے یہاں وہاں دیکھنے لگا وہ اس وقت عجیب جنونی ہو رہا تھا۔۔۔

اسی وقت اسکی ماں نے اسے آواز دی تھی عالم میرے بچے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیسے ڈھونڈ رہے ہو؟

اماں سکون ڈھونڈ رہا ہوں جو مجھ سے روٹھ چکا ہے نہیں مل رہا سکوں مجھے ابھی وہ میرے سامنے تھا اور میں نے ایک بار پھر اسے ٹھکرا دیا۔۔

برکت بیگم نے حیران وپریشان نظروں سے اپنے لخت جگر کو دیکھا تھا گاؤں سے شہر انے کے بعد وہ کس قدر بدل گیا تھا اسے کوئی ہوش نہ رہتا تھا ہنستا تو وہ جیسے بھول ہی چکا تھا رسٹورنٹ میں

نوکری تھی اس لئے کھانا تو وہ اتے ہوئے لے آتا تھا۔۔ کچھ عرصے سے برکت بیگم کو بلڈ پریشر کا مسلہ رہنے لگا تھا جسکے چلتے اچانک سے انکے گھٹنوں کا درد اس قدر بڑھ چکا تھا کہ اب وہ چل پھر نہیں سکتی تھی۔۔

اٹھ میرا بچا چل گھر چلتے ہیں نینا شاہ انتظار کر رہی ہو گی نینا انکی پڑوسن تھی جب سے وہ لوگ یہاں آئے تھے تب سے ہی وہ برکت بیگم کا خیال رکھنے لگی تھی انکو وہ بلکل عالم کی طرح ہی عزیز ہو گئی تھی انہوں نے جو سوچ رکھا تحق وہ اب جلد اس پر عمل در آمد کرنے کا سوچ چکی تھی کیوں کہ ان سے اپنے بیٹے کی ایسی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی۔۔۔ خجستہ کے جانے کے بعد تو اسنے پھر خود کو سمبھال لیا تھا لیکن اب اسکے یوں مسکرانا بھی نہ اور ہمیشہ کام میں ہی مصروف رہنا آخر کیا وجہ تھا انکی سمجھ سے باہر تھا۔۔۔

عالم نے خود کو قابو میں رکھتے برکت بیگم کو گھر لے جاتے نینا کو بلایا تھا۔۔ میں باہر کام سے جا رہوں آپ اماں کو دیکھ لیں میں جلد ہی واپس آجاؤں گا۔۔۔

نینا تو اسکی ذرا سی توجہ پر ہی کھل اٹھی تھی آج وہ خود براہراست اس سے مخاطب تھا وہ کیوں نہ خوش ہوتی۔۔۔ اسنے شرما کر ایک نظر اسے دیکھتے ہاں میں سر ہلایا تھا اور خود جلدی سے برکت بیگم کے پاس چلی گئی۔۔۔

عالم نر حیرت سے اسے دیکھتے اپنا سر جھٹکا اور واپس سے ہسپتال کی راہ لی تھی جہاں وہ دشمن جاں اسے نظر آئی تھی وہ اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا اسے اپنانا چاہتا تھا کیوں کہ اسے پتا چل چکا تھا اسکا سکوں اب بس اسی کے پاس ہے۔۔۔

عالم راہداری سے ہوتے ہوئے دوسری طرف جا رہا تھا جب اسکے کانوں میں وہ صور پھونکا گیا تھا

۔۔

ہاں میں جا رہی ہوں کل حویلی ہاں ہاں زلیخا بھی میرے ساتھ ہی ہو گی اسے تو ویسے بھی کچھ یاد نہیں اسی بات کا فائدہ اٹھا کر میں شجر خان سے اسکا نکاح کروا دوں گی۔۔

کرے گا کرے گا کیوں نہیں اسکی بچپن کی منگ ہے اور اب جو کچھ اسکے ساتھ ہو چکا ہے سب کے سامنے ہے کہ وہ پچھلے آٹھ ماہ سے بیہوش زندہ لاش کی طرح اس ہسپتال کے بستر پر پڑی تھی سب لوگ تو اس وجہ سے فوراً ہی مان جائے گے ہاں تم فکر نہ کرو۔۔۔ ٹھیک ہے اب دوبارہ کال مت کرنا مجھے ٹھیک ہے۔۔ بھیج دوں گی پیسے بھی ایسی بھی کیا موت پڑ گئی ہے تمہیں جان چھوڑو اس وقت اگر شجر خان نے دیکھ لیا تو مصیبت میں پڑ جائے گے اسے کیا پتا میں تو یہ نکاح بس اسکی

دولت اور شان و شوکت کی وجہ سے ہی کر وارہی ہوں پھر میری قدر و قیمت اور بڑھ جائیگی۔۔
باتیں کرتے ہوئے وہ آرام سے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہنسی تھی۔۔۔

پیچھے کھڑے عالم پر تو جیسے ہسپتال کی پوری چھت آن گری تھی اسکا مطلب وہ بے سکوں اسی لئے تھا کیوں کہ کسی کی زندگی برباد کر کے وہ اسے بستر مرگ پر پھینک چکا تھا جو پچھلے آٹھ ماہ نہ صرف اپنے ہوش و حواس سے بے خبر رہی بلکہ اب اپنا ماضی بھی بھول چکی تھی اسکا مطلب وہ اپنا نکاح بھی بھول چکی تھی؟

اب اسے ہی کچھ کرنا تھا وہ چپکے سے اس کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں پر وہ دوائیوں کے زیر اثر بے خبر نیند کی وادیوں میں گم تھی۔۔۔

شجر گھر واپس نہیں آیا تھا اور گزرتا ہر لمحہ خجستہ کو شجر خان کے اور خلاف کرتا جارہا تھا اسے شجر خان کی قربت اور محبت بس ایک دھوکہ ہی لگ رہی تھی ایک فریب اب جب زلیخا واپس آرہی تھی تو وہ بھی یقیناً اس سے نکاح کرنے والا تھا۔۔

اور خجستہ کی اس گھر میں بس ایک ملازمہ کی حیثیت رہنے والی تھی۔۔۔ شجر خان نے اپنے عمل سے ہی بس اسے باور کروایا تھا لیکن اسنے کبھی اسے اسکی قدر و قیمت اس گھر میں کیا ہے اسکا کبھی احساس نہیں کروایا تھا۔۔۔

جسکی وجہ سے اسکے میں بدگمانی مزید بڑھتی جا رہی تھی اچانک سے کمرے کی بتی بند ہوئی تھی سب لوگ اس وقت سو چکے تھے خجستہ نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اسے وہاں پر ایک وجود نظر نظر آیا تھا لیکن وہ شجر خان تو نہ تھا اس سے پہلے خجستہ کوئی آواز یا شور کرتی انے والے نے اسکے منہ پر اپنا ہاتھ سختی سے جما دیا تھا۔۔۔
خجستہ نے مچل کر اپنے ناخن سے اسکے ہاتھوں اور گردن پر وار کیا تھا لیکن وہ اسے ایک ہی پل میں بے بس کرتے بیہوش کر چکا تھا خجستہ کا بے ہوش وجود اسکی باہوں میں تھا۔۔

بہت انتظار کیا ہے تمہارا آج انتظار ختم ہوا میرا اب تم میری ہو صرف میری اسنے اپنے شیطانی چہرے پر مسکراہٹ سجاتے اسکے چہرے پر جھک کر اسکو غور سے دیکھا تھا۔اور پچھلے راستے سے خجستہ کے بے جان وجود کو باہوں میں بھرے کہی غائب ہو چکا تھا
عالم نے ایک چادر سے اپنا چہرہ ڈھک لیا تھا وہ راہدار سے ہوتا ہوا سب کی نظروں میں آئے بغیر اور ہسپتال میں لگے کیمروں سے بچتا بچاتا زلیخا کے کمرے کے باہر آن رکا تھا شجر خان اس وقت شائد پانی یا پھر کسی کام کی وجہ سے کینٹین گیا ہوا تھا اسنے ساری معلومات اکھٹی کر کے ہی یہاں کا رخ کیا

تھارات کی گہری خاموشی میں وہ بڑے آرام سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا سامنے ہی صوفے پر اسے زلیخا کی شاطر ماں سوتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔۔

دل تو کرتا ہے اس بڑھیا کا گلا دبا دوں۔۔۔ جو میری بیوی کی کسی اور سے شادی کروانے پر تلی ہوئی ہے منحوس عورت تمہیں تو اچھا سبق سکھاؤں گا عالم نے رومال پر مطلوبہ دوا لگا کے امریز خانم کے ناک کے قریب رومال کیا تھا چند ہی لمحوں بعد وہ بلکل ہی بے سدھ ہو چکی تھی عالم نے انکو باہوں میں اٹھایا تھا۔۔۔ یہ تو بہت زیادہ بھاری ہے سب کا خون چوس کر بھینس ہو گئی ہے۔۔

وہ اتنی بھی موٹی نہیں تھا اچھا خاصہ مردوں کو بہکا دینے والا اسکا جسم تھا لیکن عالم تو بس اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا اسنے امریز خانم کو باتھروم میں بند کرتے ایک آخری نفرت بھری نظر ڈالی تھی انکے بے جان وجود پر یہی تمہاری اصل جگہ ہے میری پیاری ساسو ماں طنزیہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتے کوئی شوخ دھن بجاتے وہ زلیخا کی طرف بڑھا تھا جو اے سی لگا ہونے کی وجہ سے وہ چادر میں دبکی ہوئی تھی۔۔۔

اسے دیکھتے عالم کو بے ساختہ وہ رات یاد آئی تھی جب وہ اس پر جھپٹی تھی کتنی بہادر تھی وہ خود کے لئے لڑنا جانتی تھی پتا نہیں اور کتنے راز ہیں جو تم اپنے اندر دفن کر کے بیٹھی ہو لیکن میں سب

جان کر رہوں گا اور مجھ سے دوری تو اب تمہیں ایک ہی صورت ملے گی جب میری سانسوں کی ڈور ٹوٹے گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے میرا۔۔۔ تمہارے سر کے سائیں کا وہ اسکے کان پر جھکا سر گوشی نما آواز میں بول رہا تھا زلیخا نے نیند میں بے چینی محسوس کرتے کروٹ لی تھی اب وہ بلکل عالم کے سامنے تھی۔۔۔ اسکا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھتے عالم کو نئے سرے سے اپنے دل میں تکلیف اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اسنے خجستہ سے محبت کرنے کے باوجود اسے کبھی کوئی ایسی بات تک نہ کہی تھی جس سے اسکا دل دکھے پتا نہیں وہ اتنا سب کیسے اس لڑکی کے ساتھ کر گیا جو کہ کسی بھی لحاظ سے اس سب کی حقدار نہیں تھی خجستہ سے جو اسنے کی تھی وہ محبت نہیں تھی وہ بس لگاؤ تھا اسے وہ لڑکی پسند تھی اسکی باتیں اسکی ہمت نہ ہار کر اپنے گھر والوں کے پیٹ پلنے کے لئے کھیت میا محنت مزدوری کرنے کی عادت ہر لحاظ سے تو وہ بہتر تھی عالم اسے اگر اپنی شریک حیات کی نظر سے دیکھتا تھا تو کچھ غلط تو نہ تھا۔۔۔

لیکن اسنے اسے پانے کے لئے جو راہ چنی تھی اسکی وجہ سے ایک بے قصور لڑکی کے دامن میں وہ کانٹے بھر چکا تھا لیکن اس نے سوچ لیا تھا اب وہ اسکا دامن مہکتے ہوئے پھولوں اور اپنی محبت چاہت سے بھر دے گا اسکا ہر زخم وہ اپنی محبت سے مندمل کرنے کی کوشش کرے گا۔۔۔ بس

شرط یہی ہے کہ وہ اسکے سامنے اسکے پاس رہتی۔۔۔۔عالم نے اسکے ماتھے پر جھکتے اپنے لب وہاں رکھے تھے لمحے وہی پر رک چکے تھے وہ سب کچھ بھول چکا تھا۔۔۔

ایسا ہی تو پہلے بھی اسکے ساتھ ہوا تھا نجانے زلیخا کے وجود میں ایسی کیا کشش تھی کہ وہ بہک جاتا تھا اسکا خود پر سے کنٹرول ختم ہو جاتا تھا اگر اس روز وہ بہکا نہ ہوتا تو آج اتنا پچھتاوا نہ ہو رہا ہوتا اسے۔۔۔ عالم نے فرط جذبات میں اکر اسکے ہاتھوں کو قابو کیا تھا اور اسکے لبوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا ۔۔۔وہ اسکے چہرے پر جا بجا اپنی محبت کا لمس چھوڑ رہا تھا لیکن حیرانگی کی بات تھی کہ زلیخا اٹھی نہ تھی بلکہ گہری نیند سوئی رہی تھی وجہ شائد وہ انجیکشن تھا جو نرس نے اسے آرام کے لئے لگایا تھا ۔۔

عالم کو اپنی رگ و پے میں سکوں اترتا ہوا محسوس ہوا تھا جس سکوں کو وہ اتنے مہینوں تک ڈھونڈتا بے چین رہا تھا وہ سکون اسے بس زلیخا کے وجود سے ہی میسر تھا۔۔۔

وہ خود پر سے اپنا کنٹرول مکمل طور پر کھو چکا تھا اپنی سانسوں کو اسکی سانسوں میں الجھاتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ اسکے وجود کے گرد باندھ چکا تھا وہ بلکل زلیخا کے ساتھ ہو کر اسکے وجود پر قابض تھا زلیخا نے وزن محسوس کرتے اسے خود سے دور کرنا چاہا تھا لیکن وہ شائد اپنے حواسوں میں نہ تھا اس لئے اسکی مزاحمت کو ختم کر چکا تھا۔۔

وہ اپنی حدود پار کرتا جا رہا تھا زلیخا سب محسوس کر رہی تھی لیکن چاہنے کے باوجود وہ اپنی آنکھیں نہ کھول پا رہی تھی۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ خود بھی گہری گہری سانسیں بھرتے مدہوش ہو چکی تھی۔۔۔ عالم نے اسے اپنے مظبوط بازوؤں کی گرفت میں جکڑا ہوا تھا کہ وہ ھل بھی نہ سکتی تھی ۔۔۔

عالم نے ایک نظر اسکے بے خبر سوئے ہوئے چہرے پر ڈالی تھی اور اس پر چادر درست کرتے وہ وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

میں سوچ کر کچھ اور آتا ہوں اور تمھارے سامنے اتے ہی بے بس ہو جاتا ہوں اگر میں اب تھوڑی دیر اور یہاں رہا تو تمہاری جان اور ہلکان کر دوں گا۔۔ لیکن اب تم سے دوری میرے بس سے باہر ہے اس لئے جلد سب کے سامنے انکی موجودگی میں تمہیں اپنے ساتھ لیکر جاؤنگا۔۔۔ وہ آخری پیار بھری نظر اس پر ڈالتا جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے باہر نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔

شجر خان نے گھر فون کیا تھا اور خجستہ سے بات کرنا چاہی تھی لیکن وہ کال پر آئی ہی نہ تھی شجر خان کو ایکدم سے اسکی ضد پر غصّہ آیا تھا اور ملازمہ کے ہاتھ پیغام بجھوایا تھا کہ ضروری بات کرنی ہے

کال پراؤورنہ جو میں کر سکتاہوں اس سے تم بخوبی واقف ہواور اسکی دھمکی کا ہی اثر تھا کہ وہ فون لیکر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اور اب اسکے سامنے اسکی فرمائش پر انہیں کپڑوں میں موجود ویڈیو کال پر اس سے بات کر رہی تھی۔۔۔

کیاہے ؟ کیوں فون کیاہے ؟

واہ میری دوری لگتاہے برداشت نہیں ہورہی ہے اسی لئے اتناغصّہ آیاہواہے مجھے پتاہوتاتو کب کا یہ دوری ختم کر چکاہوتامجھے کیاپتاتھامیرے دودن گھر نہ انے پر تم یوں محبت سے میرا استقبال کرو گی وہ اپنی معنی خیز مسکراہٹ کو لبوں میں کچل کر بولا تھا۔۔۔
اپنی بکواس بند کرو میری بلاسے جہاں مرضی جاؤ میری جان چھوٹی ہوئی ہے میں تو خوش ہوں دل کرے تو وہی پر شادی بھی کرلینا۔۔۔

خجستہ اپنے دل کا غبار نکالتے چڑ کر بولی تھی اور شجر خان کو اب اسکی باتوں کی سمجھ لگی تھی۔۔۔

مجھے تو کہی سے جلنے کی بو آرہی ہے۔۔۔وہ اسے تنگ کرنے کی غرض سے بولا تھا۔۔۔

تم خود ہی جل رہے ہو دیکھنا جب تک تم یہاں اؤ گے میا بہت دور چلی جاؤں گی۔۔۔وہ ایک دم ہی غصّے سے روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

شجر خان رو اسکے رونے سے بوکھلا ہی گیا تھا وہ تو مذاق کر رہا تھا لیکن اسکی آخری بات سنتے اسکی ماتھے کی رگیں پھول گئی تھی۔۔

ہمیشہ جب بھی منہ کھولتی ہو فضول ہی بولتی ہو آخری بار بتا رہا ہوں تمہیں مجھ سے کوئی دور نہیں کر سکتا تم خود بھی نہیں اور جو حرکت ابھی کی ہے اسکا حساب گھرا کرا گر میں نے سود سمیت نہ لیا تو میرا نام بدل دینا اپنی آنکھوں کو معنی خیز جنبش دیتے وہ خجستہ کا خون خشک کر گیا تھا۔۔۔

تم ایک نمبر کے ٹھرکی انسان ہو پتا نہای لوگ تمہیں اتنا سیدھا سادھ کیوں سمجھتے ہیں خجستہ نے جلدی سے بات کو کور کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اب بندہ اگر اپنی بیوی پر ٹھرک نہیں جھاڑے گا تو کیا باہر جھاڑے گا؟اور مجھے اے سب کرنے پر تم خود ہی مجبور کرتی ہو۔۔۔جان بوجھ کر سج سنور کر رہتی ہو تا کہ میں نکما ہو جاؤں اور بس تمہارے پلو سے لگا رہوں۔۔۔اسنے آنکھ مارتے خجستہ کو کہا تھا جو اسکی باتیں سنتی سرخ گلاب بن

چکی تھی چہرے پر چھائی لالی شجر خان کو بہکا رہی تھی اسکا بس نہیں تھا کہ وہ اڑ کر اسکے پاس چلا جائے۔۔

آج موسم بہت خراب ہے آپکو پتا ہے نہ مجھے کتنا ڈر لگتا ہے۔۔اس طوفانی موسم میں وہ بیچار گی سے بولی تھی۔۔۔

اس کی بھیگی پلکیں اور سرخ چہرہ اس کے جزبات کو بہت بری طرح بہکا گیا۔وہ مخمور پر تپش نگاہوں سے اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھتا رہا۔

اگر کہو تو میں آجاؤں ؟وہ بہکی اور مخمور آواز میں بولا تھا۔۔۔خجستہ اسکی آواز کا بوجھل پن محسوس کرتے کپکپا اٹھی تھی۔۔۔

نہیں کل۔۔۔کل۔۔۔انے تو والے ہیں آپ۔۔۔میں مورے کے پاس چلی جاتی ہوں آپ بھی سو جائے اب۔۔۔وہ جلدی سے بولی تھی۔۔۔

شجر خان نے ہاں میں سر ہلایا تھا بہت مشکل تھا اسکے لئے یوں صبر کرنا لیکن وہ ایک ٹھنڈی آہ بھرتا خاموشی سے اسے دیکھتا رہا تھا خجستہ نے خود ہی کال بند کی تھی۔۔۔

شجر خان اسکی اس ادا پر ہنس دیا تھا اتنی دوری پر ہونے کے باوجود وہ یوں شرما رہی تھی جیسے وہ اسلے پاس ہو۔۔۔ تم سے تو کل تفصیلی ملاقات ہو گی ہائے یہ رات کب گزرے گی۔۔۔ اسنے آسمان پر موجود تاروں کو دیکھتے کہا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ کل اسکی زندگی میں کیا طوفان انے والا تھا

شجر خان نے خجستہ سے بات کرنے کے بعد اپنا رخ اندر کی طرف کیا تھا زلیخا کے کمرے کے پاس جا کر اسنے ایک نظر اسکے کمرے کی طرف ڈالی اور خود آرام سے وہی باہر ٹہلنے لگا تھا۔۔

وہ اس وقت خجستہ کے بارے میں سوچتے بار بار مسکرا رہا تھا بیگم بس کچھ گھنٹوں کی دوری ہے اسکے بعد سہی سے تمہارا نہ صرف دیدار کروں گا بلکہ ہوش بھی ٹھکانے لگاؤں گا۔۔۔

سوچتے ہوئے وہ ہنسا تھا اسکو یوں منہ ہی منہ میں مسکراتا دیکھ ایک نرس کھڑی بڑی فرصت سے اسے دیکھنے میں مصروف تھی شجر نے جب اسکی طرف دیکھا تو اسکے ماتھے پر لا تعداد بلوں کا جال بنا تھا۔۔۔

شجر نے اسے ایک گھوری سے نوازتے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا تھا۔۔ جبکہ نرس سبکی محسوس کرتے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے وہاں سے جا چکی تھی۔۔

شہر کی لڑکیوں کو کوئی بھی تمیز لحاظ نہیں ذرا جو انکے ماں باپ پیسوں سے نظریں ہٹا کر اپنی لڑکیوں کی حرکتوں ور نظر رکھیں تو کوئی لڑکی گھر سے بھاگے نا آزادی کے نام پر بغیرتی کرنے والے لوگ ۔۔ ہنہ ۔۔۔ پھر ماں باپ رونے بیٹھ جاتے ہیں کہ کوئی انکی بیٹی کو ور گلا کر لے گیا پہلے اپنی اولاد کا قصور بھی دیکھیں اور ان پر توجہ دیں ۔۔

انہیں سوچوں میں گم صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا شجر نے اپنا رخ ڈاکٹر کے کمرے کی طرف کیا تھا ۔۔

السلام علیکم ! کیسے ہیں ڈاکٹر صاحب مہربانی کرو اور ہمیں اجازت دو بہت کر لیا اپ نے ہمارا خدمت اب کبھی لگاؤ ہمارے گاؤں کا چکر ہمیں بھی سیوا کا موقع دو ۔۔ شجر نے اس سے مصافح کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا ۔۔۔

وعلیکم السلام ! نہیں بہت شکریہ یہ مہربانی اپکی بس ادھے گھنٹے میں آپکے مریض کا ڈسچارج پیپر تیار ہو جائیگا رپورٹس آچکی ہیں ۔۔ اب بس آپکو خاص خیال رکھنا ہے کوئی بات انکے سامنے نہ کی جائے جس سے انکو کوئی پینک اٹیک آئے ۔۔ ہمارے حساب سے تو انکو ٹھیک ہونا چاہیے تھا لیکن صدمہ

گہرا تھا انکی ذہنی حالت اس وقت صحیح نہیں ہے وہ ذہنی دباؤ میں ہیں۔۔آپکو بہت خیال رکھنا ہو گا
۔۔

شجر نے ڈاکٹر کی ساری باتیں سنتے محض ہاں میں سر ہلایا تھا وہ کمرے سے باہر اچکا تھا جب تک زلیخا کے کمرے میں پہنچا وہاں پر امریز بیگم غصّے سے لال پیلی ہوتی زلیخا کو گھور رہی تھی۔۔تو نے کیا ہے نہ یہ سب میرے ساتھ ؟بول۔۔۔

وہ غصّے سے چیخنے لگی تھی لیکن شجر کو سامنے دیکھ بڑی مشکل سے خود پر کنٹرول کئے کھڑی تھی
۔۔۔

شجر حیرانگی سے انکی طرف بڑھا تھا خالہ یہ کیا ہوا ہے ؟آپکے بالوں کو شجر نے انکے بکھرے بال اور گیلے کپڑے دیکھ کر حیرانگی سے دریافت کیا تھا۔۔۔

میں تورات کو صوفے پر اتنی مشکل سے سوئی تھی اور صبح اٹھی اور باتھروم میں نیچے فرش پر پڑی ہوئی تھی۔۔پوچھ اس سے اسنے ہی کیا ہو گا یہ۔۔۔وہ غصّے سے بولی تھی۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں میں۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا یہ جھوٹ بول رہی ہیں میں کیسے انکو وہاں چھوڑ کر آسکتی ہوں انکی صحت دیکھیں اور میری دیکھیں زلیخا شجر کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

زلیخا کی بات سنتے شجر خان نے بڑی مشکل سے اپنا قہقہہ روکا تھا۔۔

خالہ کیسی باتیں کرتی ہیں آپ اسکی طبیعت خراب ہے اور وہ کیسے یہ سب کر سکتی ہے؟ قپ خود ہی گئی ہونگی باتھروم اور وہی آنکھ لگ گئی ہوگی۔۔ بس آپ چھوڑے ان باتوں کو اور اپنی حالت درست کرے چھٹی مل گئی ہے ہمیں تھوڑی دیر میں نکلنا ہے۔۔۔

شجر خان تمہارے کہنے کا مطلب ہے میں باتھروم میں سوگئی تھی وہ بھی خود ہی؟ مجھے یاد گئی میں صوفے پر سوئی تھی امریز خانم تو صدمے سے چور لہجے میں بولی تھی وہ حیران تھی شجر انکی بات پر یقین کیوں نہیں کر رہا تھا۔۔

خالہ دیر ہورہی ہے چھوڑے آپ اس بات کو اور جلدی سے زلیخا کا سامان لیکر باہر آئے میں انتظار کر رہا ہوں۔۔ وہ زلیخا کو اپنے ساتھ لئے باہر نکلا تھا۔۔ اور کھلی فضا میں کھل کر ہنسا تھا زلیخا منہ کھولے اسے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھ بلاشبہ وہ ہنستے ہوئے بہت پیارا لگتا تھا۔۔

خالہ کی حالت دیکھ کر واقعی لگ رہا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے کیا تم نے ہی کیا ہے انکے ساتھ یہ مذاق؟
شجر نے آئیبر واچکا کر اس سے سوال کیا تھا۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔ میں خود اتنی دیر سے اٹھی ہوں
مجھے خود سب عجیب عجیب لگ رہا تھا جیسے کوئی آیا تھا۔۔۔

تم سوچو مت ایسا کچھ نہیں ہے میں باہر ہی تھا خالہ شائد خود ہی سو گئی ہو نگی نیند ویسے بھی انکی پکی
ہے۔۔ شجر نے اسے دلاسا دیا تھا اور امریز خانم کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ زلیخا کو گاڑی میں بیٹھنے کو
کہا تھا۔۔۔

شجر نے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر کے راستے پر ڈال دی تھی۔۔ سفر تھوڑا لمبا تھا اس لئے زلیخا سو چکی
تھی امریز خانم آرام سے بیٹھی کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھتے اپنے منصوبے کو ترتیب دے رہی
تھی جو وہ کرنا چاہتی تھی۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے جب وہ گھر پہنچا تھا اسکے فون کی بیٹری لو ہو چکی تھی جسکی وجہ
سے فون بند تھا۔۔۔

اسنے گھر میں قدم رکھا تو مورے اور خانم بی کو پریشانی سے یہاں وہاں ٹہلتے پایا تھا۔۔

السلام علیکم! مورے دیکھیں اپکی زلیخا گھر آچکی ہے۔۔اسنے زلیخا کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔

میری بچی کیسی ہو تم اللہ تمہیں صحت دے تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔ شجر کے اشارہ کرنے پر مورے نے اس سے زیادہ بات نہ کی تھی۔۔۔

خانم بی نے بھی اسکے سر پر پیار کیا تھا۔۔۔امریز بیگم زلیخا کو اسکے کمرے میں لے جاؤ اور شجر خان تم میرے کمرے میں آؤ۔۔۔خانم بی نے امریز کو جانے کا اشارہ کیا اور مورے کو دیکھتے شجر کو اپنے پیچھے انے کا کہا۔۔۔

شجر نے اپنا نام سنتے حیرانگی سے خانم بی کی طرف دیکھا تھا اسے تشویش ہونے لگی تھی کیوں کہ ضرور کوئی نہ کوئی گڑ بڑ تھی ورنہ خانم بی اسے کبھی نام سے نہ بلاتی۔۔۔۔

جی خانم بی کیا بات ہے اپ مجھے کچھ پریشان نظر آرہی ہیں کیا ہوا ہے؟

میری بات غور سے سنو بچے اور صبر سے کام لیناجذباتی پن میں ہمیشہ اپنانقصان کرتے ہو تم۔۔

خانم بی ہوا کیا ہے آخراپ بتائے تو سہی؟

نجستہ۔۔۔

کیاہوا ہے نجستہ کو اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا؟ شائد اسی وجہ سے مجھے بے چینی ہو رہی تھی روکیں میاں اسکو دیکھ کر آتا ہوں شجر نے فکر مند ہوتے وہاں سے اٹھ کر جانا چاہا تھا جب خانم بی کے اگلے الفاظ سن کر اسکے سر پر کمرے کی چھت آن گری تھی۔۔۔

نجستہ گھر میں نہیں ہے صبح جب وہ کمرے سے باہر نہیں آئی تو مجھے لگا تھکی ہے بچی آرام کر لے لیکن جب دوپہر کے دو بج گئے تب بھی باہر نہ آئی تو میں نے جمیلہ کو دیکھنے بھیجا تو وہ کمرے میں نہیں تھی پورا گھر چھان مارا ہے گاؤں میں بھی بڑی خاموشی سے میں نے جمیلہ کو کہہ کر پتا کروالیا ہے وہ کہی نہیں مل رہی۔۔۔

تم راستے میں تھے تمہارا نمبر بھی نہای لگ رہا تھا اس لئے مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے بچی کہاں گئی رات تو اپنے کمرے میں ہی تھی۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں خانم بی وہ کہاں چلی گئی میری بات ہوئی ہے رات کو اس سے وہ بلکل صحیح تھی اب کہا گئی۔۔؟

وہ کمرے کی چیزوں کو تہس نہس کرتے چیخ چیخ کر ان سے دریافت کر رہا تھا اسکی دکھتی رگ پر وار کیا گیا تھا وہ اسکے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اسے کسی بھی قیمت پر خجستہ چاہیے تھی۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا میں دیکھتا ہوں وہ یہی ہو گی وہ ناراض تھی مجھ سے میں دیکھتا ہوں وہ دیوانہ وار بڑبڑاتا ہوا کمرے سے نکلتے پورے گھر میں اسے ڈھونڈ رہا تھا جو گھر ہوتی تو ملتی وہ تو اس وقت نجانے کہاں تھی۔۔۔

شجر خان نے اپنی گاڑی نکالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔اگر تو یہ سب تم نے جان بوجھ کر مجھے تکلیف دینے کے لئے کیا ہے نہ قسم خدا کی میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم پچھتاؤ گی اپنے پیدا ہونے پر وہ غصّے سے کھولتا وہ اسکو قصور وار جانتے اسکی سزا بھی تجویز کر چکا تھا جو نجانے اس وقت کس حال میں تھی۔۔۔

شجر نے ہر جگہ دیکھنے کے بعد گاڑی ایک ایسی جگہ پر روکی تھی جہاں پر کوئی آبادی نہیں تھی بس ایک خستہ حال چھوٹی سی جھونپڑی تھی بارش ہونے کی وجہ سے وہاں پر کیچڑ جمع ہوا تھا لیکن کسی کے پیروں کے نشان واضح تھے شجر نے جلدی سے گاڑی سے نکلتے اپنا رخ اس جھونپڑی کی طرف کیا تھا جہاں اسے پورا یقین تھا کہ خجستہ موجود ہو گی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ہوش آیا تھا اسنے ایک نظر گھما کر چاروں طرف دیکھا تو یہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی نما جگہ تھی۔۔۔ خجستہ نے اپنا دوپٹہ سہی سے خود پر اوڑھتے باہر جانے کا راستہ دیکھا تھا وہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو شائد جام ہو چکا تھا اسنے بہت کوشش کی جب نہ کھول سکی تو وہیں پر پڑی چارپائی پر آرام سے بیٹھ گئی۔۔۔

آخر کون مجھے یہاں لیکر آیا تھا؟ وہ نقاب پوش کون تھا؟ وہ وہاں پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی اسے ایک چھوٹی سی کھڑکی نظر آئی تھی جہاں سے اسکا سر بھی باہر نہیں نکل سکتا تھا عجیب خستہ حال جگہ تھی ابھی وہ کھڑی ہی تھی کہ ایک زوردار دھماکے سے دروازہ گرا تھا مر سامنے شجر خان خون آشام نظروں خجستہ کو کھڑا گھور رہا تھا۔۔

شجر کو دیکھتے خجستہ دوڑ کر اسکے گلے سے لگی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی اب اس پر کیا قیامت ٹوٹنے والی تھی شجر نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔

خجستہ کو آج وہ آٹھ مہینے پہلے والا شجر خان دکھائی دیا تھا جنونی سا اسکے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔۔خ۔۔۔۔خان۔۔۔ ممم۔۔۔میں وہ اٹک اٹک کر بولتی شجر کے شک پر سچ کی مہر لگا گئی تھی شجر نے اسے گاڑی میں بٹھایا تھا اور خود وہ باہر کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا شائد وہ گھر والوں کو خجستہ کے ملنے کی خبر دے رہا تھا۔۔

جلد وہ گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے گاڑی لے جا چکا تھا۔۔

ابھی تو شروعات ہے اگے اگے دیکھو شجر خان اگر تمہارے ہاتھوں سے ہی تمہیں برباد نہ کیا تو میرا نام بدل دینا۔۔۔وہ وجود جنونی قہقہہ لگاتے ہوئے اس دروازے کو سہی کرنے لگا تھا جسے ابھی شجر خان توڑ کر گیا تھا۔۔

شجر خان نے اسے ڈیرے پر لے جاتے اندر سے کمرہ بند کیا تھا اور اسے سامنے بستر پر دھکا دیتے وہاں سے ایک بیلٹ اتارا تھا۔۔

خجستہ اسکی ایک ایک حرکت کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی شجر خان کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھ کر اسے اپنی روح فنا ہوتی ہوئی نظر آئی تھی

اپنی بیلٹ کو ہاتھ پر لپیٹتے شجر خان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا خجستہ کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتا اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔۔

خجستہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا وڈیرا صاحب مم۔۔۔۔ میں نے کک۔۔۔۔ کچھ نہیں کیا بلکہ کوئی کوئی۔۔۔ ابھی اسکے الفاظ منہ میں ہی تھے جب شجر خان نے اگے بڑھتے یکدم سے اسکے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھرا تھا۔۔

تکلیف کی شدت برداشت نہ کرتے ہوئے خجستہ کے آنسوں بے مول ہوتے بالوں میں جذب ہو رہے تھے لیکن شجر خان کے تڑپتے دل کو قرار نہ آیا تھا۔۔

میں نے کہا تھا تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔ کہا تھا نہ؟
وہ جنونی بنا خجستہ سے سوال کر رہا تھا جو اس وقت اس سے شدید خوف زدہ تھی۔۔

کہا تھا کہ نہیں۔۔۔ شجر خان نے اسکے بالوں کو ایک جھٹکا دیا تھا اور دوبارہ پوچھا تھا۔۔۔

سر میں اٹھتی شدید تکلیف کے باوجود وہ ڈر کر ہاں میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

منہ سے بولو میں سننا چاہتا ہوں۔۔ شجر نے اسکا امتحان اور کڑا بنایا تھا۔۔۔

ج ج۔۔۔۔جی آپ۔۔۔آپ کی ہوں بس۔۔۔وہ سسکتے ہوئے بولی تھی اس وقت وہ کہی سے بھی بہادر خجستہ نہیں لگ رہی تھی بلکہ ایک ڈری سہمی سی بچی لگ رہی تھی جو ایک ظالم دیو کے ہاتھ میں بیلٹ دیکھتے انے والے پلوں کا سوچتے طوطے کی طرح اسکے رٹے رٹائے جملے بول کر اسے خوش کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ کسی بھی طرح اسکی جان خلاصی ہو سکے۔۔۔

لیکن مقابل شجر خان تھا جو اپنے جلالی روپ میں انے کے بعد اپنا ہی نفع نقصان بھول جاتا تھا۔۔ اور ایسا صرف خجستہ کے معاملے میں ہی ہوتا تھا ورنہ اس جیسا شاطر انسان کبھی اپنے حواس نہ کھوئے۔۔۔

آج وہ کہی سے بھی اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہا تھا اسے بس اتنا پتا تھا خجستہ نے بھاگنے کی کوشش کی ہے اپنے شوہر شجر خان سے دور جانے کی سنگین غلطی کی ہے اگر اسے سزا نہ دی گئی تو وہ یہ عمل دوبارہ کر سکتی ہے۔۔۔۔

شجر نے اسکا چہرے خود سے اتنا نزدیک کر لیا تھا کے دونوں کی سانسیں اپس میں ٹکرا رہی تھی وہ خجستہ کی خوف سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں پر بس اسکا ہی عکس تھا۔۔ یہ دیکھتے اسے دلی سکون ملا تھا۔۔

شجرنے باری باری اسکی دونوں آنکھوں پرپیار کیا تھاان آنکھوں میں عکس دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے میں ہمیشہ ان میں رہنا چاہتاہوں تم میری ضرورت ہوایک عادت ہو جس سے چھٹکارا اب ناممکن ہے۔۔۔

خجستہ اسکے اچانک بدلتے رویے کو دیکھ کر کچھ حد تک مطمئن ہوئی تھی اسے یہی لگا تھااب شجراسکی قربت میں بہک کر سب بھول جائیگا۔۔۔ لیکن وہ انے والے لمحوں سے انجان تھی۔۔۔

شجرنے اسے ایکدم بستر پر کروٹ کے بل گرایا تھاخجستہ گہرے گہرے سانس بھرتے اپنی آنکھیں بند کرچکی تھی شجرخان نے نظراسکے کپکپاتے وجود کو دیکھتے بیلٹ پر اپنی گرفت مظبوط کی تھی وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تحق لیکن یہ سب کرنااب ضروری تھا۔۔

وہ ایکدم سے اسکے کان کے قریب جھکا تھا۔۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتاہوں جنون کی حد سے بھی زیادہ کبھی مجھ سے بدگمان نہ ہونااسکے کان کی لو کو لبوں سے چھوتے وہ جلدی سے دور ہوتے آنکھیں بند کرتے بیلٹ والے ہاتھ کو گھماکر اسکے وجود پر مار چکا تھا کمرے میں اچانک سے خجستہ کی چیخ گونجی تھی۔۔

خجستہ جو پر سکون ہو چکی تھی پہلے وار پر بیساختہ اسکی چیخ نکل چکی تھی۔۔۔

شجر خان نے اپنے ہاتھ کو رکنے نہیں دیا تھا وہ پے در پے خجستہ پر وار کر تا رہا تھا۔۔ خجستہ ہچکیوں سے روتے ہوئے ایکدم سے خاموش ہو چکی تھی۔۔

شجر خان نے بیلٹ کو ایک طرف پھینکا تھا اور ڈیرے سے باہر اپنے قدم بڑھائے تھے کھلی فضا میں سانس لیتے وہ اپنے دل میں اٹھتی تکلیف کو برداشت کر رہا تھا اذیت خجستہ کو دی تھی لیکن اسکے ہر آنسو پر تکلیف اسے اپنے وجود میں ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

خجستہ کی سسکیوں کی آواز اسے باہر تک آرہی تھی۔۔۔ اسنے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچ لی تھی۔۔

میں یہ نا کرتا اگر تم یہ قدم نا اٹھاتی تو۔۔۔ میں معافی نہیں مانگو گا کیوں کہ ان چند گھنٹوں میں میں جس تکلیف سے گزرا ہوں تمہیں کھونے کے ڈر سے خوف زدہ رہا ہوں تم جان جاؤ تو تمہیں میں بلکل صحیح لگوں گا۔۔۔

شجر نے اپنی آنکھ سے نکلا آنسوں صاف کیا اور اپنا رخ دوبارہ اندر کی طرف کیا تھا جہاں پر نجستہ ساکن وجود کے ساتھ پڑی ہوئی تھی۔۔۔ شجر خان نے فرسٹ ایڈ باکس سے کریم نکالی تھی اور اسکی قمیض کو اوپر اٹھا کر اسکے زخموں پر لگانے لگا تھا۔۔

نجستہ نے اپنے منہ سے اُف تک نا نکالی تھی شجر نے اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسکے چہرے پر جابجا اپنا لمس چھوڑنا شروع کر دیا تھا نجستہ نے نہ اسکا ساتھ دیا تھا اور نہ ہی اسے روکا تھا وہ یک ٹک بس چھت کو گھورے جا رہی تھی۔۔ جیسے وہاں کچھ تلاش کرنا چاہتی ہو۔۔

شجر نے اپنے ہاتھ سے اسکا رخ اپنی طرف کیا تھی جسکی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھی نہ نفرت کا اور ناہی محبت کا اسے ڈھونڈنے سے بھی وہاں کوئی جذبہ یا اپنی قربت کے رنگ نہ نظر آئے تھے

۔۔۔

شجر نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے بڑے جنونی انداز میں اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں قید کرتے اپنا غلام بنا لیا تھا اسکی قربت میں آج الگ ہی جنون اور سختی بھری ہوئی تھی۔۔

لیکن نجستہ بلکل خاموش تھی تکلیف کی شدت سے اسنے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی لیکن منہ سے ایک لفظ نہ بولی تھی۔۔

شجر نے اسکی سانسوں کو رہائی دیتے اپنا رخ اب اسکی گردن کی طرف کیا تھا وہ اسکی گردن میں جھکا جا بجا اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔۔

خجستہ نے بے ساختہ بستر کی چادر کو اپنی مٹھی میں بھینچا تھا

زلیخا اپنے کمرے میں اکر اچھے سے نہا دھو کر فارغ ہوئی تو اپنے رب کے حضور سجدہ ریزہ ہو گئی جی بھر کر رونے کے بعد اسنے جائے نماز کو لپیٹ کر اپنی جگہ پر رکھا اور کھڑکی میں اکر کھڑی ہو گئی۔۔

سب لوگ جتنا میرے ساتھ برا کر چکے ہیں بس اب اور نہیں اب وقت ہے ان سب سے اپنا بدلہ لینے کا اپنا انتقام پورا کرنے کا۔۔ میں گھر سے غائب ہوئی تو مجھے ڈھونڈ نہ سکے اور اب اپنی بیوی گھر سے غائب کیا ہوئی سر پر آسمان اٹھالیا واہ کیا بات ہے۔۔

خیر جسکی اپنی سگی ماں کو اسکی پرواہ نہیں اسکی پرواہ کوئی اور کیا کرے گا۔۔ شجر خان کو تو ایسا سبق سکھاؤں گی اسکی نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔

اور رہی بات عالم صاحب اپکی تو تم جیسے مرد کے لئے اس سے بڑی سزا اور ہار کیا ہو گی کہ تمہارے نکاح میں جونے کے باوجود میں سارے گاؤں والوں کے سامنے شجر خان کے نکاح میں دے دی جاؤں۔۔۔ جس قدر تکلیف اور اذیت سے تم نے مجھے دوچار کیا ہے اس سے کئی گناہ تکلیف اٹھانے کے لئے اب تیار ہو جاؤ عالم صاحب۔۔۔ زلیخا نے نفرت سے سوچتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

بہت ڈھیٹ پیدا کیا ہے نہ اپ نے اتنی زیادتیاں ہونے کے باوجود بھی میں اب تک زندہ ہوں کاش میں جب ہوش میں م تھی تب ہی مر جاتی تو یہ سب ہنسی خوشی رہتے۔۔۔

لیکن اب میں بچ گئی ہوں اور ہوش آگیا ہے تو اب بدلے کا وقت ہے سب کو یہی لگتا ہے میں ماضی بھول چکی ہوں مجھے کچھ یاد نہیں لیکن مجھے سب یاد ہے بچپنسے لیکر اب تک میرے ساتھ جو جو کچھ ہو چکا ہے مجھے سب یاد ہے۔۔۔ وہ بے ہنگم قہقہہ لگا کر ہنستے ہنستے بڑی شدت سے رو پڑی تھی۔۔

کیوں نہیں کوئی میرا کیوں۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ جب مجھے ایک بھی مخلص رشتہ عطاء نہیں کرنا تھا تو کیوں پیدا ہونے دیا مار دیا ہوتا اسی وقت میں ایسے سب کی نظروں میں تو نہ گرتی۔۔۔ وہ روتے ہوئے اپنے رب سے شکوہ کر رہی تھی۔۔ سب کے سوالوں سے ڈرتے میں

نے یاداشت جانے کا ناٹک کیا ہے اور اب اسی ناٹک کے چلتے میں سب لوگوں سے بدلہ لوں گی ۔۔۔

مجھے کوئی پرواہ نہیں اب کوئی مجھ سے محبت کرے یا نا کرے اب میرے سینے میں موجود دل پتھر کا ہو چکا ہے۔۔

عالم صاحب جو تم نے پہلے کیا اور جو تم نے کل کیا ان سب کا سود سمیت تمہیں حساب دینا ہو گا تمہارا جینا حرام کر دوں گی میں یہ میرا وعدہ ہے۔۔

دروازے پر کھٹکا محسوس کرتے اسنے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کئے تھے اور چہرے پر خوفزدہ سے تاثرات لئے وہ کمرے میں انے والی ہستی کو دیکھ رہی تھی
شجر اپنے لبوں سے سفر کرتے حدود پار کرتا جا رہا تھا خجستہ کی سانسیں بھاری ہونے لگی تھی ایک تو جسم سے اٹھتی تکلیف اوپر سے شجر کی قربت کے ساتھ ساتھ اسکا وزن وہ بہت مشکل سے برداشت کر رہی تھی۔۔۔

لیکن اسنے اپنے لب تو جیسے سل لئے تھے وہ کسی بھی قیمت پر اب شجر کو معاف نہیں کرنا چاہتی تھی نہ ہی اسکے ساتھ کوئی رشتہ رکھنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اس وقتوہ شجر خان کے رحم و کرم پر تھی اگر مزاحمت کرتی تو دوہری تکلیف برداشت کرنی پڑتی اس لئے وہ خاموش لیٹی مدہوش کن اور تکلیف دہ قربت کو اپنے وجود پر ناچاہتے ہوئے بھی برداشت کر رہی تھی۔۔۔

ش۔۔۔۔۔ شجر۔۔۔۔ مجھ۔۔۔۔ مجھے۔۔۔ تکلیف۔۔۔ ہو رہی ہے۔۔۔ مم۔۔۔۔ میری۔۔۔۔ بات۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ وہ بہت تکلیف سے توڑ توڑ کر لفظ ادا کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن شجر خان اس وقت اپنے عمل میں کوئی مداخلت برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسنے اپنا چہرہ اٹھاتے ایک سنجیدہ نظر اسکے چہرے پر ڈالی تھی۔۔۔

کیا چاہتی ہو اب؟؟ وہ بولا نہیں۔۔۔ بلکہ غصّے سے دھاڑا تھا۔۔۔

مم۔۔۔۔ میں۔۔۔ تو۔۔۔ تکلیف۔۔۔ اسنے روتے ہوئے ایک بار پھر شجر کو بتانا چاہا تھا۔۔۔

سمجھ کیوں نہیں رہی ہو تم؟ اس وقت مجھے بس سکون چاہیے جو مجھے تمہاری قربت میں ہی میسر ہو سکتا ہے پھر کیوں فضول میں بار بار میرا وقت برباد کر رہی ہو؟

کیا چاہتی ہو؟ میں اپنے اسی روپ میں اکر اپنا قہر تم پر برساؤں؟؟؟ وہ اسکی آنکھوں میں سنجید گی سے دیکھتے بولا تھا۔۔

اگر اب مجھے ایک بار اور تمہاری آواز آئی تو تمہاری خیر نہیں بلکہ رو کو میں تمہارا بندوبست کرتا ہوں۔۔۔

شجر نے ایک ہی جست میں اٹھتے اپنے وجود سے اپنی قمیض الگ کی تھی اور اس سے خجستہ کے دونوں ہاتھوں کو بستر سے باندھنے کے بعد اسنے اپنی نظریں یہاں وہاں دوڑائی تھی یعنی وہ کسی چیز کی تلاش میں تھا اپنی مطلوبہ چیز ملتے وہ خجستہ کی طرف بڑھا تھا اور اسکے منہ میں رومال ٹھونسنے کے بعد اب وہ قدرے مطمئن تھا شجر نے کمرے کی بتی گل کی تھی۔۔۔

اور ایک چادر اپنے اور خجستہ کے وجود پر دیتے وہ ایک بار پھر اسکے وجود پر قابض ہوا تھا وہ کافی جنونی ہو رہا تھا شائد وہ آج اپنا سارا غصّہ خجستہ کے وجود پر اتار دینا چاہتا تھا۔۔

وہ آنکھوں میں آنسوں لئے اپنا چہرہ موڑ چکی تھی اس ستمگر نے اسے صفائی کا ایک موقع تک نہ دیا تھا اسنے سوچ لیا تھا اب وہ شجر خان کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔۔

اسے اگر لگتا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر بھاگی تھی تو ٹھیک ہے اب وہ اسے سچ میں بھاگ کر دکھائے گی اور شجر خان ہاتھ ملتارہ جائیگا لیکن خجستہ اسکی پہنچ سے بہت دور چلی جائیگی جہاں پر شجر خان کا سایہ بھی موجود نہ ہو۔۔۔ خجستہ نے خود سے وعدہ کیا تھا۔۔اور وہ اپنی جگہ بلکل درست تھی اگر شجر خان نے اسے شائد کوئی بے جان گڑیا سمجھ لیا تھا جب دل کرتا تھا وہ اسے جوڑ لیتا تھا اور جب دل کرتا تھا توڑ دیتا تھا۔۔

لیکن اب وہ اسکی ایک نہیں سننے والی تھی۔۔

شجر نے اسکے چہرے کو اپنے ہاتھ سے اپنی طرف کیا تھا اور منہ سے کپڑا نکالتے ایک بار اسکی سانسوں پر اپنا تسلط جما گیا تھا خجستہ اسکی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی وہ شجر خان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔۔

گزرتے لمحوں کے ساتھ ساتھ شجر خان اور جنونی ہوتا جارہا تھا کل صبح وہ ندامت سے خجستہ سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہنے والا تھا۔۔

خجستہ ہمت ہارتے خود کو شجر خان کے حوالے کر چکی تھی شجر خان نے اسے مضبوطی سے خود میں جکڑ رکھا تھا ہر گزرتے لمحے میں وہ خجستہ کے کانوں میں سرگوشی کر رہا تھا جسے سنا ان سنا کر کے خجستہ

نے رخ موڑ لیا تھا اور پاس پڑے ہوئے لباس کو دیکھنے لگی تھی اسکے اپنے محرم نے جو کہ اسکا لباس تھا آج اسکو اسی کی نظروں میں بے لباس کر دیا تھا۔۔

خجستہ آج اتنے ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی اگر شجر خان چاہتا بھی تو اسے سمیٹ نہ سکتا۔۔۔

شجر خان تو اس پر اپنی جنونیت ظاہر کرتے چین کی نیند سو چکا تھا لیکن اب خجستہ کی رات آنکھیں میں کٹنے والی تھی۔۔۔ خجستہ نے ایک نظر اس بے رحم کو دیکھا تھا جو اپنی تھکن اپنا غصّہ اسکے وجود پر اتار کر اب چین کی نیند سو چکا تھا خجستہ نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اسکی کمر میں ماری تھی جسکا اس پر رتی برابر بھی اثر نہ ہوا تھا خجستہ نے تنگ آکر اپنے ہاتھوں کو پہلو میں گرا لیا تھا اس میں ذرا ہمت نا تھی کہ وہ اٹھ کر پانی ہی پی لے اسنے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم میں درد سے اٹھتی ٹھیسوں نے ایسا ہونے نہ دیا تھا۔۔

وہ وہی پر لیتی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی

خانم بی کے پاس کوئی ملنے آیا تھا لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے اور خانم بی نے اس بارے میں کسی کو بتایا بھی نہ بلکہ کسی کے سامنے ذکر کرنے سے بھی منع کیا تھا۔۔
پورے گھنٹے بعد وہ بیٹھک سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

خانم بی آپ ٹھیک ہیں؟ مورے نے کھانے کی ٹرے ہاتھ میں پکڑے خانم بی سے پوچھا تھا۔۔

ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں تم یہ کھانا زلیخا کو دینے جا رہی ہو؟

جی خانم بچی نے کچھ کھایا نہیں ہے اور اب تو اسے کچھ یاد بھی نہیں اس لئے۔۔۔

لیکن مجھے آپ کافی تھکی تھکی سی لگ رہی ہیں اپکی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ مورے خانم کے نزدیک جاتی کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے انکو روک دیا۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں تم جا کر زلیخا کو کھانا دے دو اور کچھ دیر اسکے ساتھ بیٹھ جانا وہ خود کو اکیلا محسوس نہ کرے۔۔

اسکی ماں تو اتے ہی کمرے نی ایسے گوڑھے گدھے بیچ کر سوئی ہے جیسے وہاں پر چلے کاٹ کر آئی ہو۔۔ خانم بی نے نخوت سے کہتے اپنا رخ کمرے کی طرف کیا تھا۔۔

خانم بی یہ آج کی بات تھوڑی ہے وہ تو بچپن سے ہی اپنی بیٹی کو ملازمہ کے ہاتھوں سونپ کر خود آزاد ہو جاتی تھی مورے نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کمرے کا رخ کیا۔۔۔

دروازے پر دستک دے کر جب وہ اندر داخل ہوئی تو انکو زلیخا کی آنکھوں میں خوف صاف نظر آیا تھا۔۔

جسے دیکھتے انکے دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔ کیسا ہے میرا بچا دیکھو میں تمہارے لئے کھانا لیکر آئی ہوں تم جلدی سے کھانا کھالو پھر تم میں اتنا طاقت آئیگا کہ تم سب کو تگنی کا ناچ نچا دینا ۔۔۔ مورے نے مسکرا کر زلیخا سے کہا تھا۔۔۔

اپنے سامنے مورے کو دیکھ کر زلیخا کی سانس میں سانس آئی تھی اب وہ قدرے نارمل نظر آرہی تھی۔۔ ٹھیک کہا آپ نے مورے مجھے طاقت کی ضرورت ہے اور سبق میں ایسا سکھاؤں گی سب کو کہ یاد رکھیں کہ سب۔۔ وہ نفرت سے سوچتے ہوئے بے تاثر چہرے سے مورے کو دیکھتی رہی۔۔

جنہوں نے اگے بڑھتے کھانے کی ٹرے سامنے ٹیبل پر رکھتے زلیخا کا چہرہ تھام کر اسکے ماتھے پر پیار کیا تھا۔۔ اور اسے سینے سے لگایا تھا میرا بچا اللہ تم کو جلد صحت دے امین۔۔

انہوں نے اپنے ہاتھوں سے زلیخا کو کھانا کھلایا تھا۔۔ تم kپتا ہے تم مورے مورے کرتا پورے گھر میں چکر لگاتا تھا تم کو یہ الو کا پراٹھا بڑا پسند تھا گھر کے سب لوگوں کے ناک میں دم کرنے کے بعد تم ہمارے پیچھے اکر چھپ جاتا تھا وہ کہتے ہوئے خود ہی ہنس دی تھی۔۔۔

زلیخا غور سے انکے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو اس عمر میں بھی حسین لگتی تھی انکے چہرے پر اس وقت شفقت ہی شفقت تھی شجر خان نے کبھی انکو اتنی اہمیت نہیں دی تھی انہوں نے اپنی یہ خوشی زلیخا کے وجود سے پوری کی تھی۔۔۔

زلیخا کے حلق میں آنسو کا گولہ اٹکا تھا اسنے کھانے کی ٹرے کو پیچھے کرتے بے ساختہ مورے کو گلے سے لگایا تھا وہ بے آواز اپنے اندر ہی اندر رو رہی تھی لیکن اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہ نکلا تھا۔۔۔

میرے سر میں درد ہو رہا ہے کیا آپ اسکا بھی علاج کر سکتی ہیں؟

ہاں میرے بچے پہلے بتانا چاہیے تھا نہ میں ابھی سرسوں کے تیل سے مالش کرتی ہوں اپنے بچے کی ۔۔۔

زلیخااس واقے سکون چاہتی تھی جواسے مورے کے وجود سے ہی ملنا تھاانکے وجود سے اسے ممتا کا احساس ہوتا تھاوہ بال کھول کرینچے بیٹھ چکی تھی مورے نے ڈھیر ساری باتیں کرتے اسکی اچھے سے مالش کی تھی۔۔

ان باتوں کو سنتے ناچاہتے ہوئے بھی زلیخاہنس پڑی تھی۔۔اسے ہنستے دیکھ مورے نے اپنے رب کا شکرادا کیا تھا۔۔

ہنستے ہنستے زلیخا کی آنکھوں میں آنسوں بھر گئے تھے قسمت کی ستم ظرفی پر اسکادل کیاوہ پھوٹ پھوٹ کرروتے سبکواپنے دل کاہر درد سنادے لیکن وہ ایسا بھی نہیں کرسکتی تھی یہ دنیااسے ہی قصوروار سمجھتی۔۔

اسکا باپ چھوڑ گیااس میں اسکا کوئی قصور نہ تھا پھر بھی اسے سزاملی۔۔۔اسکی سگی ماں نے اسے نوکروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔۔۔جوان ہوئی تو شجر خان کانام لے لے کراسے مجبور کرتی کہ اسکی شادی اس سے ہی ہو گی اور جب وہ راضی ہوئی تو کیاہوا؟

شجر خان نے بھی اسے دھتکار کراپنی پسند کی لڑکی سے نکاح کرلیا۔۔

عالم کی دشمنی شجر خان سے تھی لیکن اسنے بھی سزا زلیخا کو دی آخران سب لوگوں نے اسے سمجھ کیا رکھا تھا؟ کیا وہ کوئی کھلونا تھی؟

یا کوئی بے جان شے تھی جسے کچھ محسوس نہ ہوتا تھا؟

زلیخا نے وہی پر مورے کی گود میں لیٹے کئی خنوش آنسوں بہا دیئے تھے اور وہی پر آنکھیں موندھتی سو چکی تھی۔۔

تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی وہ ہو نا غم بھول کر سکون کی نیند سو چکی تھی۔۔۔اپنی زندگی کی تھکن اتار کر وہ کچھ وقت پر سکون ہو گئی تھی۔۔وقت اسکے ساتھ اگے کیا کیا کرنے والا تھا ابھی وہ اس بات سے بلکل بے خبر تھی۔۔۔

شجر کی آنکھ جب کھلی تو اسے گزری شب کی اپنی ہر حرکت یاد آگئی تھی لیکن حد تو یہ تھی کہ وہ ابھی بھی خود کو صحیح ہی سمجھ رہا تھا۔۔

کل جو کچھ وہ کر چکا تھا اس سے خجستہ کا دل ضرور دکھا ہو گا لیکن اب وہ دوبارہ اس سے دور جانے کی غلطی نہیں کرنے والی تھی۔۔

اسنے جان بوجھ کر یہ سب کیا تھا کیوں کہ وہ اسے پہلے ہی اس بارے میں اگاہ کر چکی تھی لیکن وہ ابھی شجر خان کو جانتی نہیں تھی۔۔ شجر نے گہری سانس لیکر خود کو کمپوز کیا تھا اور ایک نظر خجستہ پر ڈالی تھی۔۔۔

ساری رات وہ اسے اپنی جنونی قربت میں سلگاتا رہا تھا اور وہ شجر خان کی پناہوں میں چھپنے کی کوشش کرتے مزاحمت کرتی رہی تھی جسے شجر خان نے کسی خاطر میں نہیں لایا تھا بلکہ رات تو وہ پاگل سا ہو گیا تھا اسکے پاس جاتے وہ پر سکون ہو جاتا تھا۔۔۔

جسکا لال سرخ تمتماتا چہرہ دیکھ کے اسکے دل میں ایک کھٹکا سا ہوا تھا اسنے اگے بڑھتے خجستہ کے ماتھے اور گال پر جب ہاتھ رکھا تو وہ انگارے کی طرح دہک رہی تھی اسے بخار ہو چکا اور نجانے وہ کتنی دیر سے اس تکلیف میں تھی۔۔ شجر نے خود کو اپنے عمل پر ملامت کی اور خجستہ کی حالت کو درست کرنے لگا۔۔۔

لیکن اس دوران اس پر جو نیا انکشاف ہوا تھا وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا اسنے جلدی سے خجستہ کو گاڑی میں ڈالا تھا اور اسے لیکر قریبی کلینک چلا گیا تھا۔۔۔ خجستہ اب تک اندر بیہوش پڑی ہوئی تھی ۔۔۔

جب کہ وہاں موجود لیڈی شجر خان کو جانتی تھی وہ اندر ہی اندر اسے برا بھلا کہہ رہی تھی لیکن منہ سے کچھ بھی کہنے کی اسکی ہمت نہ تھی۔۔

اسکے بعد جو روح کو فنا کر دینے والی خبر اسے سنائی گئی شجر خان کو زمین آسمان اپنے گرد گھومتا ہوا نظر آیا۔۔

وہ پیچھے پڑی کرسی پر ڈھے سا گیا تھا۔۔اسنے کیا سوچا تھا اور اب کیا ہو گیا تھا؟

اسے تو لگا تھا سب کچھ اب ٹھیک ہو جائیگا لیکن دراصل اب سب کچھ بگڑ چکا تھا جسے وہ لاکھ کوشش کرتا تب بھی ٹھیک نہیں کر سکتا تھا
ڈاکٹر کے الفاظ ابھی تک اسکی سماعتوں میں گونج رہے تھے۔۔

اپکی مریض کے ساتھ بہت برا سلوک کیا گیا ہے اور کافی خون بہہ جانے کی وجہ سے انکا مس کریج ہو چکا ہے ہم اپکے بچے کو نہیں بچا پائے۔۔

بنتا تو یہ پولیس کیس ہے لیکن پوری کوشش ہے کہ یہ بات یہاں سے باہر نہ جائے لیکن اب سے درخواست ضرور ہے کہ بچے کے قاتل کو کڑی سے کڑی سزا ضرور دلوایئے گا۔۔لیڈی ڈاکٹر کو

معاملہ تو سارا سمجھ اچکا تھا لیکن وہ اسے سیدھے منہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اس لئے اسنے گھما پھرا کر اپنی بات اسکے سامنے رکھ دی تھی۔۔۔

شجر خان کو سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسلتا ہوا نظر آرہا تھا۔۔۔جب خجستہ اٹھتی اور اسے پتا لگتا کہ اسکے نام نہاد شوہر کی وجہ سے وہ اپنے لخت جگر کو اس دنیا میں انے سے پہلے ہی کھو چکی ہے اس پر کیا گزرنے۔والی تھی یہ سوچ ہی شجر خان کا دل حلق میں لے آتی تھی۔۔

اسے فضا ایک دم گھٹتی محسوس ہوئی تو وہ کھلی فضا میں سانس لینے باہر چلا گیا تھا شام ہونے والی تھی تھوڑی ہی دیر میں مغرب کی اذان ہو جانی تھی۔۔۔ شجر خان نے کل رات ہی حویلی فون کر کے خجستہ کے ملنے کی خبر دیدی تھی اور کہا تھا وہ کل اسکے ساتھ آئیگا ابھی طوفانی بارش کی وجہ سے راستہ خراب ہے۔۔

جس جگہ پر وہ کھڑا ہوا تھا وہ خود کو بہت ہارا ہوا محسوس کر رہا تھا وہ تو بس خجستہ کو اگاہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ ائندہ ایسا کرنے کے بارے میں سوچے بھی نہ اور یہاں وہ غلط کر گیا تھا۔۔۔

وہ ہونے ہی ہاتھوں سے اپنے بچے کی جان لے چکا تھا بارش پھر سے برسنا شروع ہو چکی تھی سب لوگ اندر جا چکے تھے لیکن شجر خان وہی کا وہی کھڑا ہوا تھا۔۔ شجر نے ہونے خالی ہاتھ اگے

پھیلائے تھے اور ایک زوردار چیخ مارتے وہ فرش پر دوزانوں گرتا رو رہا تھا ہاں شجر خان ایک مرد ہو کر رو رہا تھا اسکا رونا بنتا تھا کیوں کہ اسکی دنیا کسی اور نے نہیں بلکہ خود شجر خان نے اپنے ہاتھوں سے اپنی دنیا اجاڑی تھی۔۔

اپنے ہاتھوں کی مٹھی بنا کر وہ زور زور سے فرش پر مار رہا تھا اسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا نا اندر پڑی اپنی بیوی کا نا بارش کا۔۔ اسے بس یہی غم کھائے جا رہا تھا کہ وہ اپنی پہلے اولاد کو اپنے ہاتھوں سے ختم کر چکا تھا۔۔

کیا خجستہ اب اسے معاف کرے گی ؟ ایک بیوی تو سب معاف کر دیتی ہے کیا ایک ماں اسے معاف کرے گی ؟

نن۔۔۔ نہیں میں۔۔۔ میں خجستہ کو خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔۔ میں اسکے پیر پکڑ کر اس سے معافی مانگ لوں گا لیکن اسے خود سے دور نہیں جانے دوں گا اسکی ہر سزا مجھے قبول ہے لیکن میں اس سے دوری برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

یہ کیا کر دیا میں نے اپنے غصّے میں میں اپنا ہی سب سے بڑا نقصان کر چکا ہوں جسکی بھرپائی میں ساری زندگی بھی چاہوں تو نہیں کر پاؤں گا۔۔

اسے وقت کی خبر نہیں تھی کہ کیا وقت ہو چکا تھا وہ خجستہ کے دور جانے کے خیال سے ہی جنونی سا پاگل ہو رہا تھا وہ کسی بھی طرح اسے منانے کا سوچ رہا تھا اور آج کے بعد وہ اس پر غصّہ نہ کرے کا وعدہ کر چکا تھا۔۔۔

میں آج کے بعد غصّہ نہیں کروں گا اسی کی وجہ سے آج میں اپنی اولاد سے محروم ہو چکا ہوں جس خبر کو سنتے میں خوشی سے سرشار ہونے والا تھا اسی خوشی کا گلا میں اپنے ہاتھوں سے گھونٹ چکا ہوں۔ شجر خان نے اپنے آنسوں صاف کئے تھے اور خجستہ کا خیال اتے ہی وہ اندر اسکے کمرے کی طرف دوڑا تھا۔۔۔

اسے یوں دیوانہ وار دوڑتے دیکھ سب لوگ اپنی جگہ حیران تھے۔۔۔ یہ ہسپتال زیادہ بڑا تو نہ 1 تھا یکن چھوٹا بھی نہ تھا لیکن اپنے گاؤں کا تھا۔۔

شجر نے اندر جا کر خجستہ جو دیکھا تھا جسکا چہرہ ایکدم پیلا زرد پڑ چکا تھا۔۔ وہ ایک ہی رات میں کیا سے کیا ہو گئی تھی۔۔اسے یاد تھا وہ اسکی قربت میں کیسے بہک چکی تھی اور اسکا ساتھ دے رہی تھی یہی سوچ کر کہ شجر خان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اسکی آنکھوں میں خوف تھا التجا تھی۔۔ جسے نظر انداز کرتے شجر خان غصّے میں اپنی ساری حدیں پار کر گیا تھا اسنے اپنی طرف سے کوشش کی

تھی کہ وہ اپنا ہاتھ ذرا ڈھیلا ہی رکھے کہ خجستہ کو زیادہ تکلیف نہ ہو وہ تو بس اسکے دل میں ڈر بٹھانا چاہتا تھا لیکن اسکے دور جانے کا سوچتے گرفت خود بخود ہی مظبوط ہوتی گئی تھی۔۔۔

اسکے بعد اسنے اپنے زخموں پر مرہم کی صورت اسے اپنے لمس سے روشناس کروایا تھا جو کہ خجستہ کے لئے تکلیف کے سوا کچھ نہ تھا۔۔۔

تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کبھی غصّہ نہیں کروں گا تمہاری ہر بات مانوں گا تمہارا غلام بن کر رہوں گا بس مجھے ایک بار معاف کر دو۔۔۔

خجستہ کے بے جان وجود کو دیکھتے وہ اسکے پاس بیٹھتے اسکا ہاتھ تھامتا بولا تھا۔۔

خجستہ کی آنکھ رات کے کسی پہر کھلی تھی اور اس شخص کو دیکھتے اسے کراہیت سی محسوس ہوئی تھی خجستہ نے کسی اچھوت کی طرح اسکا ہاتھ جھٹکا تھا اور خود اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔۔

جھٹکا لگنے سے ایکدم شجر خان کی نیند ٹوٹی تھی وہ جلدی سے اٹھا تھا۔۔۔

کیا ہوا خجستہ میری جان پانی چاہیے ؟ تمہیں درد ہو رہا ہے ؟ میں ڈاکٹر ہو بلاتا ہوں وہ جلد بازی میں بولتے کمرے سے باہر گھر تھا۔۔

اگلے پانچ منٹ میں ڈاکٹر کو لیکر اندر آیا تھا ڈاکٹر نے چیک کیا تو سب ٹھیک تھا۔۔ کیا ہوا ہے آپکو ؟ اسنے پوچھا تھا۔۔

اس شخص کو کمرے سے باہر نکال دیں میں بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی وہ گہرے گہرے سانس لیتی ڈاکٹر سے بولی تھی ڈاکٹر نے شجر خان کی طرف دیکھا تو وہ ایک شکستہ نظر خجستہ پر ڈال کر باہر چلا گیا اس واقت خجستہ کو آرام اور سکون کی ضرورت تھی نا جانے جب اسے سچ کا پتا لگتا تو وہ کیا کر بیٹھتی

زلیخا سو کر اٹھ چکی تھی لیکن شجر اور خجستہ کا کہی بھی آتا پتا نا تھا آخر یہ دونوں گئے کہاں ہیں ؟

خیر جہاں بھی گئے ہیں بچ تو سکتے نہیں میری پل پل کی اذیت کے ذمہ دار یہ دونوں بھی برابر کے ہیں انکی وجہ سے ہی وہ بے غیرت عالم مجھے اٹھا کر لے گیا تھا۔۔

خیر اب خوشی کے دن ختم ہوئے میرے پیارے کزن اور اسکی بیگم اب تم دونوں کی زندگی میں ایسا طوفان لاؤں گی کہ سمجھ نہیں سکو گے کہ تمہارے ساتھ ہوا کیا ہے اور کسکی وجہ سے ہوا ہے

۔۔

تم دونوں تو ایک دوسرے کو ہی قصوروار سمجھتے رہو گے اور میں ؟ میں بازی مار جاؤں گی۔۔

اب میرے بدلے کا وقت شروع ہو چکا ہے اور صرف تم دونوں ہی نہیں بلکہ میری ماں اور عالم بھی تم چاروں کی زندگی کو جہنم نہ بنادیا تب تک اپنی سانسوں سے تعلق نہ چھوڑوں گی۔۔

اور جس دن میرا بدلہ پورا ہوا جس خاموشی سے اس دنیا میں آئی تھی اسی خاموشی سے یہاں سے واپس بھی چلی جاؤں گی۔۔

ویسے بھی اس دنیا میں میرے علاوہ میرا کوئی اپنا نہیں جسے میری فکر ہو۔۔

اگر عالم کو یہ لگتا ہے کہ وہ پیار پیار کا ڈھونگ رچا کر مجھے منا لے گا تو یہ اسکی سب سے بڑی غلط فہمی ہے۔۔

میں اسکا منہ نوچ لوں گی اگر اسنے میرے سامنے ایک بار بھی معافی کا نام لیا تو۔۔

اسکا کیا معافی کے لائق نہیں صرف سزا کے لائق ہے اور اسکو اسکی سزا نلی گی ضرور ملے گی اور یہ سزا میں خود دوں گی اسے۔

۔زلیخا کا وعدہ ہے یہ خود سے اپنے قصوروار لوگوں کو سزا اب میں دوں گی۔۔

اسنے ایک نظر دروازے کی طرف دوڑا کر اپنی الماری کھولی تھی اور اندر سے منی سائز کی پستول نکال کر اسے چیک کرنے لگی۔۔

پھر لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ سجا کر اسنے اپنا آپ شیشے میں دیکھا تھا کتنا بدل کر رہ گئی تھی...

وہ اسکے بال جو گھنے ہوا کرتے تھے اب اسکے کندھوں تک اتے تھے۔۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے سے پڑ گئے تھے نمازوں میں رو رو کر اپنے ناکردہ گناہوں کی معافی مانگتے اسکی آنکھیں سوجھ چکی تھی۔۔۔

لیکن کون تھا اسکا اپنا؟

جو غور کرتا اسکو سمجھتا؟

کوئی نہیں تھا اگر آج وہ سب کو اپنی یاداشت واپس انے کا بتا بھی دے تو سب سو سوال کریں گے
۔۔

کون تھا وہ؟

کیوں لیکر گیا تھا؟

اسنے کچھ غلط تو نہیں کیا؟

کتنے لوگ تھے؟

یہی وجہ تھی جسکی وجہ سے وہ یہ ڈرامہ کر رہی تھی۔۔

کوئی اس سے اسکی گمشدگی کی وجہ نہیں پوچھتا تھا سب اس سے اچھے سے پیش ا رہے تھے کیوں کہ سبکو لگتا تھا وہ مینٹلی ڈسٹرب ہے لیکن ایسا نہیں تھا

اسے سب یاد تھا۔۔

ہاں وہ آج بھی اس بھیانک رات کے بارے میں سوچتی ہے تو اسکے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جب عالم نے اسکی عزت کو پامال کیا تھا۔۔

جسے نام اسنے نکاح کا دیا تھا کیسا نکاح تھا وہ؟ جس میں کوئی ولی ہی نہ تھا؟

اگر اسکا باپ بھائی نہیں تھا تو اسکی ماں تو زندہ تھی شجر خان اسکا کزن تھا مورے تھی خانم بی اسکے خالو اسد خان زندہ تھے پھر عالم نے کیوں نہ انکی موجودگی میں نکاح کیا؟

کیا اسکا زور بس ایک بے بس لڑکی پر ہی چلا تھا؟

جسکو روند کر وہ ندی کنارے پھینک کر اپنی مردانگی دکھا کر فرار ہو گیا تھا؟

تو ٹھیک تھا احرا اسنے چھپ کر نکاح کیا تھا تو اب سچ بھی اپنے منہ سے وہ خود بتائے گا۔۔

میں اسے اتنا مجبور کروں گی کہ اسے خود سبکے سامنے اکر یہ قبول کرنا ہو گا کہ وہ مجھ سے نکاح کر چکا ہے۔۔۔

اور کیوں قبول نہیں کرے گا؟ جب اسے پتا لگے گا اسکی منکوح کا نکاح ہونے والا ہے تو اگر تو وہ غیرت مند ہوا تو ضرور آئیگا۔۔۔

ورنہ میں سمجھ جاؤں گی کہ وہ ایک بے غیرت مرد ہے۔۔

زلیخا نے تلخی سے ہنستے اگے کا منصوبہ ترتیب دیا تھا۔۔۔

عالم نے گھر اتے ہی شاور لیا تھا وہ فریش ہو کر نک سک سا اپنی ماں کے کمرے میں گیا تھا۔۔

مورے اب طبیعت کیسی ہے وہ انکے پاس بیٹھتے انکے ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگاتے بول تھا۔۔۔

برکت بیگم نے حیرانگی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت سے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا تھا جو آج انکو خوش نظر آیا تھا ورنہ تو وہ جیسے مسکرانا بھول ہی چکا تھا۔۔

میں بلکل ٹھیک ہوں میرے بچے تم کہاں غائب تھے برکت بیگم نے اپنے ہاتھ میں پکڑی تسبیح کو چوم کر ٹیبل پر رکھنے کے بعد عالم کا ماتھا چوما تھا جو اپنی ماں کو دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔

بس اپنی خوشی ڈھونڈنے گیا تھا جو مجھے مل گئی ہے وہ اپنی اور زلیخا کے ساتھ بیتی رات کو سوچتے مسکرا کر بولا تھا۔۔
ماشاءاللہ ماشاءاللہ میرے بچے کی مسکراہٹ کو کسی کی نظر نہ لگے۔۔

اللہ تمہیں خوش رکھے ڈھیروں خوشیاں عطاء کرے اور مجھے میرے پوتے پوتیوں کا چہرہ دیکھنا نصیب فرمائے۔۔

برکت بیگم نے اسے دعا دی تھی۔۔۔

جسے سنتے عالم یکدم سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔

یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں ؟

اب مجھے جو بھی کرنہ ہوگا جلد کرنا ہوگا زلیخا جانم اب تم سے دوری برداشت کرنا واقعی مشکل ہوتا جارہا ہے

وہ خیالوں میں اس سے مخاطب ہوتا بولا تھا۔۔

تمہاری قربت کا ایسا نشہ سا ہو جاتا ہے مجھ پر کہ دل کرتا ہے تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں اور کہی جانے نادوں اسنے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

وہ لڑکی واقعی اسکے سامنے اتے اسے چاروشانے چت کرنے کا ہنر رکھتی تھی
خجستہ سن سی بستر پر لیٹی ہوئی تھی جب دو نرسیں اندر داخل ہوئی تھی انکو لگا خجستہ سو رہی ہے۔۔
اس لئے دونں اپس میں باتیں کرنے لگی۔۔۔

لڑکیوں کی بھی یار کیا زندگی ہے اب اسکو ہی دیکھ لو سنا ہے اس پر کسی نے تشدد کیا ہے جسکی وجہ سے اسکا 7 ہفتے کا بچا ضائع ہو گیا ہے۔۔

لیکن یار اسکا شوہر کتنا پیارا ہے اونی بیوی کے لئے بھاگ بھاگ کر کبھی دوائی لاتا ہے تو کا ہی بار بار اسے دیکھنے اندر آتا ہے۔۔ سبکو خاص ھدایت ہے کہ اسکا خاص خیال رکھا جائے۔۔
ہاں میں نے سنا ہے وہ اسی گاؤں کا وڈیرہ ہے اور یہ لڑکی اسکی بیوی ہے لیکن ایک بات سمجھ نہیں آرہی اگر وہ وڈیرہ ہے تو اسکی بیوی کا یہ حال کس نے کیا وہ دونوں اپس میں باتیں کرنے میں مگن ڈرپ میں انجکشن ڈال کر جا چکی تھی۔۔

جب کہ خجستہ کا ایک ہتھ بے ساختہ اسکے پیٹ پر گیا تھا تو کیا وہ حاملہ تھی؟ وہ ماں بننے والی تھی؟ اور اسکے ہی شوہر نے رات اپنی درندگی دکھا کر اس سے اسکا بچا چھین لیا تھا؟

کیا شجر خان اس قدر آنا پرست شخص تھا جو اونی ہی اولاد کو نگل گیا تھا۔۔ خجستہ کو اپنا وجود بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا وہ کچھ نہیں بولی تھی نہ ہی روئی تھی۔۔ اسنے خاموشی سے اپنے ہاتھ سے کینولا نکالا تھا جسکی وجہ سے خون کی ایک دھارا اسکے ہاتھ سے گرنے لگی تھی اسنے اپنے جوتے سے آزاد پیر باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔

کوریڈور میں اس وقت کوئی نہیں تھا وہ سب سے بے نیاز ایک ترد چلتی جا رہی تھی پیچھے سے اسی وقت شجر خان نمودار ہوا تھا بکھرے بال جھکے کندھے اور کندھے پر پڑی شال جو آدھی فرش پر لہرا رہی تھی وہ خجستہ کے لئے جوس لینے گیا تھا۔۔

جب اسکی نظر سامنے اٹھی تو وہ حیرت کی زیادتی سے دنگ رہ گیا اور پل میں بھاگتا خجستہ کی طرف بڑھا جو کہ چھت کی طرف جارہی تھی۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی انتہائی قدم اٹھاتی شجر خان نے اسے جالیا تھا۔۔یہ کیا کرنے جارہی تھی تم پاگل ہوگئی ہو کیا؟وہ خجستہ کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے بولا تھا۔۔

جب کہ خجستہ حیران اور پریشان اسکی صورت دیکھتی جارہی تھی جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔۔ شجر خان یہ دیکھتے دکھ سے آنکھیں میچ گیا تھا اسکا ایک جذباتی قدم اسے خجستہ سے میلوں دور کر گیا تھا کہ آج وہ اسے پہچاننے سے بھی انکاری تھی۔۔

شجر خان نے اسے سینے سے لگایا تھا اور اسکے کان میں سرگوشی نما بولا تھا۔۔مجھے معاف کردو۔۔ اسکا یہ کہنا تھا کہ خجستہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کا زور لگا کر اسے خود سے دور کیا تھا اسکے ہاتھ پر خون جم چکا تھا۔۔

مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔مجھے گھر۔۔۔گھر جانا ہے۔۔ابھی اور اسی۔۔۔وقت۔۔۔وہ اٹک اٹک کر کمزوری سے بولی تھی اسکے علاوہ اسکے منہ سے ایک شکوہ تک نہ نکلا تھا۔۔

لیکن تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ابھ۔۔اسکا جملہ ابھی منہ میں ہی تھا جب وہ چلا اٹھی تھی۔۔

مجھے گھر جانا ہے۔۔۔مجھے۔۔۔گھر۔۔۔جانا ہے۔۔وہ بے ربط سی یہی کہے جا رہی تھی۔۔

شجر خان نے اسکی حالت کے پیش نظر اپنی شال اسکے گرد اڑھائی تھی اور اسے لیکر ہسپتال سے باہر چلا گیا تھا اسے گاڑی میں بیٹھ کر دوائی وغیرہ لیتے وہ واپس حویلی کی طرف گاڑی موڑ گیا تھا۔۔

زندگی اسے کس موڑ پر لے آئی تھی جہاں اسے خود کو سمبھالنا مشکل لگ رہا تھا اوپر سے خجستہ کی حالت وہ اس سے نظر تک نہیں ملا پا رہا تھا۔۔

شجر خان نے کہا تھا وہ اسکا غرور توڑ کر رکھ دے گا اور آج وہ اسے اسقدر توڑ چکا تھا کہ شائد ہی وہ واپس اسے جوڑ پاتا یا اسکے زخموں پر مرہم رکھ پاتا۔۔۔

ابھی تو حویلی میں ایک طوفان اسکا منتظر تھا۔۔۔

تمہاری قربت کا ایسا نشہ سا ہو جاتا ہے مجھ پر کہ دل کرتا ہے تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں اور کہی جانے نا دوں اسنے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا وہ لڑکی واقعی اسکے سامنے اتے اسے چار وشانے چت کرنے کا ہنر رکھتی تھی۔۔۔

کیا ہوا تم کہاں کھو گئے ہو برکت بیگم نے اسے ہلاتے پوچھا تھا کہی نہیں مورے۔۔نینا شاہ کہا ہے ؟ نظر نہیں آرہی کل میں جلدی میں تھا تو اسے آپکے پاس چھوڑ گیا تھا آپکو کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی ؟

عالم نے فکر مندی سے اپنی ماں سے دریافت کیا تھا

ارے نہیں وہ بچی تو ساری رات میرے پاس رہی میں نے اسے کہا بھی تھا کمرے میں جا کر سو جائے لیکن وہ بچی یہاں ہی زمین ور سو گئی تھی۔۔

کہتی ہے مورے اگر آپکو رات میں کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو کیا کرو گی۔۔اس لئے میں یہی سو جاتی ہوں۔۔ویسے بھی زمین پر سونے سے ہڈیوں میں تکلیف نہیں ہوتی انسان چست رہتا ہے برکت بیگم بتاتے ہوئے ہنس پڑی تھی۔۔

پاگل ہے یہ لڑکی بھی۔۔عالم نے مسکرا کر کہا۔۔

ارے نہی بہت اچھی اور نیک بچی ہے۔۔۔
میں نے تیرے لئے ایک فیصلہ لیا ہے عالم مجھے امید ہے اس بار تو مجھے مایوس نہیں کرے گا۔۔
مورے کیسی باتیں کر رہی ہو تم پر تو میری جان قربان حکم کرو۔۔۔

تو نینا شاہ سے شادی کر لے میرے بچے۔۔وہ بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے تجھے اور مجھے وہی سمبھال سکتی ہے تو بس میرے مرنے سے پہلے میری یہ آخری بات مان لے میرے بچے۔۔
برکت بیگم ایکدم سے روتے ہوئے عالم سے بولی تھی۔۔

عالم تو انکو ایسے روتا دیکھ گھبرا گیا تھا جلدی سے انکو گلے لگاتے دلاسا دینے لگا۔۔مورے اپ اتنا مت سوچو۔۔.نینا شاہ کو بہت اچھا لڑکا ملے گا۔۔

تم سے اچھا اسے نہیں ملے گا میرے بچے۔۔۔وہ تمکو پسند کرتی ہے میں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا ہے مت کر ایسا میرے بچے اگر کسی نے تیرا دل توڑا ہے تو اسکا بدلہ تو اس بچی سے مت نکال وہ بھی تو تجھے وسند کرتی ہے لیکن لڑکی ذات ہے کہنے سے ڈرتی ہے۔۔

تو کیا چاہتا ہے جو تجھ پر گزری ہے وہ اس پر بھی گزرے؟

اماں کیسی باتیں کر رہی ہو اللہ نا کرے اس پر ایسا دن آئے میں اسے سمجھاؤں گا وہ سمجھدار ہے سمجھ جائیگی۔۔۔

تجھے میری قسم عالم تو اس سے کچھ نہیں کہے گا وہ بڑی خدار لڑکی ہے اپنا راز یوں افشاں ہونے پر وہ اپنے ساتھ کچھ کر لے گی تو ہمارے درمیاں ہوئی بات کا ذکر بھی مت کرنا اسکے سامنے۔۔۔
برکت بیگم نے اسے کوئی بھی جذباتی فیصلہ لینے سے منع کر دیا تھا۔۔

برکت بیگم کی سانس پھولتے دیکھ اسنے جلدی سے انکی بات مان لی تھی۔۔ ٹھیک ہے مورے مجھے سوچنے کے لئے کچھ وقت چاہیے اور اب آپ جلد بازی سے کام نہیں لے گی۔۔ اسنے مورے کو تنبیہی کرتی نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

جگ سے پانی بھرتے انکو پلا کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا تھا کچن میں گیا تو آگے کا منظر دیکھتے دنگ رہ گیا

نیناشاہ ناشتہ بنانے میں اسقدر مگن تھی کہ اسے پتا ہی نا چلا کہ عالم کب آ کر وہاں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

سر پر اچھے سے دوپٹہ جمائے خوبصورت نقوش کی مالک وہ بڑی پھرتی سے ہاتھ چلاتی روٹیاں بنا رہی تھی اور ساتھ ہی دوسرے چولہے پر چائے کے لئے گرم پانی رکھا ہوا تھا۔۔

تیکھی چھوٹی سی ناک اوپر سے بار بار اپنے دوپٹے کو سر پر جماتی وہ کچھ لمحوں کے لئے عالم کو ساکت کر گئی تھی۔۔اسکے بالوں کی آوارہ لٹیں بار بار چہرے پر آتے اسکے کم میں خلل ڈال رہی تھی۔۔

عالم نے جلدی سے اپنی نظریں اسکے وجود سے پھیر لی تھی کیوں کہ یہ جگہ زلیخا کی تھی۔۔۔نینا خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی تھی اسے کوئی بھی پہلی نظر میں دیکھتے پسند کر سکتا تھا۔۔۔

عالم نے سوچ لیا تھا وہ اسکے گھر والوں سے بات کر کے اسکے لئے ایک مناسب رشتہ ڈھونڈ کر دے گا تا کہ وہ اسکی راہ میں نا بیٹھے کیوں کہ وہ دل سے اب زلیخا کو اونی بیوی مان چکا تھا۔۔

دوسری شادی کرنے کا وہ بلکل قائل نہیں تھا اس لئے وہ نینا شاہ کو کوئی امید کی ڈور نہیں پکڑانا چاہتا تھا۔۔

نینا نے اسے پلٹتے دیکھا تو جلدی سے اسے مخاطب کر بیٹھی۔۔

آپ۔۔۔آپ ناشتہ تو کر لیں۔۔وہ بولتے ہوئے کافی ہچکچا رہی تھی شرم سے اسکے گال لال ہو چکے تھے جنکو دیکھتے عالم کو نئے سرے سے اس لڑکی ور غصّہ آرہا تھا وہ کیوں اس سراب کے پیچھے تھی؟اسے کچھ بھی نہیں ملنے والا تھا وہ خالی ہاتھ رہ جانے والی تھی۔۔

لیکن اس میں اسکا بھی قصور نا تھا اگر اسے عالم کے نکاح کے بارے میں پتا ہوتا تو وہ عالم جیسے شخص کی شکل تک دیکھنا گوارا نہ کرتی لیکن وہ اس سب سے بے خبر تھی۔۔

لے اؤ میں باہر ہی ہوں اور اپنے دوپٹے کو صحیح سے سر پر ٹکا کر رکھو۔۔وہ اسے تنبہی کرتا خود کھانے کی میز پر جا کر بیٹھ چکا تھا۔۔

جی میں ابھی آئی۔۔وہ تو اسکی اتنی سی پرواہ سے ہی خوش ہو گئی تھی اسکا ماننا تھا مرد وہی ہے جو اپنے گھر کی لڑکیوں کے سر سے دوپٹہ نہ اترنے دے اور وہ بھی یہی کر رہا تھا۔۔

زلیخا نے تین پراٹھے ایک گرم دودھ کا گلاس ایک کپ چائے تین فرائی انڈے اور دو بوئل انڈوں کے ساتھ جوس اور پانی کا جگ لا کر اسکے سامنے رکھا تھا۔۔

عالم نے ایک نظر ناشتے کو دیکھا اور داد دیتی نگاہ اس پر اٹھا کر وہ جلدی سے ناشتہ کرنے میں مگن ہو چکا تھا۔۔

زلیخا اسے ناشتہ کرتے دیکھ خود باورچی خانے کو سمیٹنے چلی گئی تھی۔۔

انکو گھر آتے آتے شام ہو چکی تھی شجر خان نے ایک نظر باہر دیکھا تو بارش ابھی بھی جاری تھی۔

شام بھی رات کا سا سماں پیش کر رہی تھی اسنے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی خجستہ پر ڈالی تھی جو گم صم سی باہر برستی بارش سے بے نیاز اپنے ہاتھوں کو گھورے جا رہی تھی۔۔۔

شجر خان کو وہ رات یاد آئی تھی جب یوں ہی ایک بار بن موسم بارش برسی تھی۔۔

خجستہ کھڑکی میں کھڑی باہر کے نظارے کرنے میں مصروف تھی جب شجر خان نہا کر باتھروم سے باہر آیا تھا۔۔

خجستہ کو دیکھتے اسنے تولیہ بستر پر اچھالا تھا اور بہت ہی اچانک سے خجستہ کے دونوں ہاتھوں کو قابو کرتے اسکی کمر کھڑکی سے لگاتے وہ وہ اسکو لبوں سے خود کو سیراب کرنے لگا تھا۔۔۔

اسکے عمل میں ٹھہراؤ نہیں تھا بلکہ وہ اس میں پوری طرح گم ہو چکا تھا شجر نے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی گردن کے گرد لپیٹتے ایک ہاتھ سے اسے بازوؤں میں بھرا تھا جب کہ اسکا عمل ہنوز برقرار تھا۔۔
اسنے خجستہ کو بستر پر ڈالتے چند لمحوں کی مہلت دیتے اسکے لبوں کو آزادی بخشی تھی۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسے غصّے اور افسوس سے گھورنے لگی تھی۔۔ بتمیز انسان باہر اتنی اچھی بارش برس رہی ہے پہلے تو مجھے باہر جانے نہیں دیا اور اب یہ سب۔۔۔

لگتا ہے تمہیں بس ایک ہی کام کا شوق ہے پتا نہیں کیسے گاؤں کے سردار ہو تمہارا بس چلے تو نہ خود بستر سے نکلو اور نا مجھے نکلنے دو۔۔

اب جانے دو مجھے باہر مجھے بارش میں نہانا ہے۔۔

باہر برستی بارش میں نہانے کا وہ مزہ نہیں جو میری قربت کی بارش میں نہانے کا ہے کہو تو شروع کروں پھر اپنی محبت اور جنون خیزی کی بارش وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس پر پانی گرتے بولا تھا ۔۔

خجستہ فقط اس شاطر انسان کو گھور کر رہ گئی تھی جو کہ بلاوجہ اسکے ساتھ فری ہو رہا تھا وہ جنتو تھی اسکے پاس ہر سوال کا جواب پہلے ہی موجود ہو گا اس لئے اس سے زیادہ الجھ نہیں رہی تھی۔۔

خجستہ کو خاموش دیکھتے اسکی رگ ظرافت بھڑکی تھی ویسے تم جیسی قاتل اداؤں والی بیوی جسکے پاس ہو وہ بندہ ناکارا ہی کہلائے گا۔۔۔ خود مجھے بہکا کر خود کی طرف راغب کرتی ہو پھر آخر میں سارا الزام میرے سر ڈال دیتی ہو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی وہ شریر ہوا تھا۔۔

جب کہ اسکی باتیں سنتی خجستہ کانوں تک لال سرخ ہو چکی تھی۔۔ اسکے بالوں سے نکلتا پانی خجستہ کی آنکھوں اور چہرے پر گر رہا تھا جو اسے اور دلکش بنا رہا تھا۔۔

اس کی بھیگی پلکیں اور سرخ چہرہ اس کے جزبات کو بہت بری طرح بہکا گیا۔وہ مخمور پر تپش نگاہوں سے اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھتا رہا۔

"خجستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ،،اس نے اس کی بھیگی پلکوں کو چھو کر معنی خیزی سے کہا۔

"خجستہ نہیں پیوستہ ہوتا ہے جاہل آدمی،،

"ہاں تو خجستہ شجر میں پیوستہ رہے گی تو میرے بچوں کی کوئی امید بہار آئے گی ناں،،

وہ چڑانے والے انداز میں مسکراتے ہوئے اس کے گال کو اپنے پر حدت لبوں سے چھو کر بولا تو خجستہ کا چہرہ اس کی اس قدر بے باک بات پر بھانپ چھوڑنے لگا

تم ایک نمبر کے فضول آدمی ہو یہ مجھے پتا چل چکا ہے اب مجھے باہر جانے دو۔۔

اچھا ٹھیک ہے جانے دوں گا لیکن اسکی فیس بھرنی پڑے گی۔۔

میرا شوہر وڈیرہ ہے میرے وڈیرہ سائیں فیس بھر دے گے۔۔۔

یہ بھی ٹھیک کہا شوہر وڈیرہ ہے تو اسے ہی فیس بھرنی چاہیے یہ کہتے اسنے خجستہ کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔۔
شجر خان کی داڑھی کی چبھن محسوس کرتے
خجستہ نے اپنی آنکھیں بند کرلی تھی اسکے دونوں ہاتھ شجر خان کے قبضے میں تھے وہ جانتی تھی اب شجر خان اپنی مان مانی کر کے ہی اسکی جان چھوڑے گا

لمحے گزرنے لگے تھے لیکن کمرے میں ہنوز معنی خیز خاموشی تھی۔۔ شجر خان نے اسکے گلال چھوڑتے چہرے کو دیکھتے اپنے لب اسکے دائیں گال پر رکھے تھے اور پھر یہی عمل بائیں گال پر بھی کیا تھا وہ اپنی داڑھی جب اسکے گال کے ساتھ رب کرتا تو خجستہ کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی تھی اور وہ دیوانہ تھا اس ہنسی کا۔۔

جان ابھی کے لئے چھوڑ رہا ہوں لیکن اگلے ایک گھنٹے میں تم مجھے واپس کمرے میں نظر اؤ ورنہ میں باہر آیا تو۔۔۔ وہ معنی خیزی سے اونی بات ادھوری ہی چھوڑ گیا تھا۔۔

جاؤں گی پتا نہیں کیا ہو جاتا ہے تمہیں کیسے میں بھاگ جاؤں گی کہی۔۔ وہ منہ بنا کر بولتی اگلے ہی لمحے جان خلاصی پر جلدی سے بالکنی میں جاچکی تھی۔۔

مجھے تم سے عشق ہوا ہے اور اس عشق نے وڈیرہ نکما کر دیا ہے وہ پیچھے سے ہانک لگاتا قہقہہ لگا اٹھا تھا
۔۔

خجستہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔

تیز اور ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے بارش کا رخ شجر خان کی سمت ہوا تھا وہ بے ساختہ ماضی سے نکلتے حال میں آیا تھا۔۔

منظر بدل چکا تھا بارش آج بھی ہو رہی تھی وہ دونوں آج ایک ساتھ سفر بھی کر رہے تھے لیکن اگر شجر خان نے جلد بازی میں ایک غلط قدم نہ اٹھایا ہوتا تو آج یہ سفر سوگوار ہونے کے بجائے کافی خوشگوار اور یادگار ہوتا۔۔ شجر خان نے خجستہ کو دیکھتے ایک سانس خارج کی تھی۔۔

اگے ابھی بہت سے امتحان باقی تھے اگر وہ پاس ہو گیا تو زندگی پر سکون گزرنے والی تھی اور اگر ناکام ہو جاتا تو۔۔۔ خوشیاں اور خجستہ دونوں ہی پانی کی مانند ہاتھ سے پھسل جاتی۔۔۔ اب اسے صبر سے کام لینا تھا ورنہ وہ کبھی سب کچھ ٹھیک نہ کر پاتا لیکن اس میں ایک صبر ہی تو نہ تھا اسی کی وجہ سے تو یہ سب ہوا تھا۔۔

اچانک۔راستے میں گاڑی ایک جھٹکے سے رکی رہی شائد گاڑی میں کوئی خرابی آچکی تھی۔۔ خجستہ کا سر اس سے پہلے ڈیش بورڈ سے ٹکراتا شجر خان نے اسکے ماتھے کے اگے اپنا ہاتھ کر لیا تھا۔۔

خجستہ نے ڈر کر آنکھیں میچ لی تھی لیکن جب کچھ بھی محسوس نہ ہوا تو جلدی سے آنکھیں کھولتے اسنے شجر خان کے ہاتھ کو کسی اچھوت کی طرح خود سے پرے جھٹکا تھا اسکے چہرے پر کراہیت بھرے تاثرات چھا چکے تھے۔۔

خجستہ کی اس حرکت سے شجر خان کا خون کھول اٹھا تھا لیکن جو وہ کر چکا تھا اس پر خجستہ کا ایسا تاثر بنتا تھا۔۔۔

اس لئے وہ خاموش ہو چکا تھا اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ خجستہ کے اس عمل کی اسے بھرپور سزا دیتا لیکن ابھی اسے اپنے غصّے ور قابو رکھنا تھا جسکی وجہ سے وہ پہلے ہی بہت نقصان اٹھا چکا تھا۔۔

میں دیکھتا ہوں کیا مسلہ ہوا ہے شجر اس سے کہتے گاڑی سے نیچے اترا تھا جب کہ خجستہ سن کر بھی ان سنا کر چکی تھی اسے اب فرق نہیں پڑتا تھا وہ تو خود کو ایک زندہ لاش تصور کر رہی تھی۔۔ باہر برستی بارش اپنے ہاتھ باہر نکلتے اسنے پانی بھرنے کی کوشش کی تھی لیکن پانی اسکے ہاتھوں سے پھسلتا

زمین پر گرتا جارہا تھا وہ بڑے غور سے بارش کے پانی کو گڑھوں اور دوسری طرف جاتا دیکھ رہی تھی۔۔

یہ بارش کا پانی آسمان سے گر کر ان گڑھوں میں بھرتا جارہا ہے درختوں کو سیر اب کر رہا ہے۔۔ اگر یہ بارش مسلسل ہوتی رہے تو طوفان کی شکل اختیار کرتے انھیں درختوں کو بہالے جائیگا۔۔

میرے ساتھ بھی تو یہی ہوا ہے جیسے یہ پانی میرے ہاتھوں سے پھسل گیا ویسے ہی میری قسمت سے بھی سب کچھ مٹ چکا ہے یا شائد اتنا دھندلا ہو چکا ہے کے صاف کرنے سے بھی صاف نہیں ہو پارہا۔۔

کیا میری زندگی میں خوشیاں نہیں ہیں؟ اگر شجر خان میرے لئے صحیح نہیں تھا کیوں آیا وہ میری زندگی میں؟ ہاں۔۔ وہ مجھ سے پیار تھوڑی کرتا تھا وہ تو ڈرامہ تھا اسنے کہا تھا وہ مجھے مجبور کر دے گا پیار کرنے کے لئے اور جب میں مجبور ہو گئی تو کتنی آسانی سے اسنے اپنے ایک تھپڑ کا بدلہ اپنے ہی بچے کو اس دنیا میں انے سے پہلے ہی چھین کر لے لیا۔۔

اسکی شدتیں تو اپنا بدلہ پورا کرنے کے لئے تھی اور میں کیا سمجھتی رہی وہ خود پر تلخی سے ہنسی تھی ۔۔لیکن اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہ گرا تھا وہ بے حس ہو چکی تھی پتھر کی مورت کی طرح یا پھر شائد یہی اسکے درد کی انتہا تھی۔۔۔

شجر نے باہر اکر دیکھا تو مسلسل گاڑی چلانے کی وجہ سے اسکا انجن گرم ہو چکا تھا بارش برس رہی تھی اس لئے تھوڑی ہی دیر میں انجن ٹھنڈا ہو گیا تھا۔۔

شجر خان نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ سمبھالی اور گاڑی سیدھا جا کر حویلی کے باہر ہی روکی تھی اس دوران خجستہ بلکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

شیر خان نے اکر اسکی طرف کا دروازہ کھولا تھا شجر خان نے اگے بڑھتے خجستہ کے لئے دروازہ کھولا اس سے پہلے وہ اسکی طرف ہاتھ کرتا وہ اسے نظر انداز کرتی اگے جانے لگی تھی کہ شجر خان نے اسکے کندھے کے گرد گرفت مظبوط کرتے اسے لیتے حویلی میں داخل ہوا تھا جہاں مورے اسی وقت خجستہ کے پاس آئی تھی اور اسکے گلے لگ کر رونے لگی تھی کہاں چلی گئی تھی میری بچی ہم کتنا پریشان تھے۔۔

جب کے وہ انکے سینے سے لگی بلکل خاموش تھی خانم بی نے اسکا رخ اپنی طرف کیا تھا اسکا چاند سا چہرہ اب مرجھا چکا تھا چہرہ پیلا پڑ رہا تھا اسکے ہاتھوں اور گردن پر نشان دیکھتے انھوں مے جن نظروں سے شجر خان کو دیکھا تھا وہ نظریں چرا گیا تھا البتہ خجستہ نے اپنے منہ سے ایک حرف تک نا ادا کیا تھا۔۔

اسد خان تو چہرہ موڑ کر کھڑے ہوئے تھے۔۔

جمیلہ۔۔ خجستہ بچے کو میرے کمرے میں لیکر جاؤ اور اسکا ضروری سامان شجر کے کمرے سے نکال کر میرے کمرے میں رکھ دو اب سے یہ جب تک صحیح نہیں ہو جاتی میرے پاس ہی رہے گی۔۔ خانم نے اپنا حکم جاری کیا تھا۔۔

جج۔۔۔جی۔۔ جمیلہ تو شجر خان کو خود کو گھورتا پا کر گھگھیا گئی تھی۔۔

سنا نہیں کیا کہا ہے ہم نے ؟اس بار خانم۔ رو عب سے بولی تھی۔۔

جمیلہ اسی وقت وہاں سے بھاگی تھی۔۔

شجر خان نے اس وقت کچھ بھی کہنا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ معاملے کی نزاکت کو دیکھتے خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔بے چینی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔

خانم نے خجستہ کو دوائی دے کر سلادیا تھا لیکن اسکی حالت انہیں بہت کچھ سمجھا گئی تھی اب وہ شجر خان سے بات کرنے خود اسکے کمرے میں جا پہنچی تھی

مرد کی اولاد ہو تو مجھے حرف با حرف سچ اپنے منہ سے بتادو اگر مجھے باہر سے پتا لگا تو جو میں اس رشتے کے ساتھ کروں گی وہ تم سے برداشت نہیں ہو گا وہ غصّے سے بولی تھی۔۔۔ شجر خان نے مجرموں کی طرح ہاتھ باندھتے تمہید باندھنی چاہی تھی۔۔

ڈر کیوں رہے ہو؟ یہ سب کرتے ہوئے تو ڈر نہ لگا تم اور اب بتاتے ہوئے ڈر رہے ہو واہ شجر خان واہ۔۔وہ تالی بجاتے بولی تھی۔۔

شجر خان نے انکو خجستہ کے ملنے اور غصّے میں اکر اپنے کئے برتاؤ کے بارے میں بتایا تھا اتنا سن کر ہی انکا پارہ چڑھ چکا تھا۔۔۔
ذرا شرم نا آئی تمہیں ایک عورت ذات پر اپنی بہادری دیکھاتے ہوئے؟ وہ غصّے سے غرائی تھی
۔۔

جب شجر خان نے انکو خجستہ کے میسکیرج کا بتایا تو وہ حیرت سے گنگ اسکی شکل دیکھنے لگی تھی جوان سے نظریں چرا رہا تھا۔۔

دروازے میں کھڑی اسکی ماں نے بے ساختہ اپنا دوپٹہ منہ پر رکھتے اپنی ہچکی روکی تھی اور اسد خان تو اپنے سپوت کو دیکھ رہے تھے جو غصّے میں اپنی ہی اولاد کو مار چکا تھا۔۔

خانم نے اسکی بات پوری ہوتے ہی اپنی قوت سے اسکے منہ پر تمانچہ مارا تھا۔۔

شرم آرہی ہے ہمیں تم پر شجر خان شرم تم ہمارا غرور تھے اور آج اسی غرور کو تم نے توڑ کر چکنا چور کر دیا ہے۔۔

تم نے اپنے باپ کی طرف دیکھا ہے کبھی اسنے بھی تمہاری ماں سے محبت کی تھی وہ آج بھی کرتا ہے سب اسے لاکھ ظالم کہیں لیکن وہ تمہاری طرح بے غیرت نہیں۔۔

اسد خان بھی کمرے میں آچکے تھے۔۔ یہ خبیث ہمارا بچا نہیں ہو سکتا آرمینا بیگم کہی کیس کے وقت بچوں کا ادلہ بدلی تو نہیں ہو گیا تھا؟

اور تم خانہ خراب بے غیرت۔۔ کس پر چلا گیا؟ میرا نام خراب کر دیا اپنا ہی بچے کو قتل کر دیا۔۔او بے وقوف عورت ایک پھول کی طرح ہوتا ہے اسکو اگر زور سے۔ پکڑے گا تو ٹوٹ جائیگا اور پھر کبھی جڑ نہیں پائیگا۔۔

ہمکو نہیں پسند تمنے چھوٹی ذات کا لڑکی سے نکاح بنایا لیکن تمہارا تو بیوی تھا ہم کو تم کو کہتا ہوئے بھی شرم آتا ہے۔۔ خبیث کہی کا دفع ہو جاؤ یہاں سے اور جب تک تمہارا بیوی پوری طرح سے نہیں صحیح نہیں ہو جاتا اپنا شکل مت دکھانا اس گھر میں۔۔اسد خان غصّے سے آگ بگولہ ہوتے اسے گھر سے نکال چکے تھے۔۔

ایک طرح سے خجستہ کے حق میں بہتر تھا وہ گھر سے باہر رہتا تو اسکے زخم جلدی بھرتے۔۔اوپر سے ظالم نظر انے والے اسد خان دل کے نرم تھے انکو آرمینا خان سے محبت تھی اس لئے انکو پتا تھا محبت کرنے والوں کا کیسے خیال رکھا جاتا ہے۔۔

خانم بی کمرے میں آئی تو خجستہ سو رہی تھی وہ بھی آرام سے سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔۔

زلیخا کو سارے معاملے کی خبر لگ چکی تھی اسے خجستہ پر ترس تو آیا لیکن وہ اپنے منصوبے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔۔

عالم نے ناشتہ کرتے برتن اٹھا کر کچن میں رکھے تھے۔۔ آپ مجھے آواز دے دیتے میں رکھ دیتی ۔۔ نینا اسے دیکھتے بولے بغیر نہ رہ سکی۔۔

کیوں میرا گھر ہے اور ویسے بھی روز یہ کام میں خود ہی کرتا ہوں میری عادتیں خراب مت کرو ۔۔ تم ہمیشہ تو یہاں رہنے والی نہیں۔۔ عالم نے اسے دیکھتے ذرا طنزیہ لہجہ اپناتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نینا کا چہرہ اس بات پر شرمندگی سے سرخ ہوا تھا۔۔ نہیں میں تو بس۔۔
تم ذرا اپنے گھر پر بھی دھیان دیا کرو میں نہیں ہوتا تب تو ٹھیک ہے مورے کے پاس کسی کا ہونا ضروری ہے لیکن جب میں گھر پر ہوتا ہوں تب کوشش کیا کرو یہاں نا آیا کرو کیوں کہ اب تمہارے رشتے آنا شروع ہو چکے ہیں یہ نا ہو بعد میں تمہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔

دیکھو میں یہ نہیں کہہ رہا تم بری لڑکی ہو۔۔ نہیں بلکہ بہت اچھی لڑکی ہو لیکن لوگوں کا کام ہے باتیں بنانا اور تم انکو باتیں بنانے کا موقع مت دو۔۔ میں جانتا ہوں ہمارے بیچ ایسا کچھ نہیں ہے لیکن لوگ یہ نہیں جانتے عالم نے اسکا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اسے معاملے کی سنگینی کا احساس کروایا تھا اور وہ کہہ بھی تو صحیح رہا تھا۔۔

اسنے اپنی باتوں سے اس پر واضح کر دیا تھا کہ اسکے دل میں نینا کے لئے کچھ بھی ایسا ویسا نہیں ہے۔۔

عالم اپنی بات کہہ کر رکا نہیں تھا وہ جا چکا تھا نینا شاہ کا دل توڑ کر کرچی کرچی کرتے وہ جا چکا تھا نینا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھی وہ جلدی سے مڑتی پانی کے چھینٹے اپنے چہرے پر مارتے خود کو رونے سے بعض رکھ رہی تھی لیکن آنسو اس سے بغاوت کر رہے تھے۔۔

بچپن سے محرومیاں دیکھتے اب اسے لگا تھا کہ عالم ایک ایسا شجر ہے جو اسے اپنی چھاؤں دیگا لیکن وہ غلط ثابت ہوئی تھی وہ تو اسے اپنے لفظوں سے دھتکار چکا تھا۔۔
نینا کے ماں باپ کا بچپن میں ہی انتقال ہو چکا تھا اب وہ اپنے چچا چچی کے ساتھ رہتی تھی اسکی چچی تو بہت اچھی تھی لیکن چچا ذرا غصّے کے تیز تھے۔۔

وہ اسے خود پر بوجھ سمجھتے تھے جب کہ انکی کوئی اولاد بھی نہ تھی پھر بھی اپنے بھائی کی بیٹی کو وہ بوجھ ہی سمجھتے ارہے تھے۔۔نینا انکے سامنے کم ہی جاتی تھی۔۔

جب سے عالم اپنی ماں کے ساتھ یہاں آیا تھا وہ اکثر اسکی ماں کے بہانے یہاں آجایا کرتی تھی اور انکے کام کر دیا کرتی تھی۔۔اور کب وہ عالم سے محبت کر بیٹھی اسے خبر ہی نہ ہوئی

شجر خان ڈیرے پر آگیا تھا وہ حقہ پکڑے اسکے گہرے گہرے کش لے رہا تھا اسکا غصّہ تھا کہ کم ہونے پر ہی نہیں آرہا تھا۔۔

سب سے زیادہ تکلیف دہ بات ہی یہ تھی کہ جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں غلطی کسی اور کی نہیں سراسر اسکی اپنی تھی۔۔۔

دھوئیں کے مرگولے ہوا میں اڑاتے وہ ان میں خجستہ کا عکس بنتے دیکھ رہا تھا اس میں وہ بہادر بن کر وڈکے سامنے ڈٹ کر کھڑی تھی اسکی آنکھوں کے سحر میں ابھی تک وہ جکڑا ہوا تھا۔۔کہ دوسرا عکس نمودار ہوا تھا جس میں وہ ہنستی کھلکھلاتی اسکی قربت میں سمٹ رہی تھی۔۔اسکی ہنسی دیکھتے شجر خان کے لبوں کی تراش میں بھی ہنسی گھل گئی تھی۔

ایک اور عکس نمودار ہوا تھا جس میں وہ روتی ہوئی اپنے دفع میں بولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن شجر خان اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر اسے سخت گرفت میں لئے اس پر دیوانگی کی ہر حد پار کرتا جا رہا تھا۔۔

آخری عکس کو دیکھتے ہی شجر خان کے دل میں شدید درد اٹھا تھا اسنے اٹھا کر حقے ہو اس عکس کی سمت اچھالا تھا وہ اپنا بھیانک چہرہ اور خجستہ کا قرب زدہ چہرہ دیکھتے تکلیف سے تڑپ اٹھا تھا۔۔

کیوں کیوں نہیں رہتا میرا خود پر قابو کیوں کرتا ہوں میں ہمیشہ ایسا۔۔۔ خود ہی ہونے غصّے میں اپنا نقصان کر بیٹھتا ہوں۔۔

وہ مجھ سے محبت کرتی تھی ہاں میں جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن میں اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔ نہیں کرتا تھا میں اس سے محبت۔۔۔
میں تو اس سے عشق کرتا تھا پھر کیوں کر بیٹھا میں ہونے ہی عشق کو ناراض وہ اپنے اندر کے درد کو برداشت نہ کرتے ہوئے مسلسل دیوار پر مکے برساتے خود سے ہی نفرت بیان کر رہا تھا۔۔۔

میں کس منہ سے جاؤں اسکے پاس معافی مانگنے کس منہ سے جاؤں۔۔ وہ روتے ہوئے زمین پر ڈھ سا گیا تھا۔۔ شکستہ حال وہ کہی سے بھی اس گاؤں کا وڈیرہ سردار شجر خان نہیں لگ رہا تھا۔۔

اسکے ہاتھ زخمی ہو چکے تھے لیکن اسے انکی پرواہ ہی کب تھی۔۔

میرے اس دل کو سکون نہیں مل رہا ہے نہیں مل رہا میرے اس تڑپتے دل کو سکوں میں کہا جاؤں کہا سکون تلاش کروں یا میرے مولا رحم کر مجھے معاف کر دے میں گناہگار ہوں لیکن اس سے دوری میری جان پر بن رہی ہے۔۔

جب تکلیف حد سے سوا ہوئی تو وہ ہونے آنسو صاف کرتے اپنی لال سرخ آنکھیں لئے بکھرا حلیہ لیے حویلی کی طرف بڑھا تھا رات کا آخری پہر چل رہا تھا سب لوگ میٹھی نیند سو رہے تھے۔۔

وہ اپنے کمرے میں آیا تو خالی کمرہ اسکا منہ چڑا رہا تھا۔۔وہ غصّے اور بے چینی سے تن فن کرتا خانم بی کے کمرے کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ دشمن جاں دوائیوں کے زیر اثر آرام کر رہی تھی۔۔

اسنے نوٹ کیا تھا جب سے اسے بچے کے بارے میں پتا لگا تھا تب سے وہ ایک بار روئی تک نہ تھی نجانے کتنا درد وہ اپنے اندر دبائے بیٹھی تھی۔۔

شائد اسکا بھروسہ اب سب پر سے اٹھ گیا تھا۔۔ شجر خان اسکے قریب گیا تھا اور دوزانوں ہو کر بیٹھتے اسکا چہرہ دیکھنے لگا تھا جو کہ ایک ہی دن میں کملا کر رہ گیا تھا اور وجہ وہ خود تھا۔۔

کتنی ہی دیر وہ اسکے چہرے کو تکتے اپنے دہکتے دل کو پر سکون کرتا رہا تھا۔۔ خانم بی کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ وہاں سے جا چکا تھا جس خاموشی سے وہ آیا تھا اسی خاموشی سے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

صبح ناشتے پر سب موجود تھے خانم بی نے خجستہ کو خود اپنے کمرے میں ہی ناشتہ کروایا تھا مورے بھی اسکے پاس آ کر بیٹھتے اسکی دلجوئی کرتی رہی تھی لیکن وہ کسی کو بھی ہاں ہوں کے علاوہ جواب نہیں دے رہی تھی اسکے منہ پر تو جیسے قفل لگ چکا تھا۔۔

خانم بی اور مورے نے جب اسکے جسم کے اندرونی حصّوں پر تشدد کے نشانات دیکھے تو دونوں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرا گئی تھی خانم بی کو تو شجر خان پر اس قدر غصّہ تھا کہ وہ سامنے ہوتا تو اسکو بھی ایسی ہی تکلیف سے دوچار کرتی۔۔

شیر خان۔۔۔

خانم بی نے شیر خان کو آواز لگائی تھی شجر خان سے کہو خانم بی نے اسے بیٹھک میں یاد کیا ہے۔۔

اور جمیلہ کو بلوا کر اپنا مطلوبہ سامان لیکر وہ وہ بیٹھک میں بیٹھی غصّے سے بھری شجر خان کا انتظار کر رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی شجر خان انکے سامنے موجود تھا انہوں نے سر کے اشارے سے شیر خان کو باہر جانے کا اشارہ کیا اور جمیلہ کو کہلوا کر خجستہ کو بلوایا تھا جو شجر خان کو پوری طرح نظر انداز کرتے خانم بی کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی اسکے چہرے پر ابھی بھی کوئی تاثر نہیں تھا۔۔

خانم بی نے وہ بیلٹ اٹھایا تھا اور شجر خان کے جسم پر ایک زوردار ضرب لگائی تھی اس دوران شجر خان کی نظریں بس خجستہ پر ہی ٹکی ہوئی تھی جو بلکل خاموش تھی جیسے وہاں کچھ ہو ہی نہ رہا ہو۔۔

شجر خان کے منہ سے ایک اُف تک نہ نکلی تھی وہ خاموشی سے مار کھاتا رہا تھا۔۔اسکے زخموں پر جب دوبارہ سے وہی بیلٹ پڑا تو اسکے منہ سے ایک کراہ آہ کی صورت نکلی تھی۔۔

وہ محسوس کر رہا تھا کہ اسنے خجستہ کے ساتھ ظلم کی ہر حد پار کی تھی۔۔اور اب بھی وہ دعوادار تھا کہ وہ اس سے عشق کرتا ہے۔۔

خجستہ نے کوئی تاثر نہیں دیا تھا بلکہ وہ یک ٹک سامنے موجود دیوار کو گھورے جا رہی تھی اسکے بعد ایک پل کے لئے شجر خان کو لگا جیسے خجستہ مسکرائی ہو لیکن اسنے اسے اپنا وہم جانتے اپنا سر دوبارہ جھکا لیا تھا۔

اسے جسم میں شدید تکلیف کا احساس ہو رہا تھا جیسے زخموں پر کسی نے مرچی مل دی ہو۔۔ خانم بی مار مار کر ہانپ چکی تھی انہوں نے بیلٹ ایک طرف پھینکا تھا اور خجستہ کو دیکھا تھا جسکی نظریں دوسری طرف تھی۔۔

جمیلہ نے فوراً سے پانی انکے اگے کیا تھا۔۔ دیکھ لو اسے وہ تمہیں مار کھاتا ہوا نہیں دیکھ سکتی اس لئے چہرہ دوسری طرف موڑ چکی ہے اور تم؟ تھو ہے تم پر شجر خان تم نے ہماری عزت کو خاک کر دیا ہے۔۔۔ وہ غم و غصّے اور تنفر سے بولی تھی۔۔

احساس ہوا کس قدر تکلیف دے چکے ہو تم خجستہ کو اسے ظاہری مار نے نہیں مارا ہے یہ ظاہری زخم تو بھر جائیگے لیکن اسکی جو کوکھ تم اجاڑ چکے ہو نہ اسکا بھگتان تم کبھی نہیں کر پاؤ گے۔۔ انہیں نے کہتے جمیلہ کو اشارہ کیا تھا جو خجستہ کو وہاں سے لے جا چکی تھی۔۔

وہ خود بھی وہاں سے باہر چلی گئی تھی پیچھے شجر خان ویسے ہی جھکے سر کے ساتھ زمین پر بیٹھا رہ گیا تھا۔۔ مورے بھاگتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی اور اسکی حالت دیکھتے اسے اپنے تڑپتے سینے سے لگاتے بے تحاشا رو دی تھی۔۔

شجر خان کو بھی سہارا مل چکا تھا وہ انکی گود میں سر رکھے بچوں کی طرح رو دیا تھا۔۔ مورے مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔ اسے کہو ایک آخری بار مجھے معاف کر دے میں اسکا غلام بن کر رہوں گا بس ایک بار وہ مجھے معاف کر دے۔۔ میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا مورے میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا ۔۔۔ وہ روتے ہوئے ایک ہی بات کی رٹ لگائے ہوا تھا۔۔

مورے نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کی تھی وہ وہی فرش پر پڑا سو چکا تھا آرمینا بیگم نے اسکے زخموں پر ٹیوب لگا کر اسے اپنے ساتھ لگایا تھا اور سہارا دے کر اسکے کمرے تک پہنچایا تھا اسد خان کھڑے سب کچھ دیکھ رہے تھے لیکن وہ اسکی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھے تھے اسنے جو کیا تھا اسکی سزا اسے ملنا ضروری تھی ورنہ وہ اور خود سر ہو جاتا۔۔

انہوں نے سر جھٹکا اور کمرے میں چلے گئے آرمینا بیگم نے انکو کھڑا دیکھ لیا تھا لیکن وہ اپنے شوہر کی طرح سخت دل نہ تھی وہ جانتی تھی غلطی شجر خان کی ہے لیکن وہ ماں تھی اپنے لخت جگر کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

انہوں نے اسکے اوپر چادر دیتے کمرے کی بتی بجھائی تھی اور خود باہر چلی گئیں تھی

خجستہ بستر پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی لیکن اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اسے اپناوجود بہت خالی خالی سامحسوس ہو رہا تھا۔۔

آج تک میں بہادر بن کر رہی ہوں لیکن کیاپتاتھامیرا آج مجھے اس طرح سے توڑے گا۔۔

شجر خان نے جو کیاہے اسکی سزا یہی ہے کہ وہ میری شکل دیکھنے کو بھی ترس جائے۔۔ یہ کہتے اسنے قہقہہ لگایا تھا۔۔

میں بھی عجیب پاگل ہوں رہنے کے لئے چھت نہیں اور چلی ہوں اس گھر کو چھوڑ کر جانے کے خواب دیکھنے۔۔

اپنے وجود میں ہوتی تکلیف سے دوہری ہوتی وہ اٹھی تھی اور اکر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو کر دور آسمان پر موجود چاند کو دیکھنے لگی تھی۔۔

ایک آنسو چپکے سے اسکی آنکھ سے ٹوٹ کر گر چکا تھا۔۔ خجستہ نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھا تھا اس وقت وہ ذہنی اور جسمانی اذیت میں مبتلا تھی کہ کسی کو بتا بھی نا سکتی تھی۔۔

خانم کو لگتا تھا انہوں نے کوڑے سے شجر کو مار کر اسے سزا دے دی ہے اب کچھ دنوں میں وہ پچھتاوے میں رہے گا اور پھر وہ سدھر جائیگا۔۔جب کہ اسد خان نے خجستہ کے لوے جو قدم اٹھایا تھا اور اپنے بیٹے گھر سے نکال دیا تھا اسے اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔۔

وہ نک چڑھا پھر سے اسکے سامنے بڑی شان سے اکر کھڑا ہو جائیگا اور باقی سب بھی اسے معاف کر دے گے۔۔

شجر خان تم نے میرے ساتھ جو کیا وہ شائد میں بھلا دیتی لیکن جو تم نے اس معصوم جان کے ساتھ کیا اسکی سزا تمہیں ملے گی پھر چاہے اسکی معافی کے لئے تمہیں اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے لیکن تم مجھے اپنے معاملے میں کبھی نرم نہیں پاؤ گے خجستہ نے خود سے کہتے بیڈ پر جاتے وہاں کے سائیڈ والے دراز سے درد کی گولی نکالی تھی تھوڑی ہی دیر میں دوائی لینے کی وجہ سے اسے درد کا آرام اچکا تھا۔۔

خانم بی نے ایک نظر اسکے سوئے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا وہ تو کب کی جاگ رہی تھی۔۔

میرے بچے تمہارا دکھ بڑا ہے لیکن وقت ہر گھاؤ بھر دیتا ہے۔۔۔امید ہے تم جلد ہی شجر خان کو معاف کر دو گی میں خود غرض ہو رہی ہوں کیوں کہ میں نے اپنے بچے کی آنکھوں میں تمہارے

لئے محبت دیکھی ہے ایک بار اسے معاف کردوا گے سے مجھے یقین ہے۔ وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا اگر اس نے کیا بھی تو میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی اور تب میں تمہارا ساتھ دوں گی۔۔

چاہے اسکے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔۔۔ خانم بی نے اسکے بال سائیڈ پر کرتے اسکے ماتھے پر پیار کیا تھا۔۔ وہ اٹھی اور اپنے بچوں کی دائمی خوشی کے لئے نماز تہجد پڑھ کر روتے ہوئے اپنے رب سے دعا کرنے لگی انہوں نے کچھ مسنون دعائیں پڑھتے خجستہ کو پھونکا تھا اور خود بھی سونے کے لئے لیٹ گئی تھی۔۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزر رہا تھا آج اس واقعہ کو پورے دو مہینے گزر چکے تھے شجر کو خجستہ کا سامنا نہ ہونے کے ہی برابر تھا وہ بات الگ تھی کہ سب کے سونے کے بعد وہ ہر رات اس سے ملنے آتا تھا جسکی خبر اسکے باپ کو تھی لیکن وہ دیکھنا چاہتے تھے انکا بیٹا اپنی ایک غلطی سے کیا کچھ سیکھتا ہے۔۔

اس عرصے میں زلیخا سب سے گھل مل چکی تھی اسنے اپنی یاداشت نہ انے کا ڈرامہ ابھی تک جاری رکھا ہوا تھا اب وہ اپنے اصل منصوبے پر عمل کرنے والی تھی جو اجڑے ہوئے گھر کو ایک بار پھر سے تہس نہس کرنے والا تھا۔۔

خانم بی نے آرمینا بیگم اور اسد خان کو اپنے پاس بیٹھک میں بلوایا تھا۔۔

وہ دونوں خاموش بیٹھے خانم بی کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔دیکھو اسد خان زلیخا بیشک شجر خان کی منگ رہ چکی ہے لیکن اس عرصے میں جو کچھ بھی ہو چکا ہے اسکے بعد اب میں شجر خان کا رشتہ زلیخا سے کرنے کے حق میں نہیں ہیں اس لئے یہی بتانے کے لئے میں تم لوگوں کو یہاں بلوایا ہے کہ میں جلد اب زلیخا کے فرض سے سبقدوش ہونا چاہتی ہوں۔۔

لیکن خانم بی اپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں وہ منگ ہے شجر خان کی۔۔۔اسد کا خوں کھول اٹھا تھا یہ بات سنتے۔۔

ہاں بلکل صحیح کہا تم نے وہ منگ ہے شجر خان کی اسی شجر خان کی جو اسکی عزت تک کی حفاظت نہیں کر پایا اپنی منگ تو چھوڑ وہ تو اپنی بیوی کی عزت نہیں کرتا ایسے شخص کے ساتھ میں زلیخا کو باندھ کر ایک اور زندگی تباہ نہیں کروں گی۔۔

اس لئے تم ذرا اپنے جوش پر قابو رکھو ماں میں ہوں تمہاری تم میرے باپ مت بنو میں نے فیصلہ لے لیا ہے اور اب وہی ہو گا جو میں فیصلہ لے چکی ہوں۔۔ جسکو اعتراض ہے وہ اپنا اعتراض سمبھال کر رکھے۔۔

لیکن خانم بی یہ غلط ہے اسد خان نے پھر سے اپنے بیٹے کے حق میں کچھ کہنا چاہا تھا۔۔

اسد خان اپنی زبان کو لگام دو تم اس وقت اپنی ماں سے مخاطب ہو۔۔ خانم بی نے غصّے سے دھاڑتے کہا تھا اور دونوں پر ایک تنفر بھری نظر ڈال کر جاتے جاتے رک گئی تھی۔۔۔
امریز خاتون کو اپنے انداز میں سمجھا دینا اگر میں نے سمجھایا تو اسے بہت بھاری پڑے گا اور سب سے اہم بات میں نے پوچھا نہیں ہے کسی سے حکم دیا ہے اور اپنا فیصلہ سنایا ہے جسے اس فیصلے سے انکار ہے وہ یا تو کوئی حل بتائے یا پھر اپنا بوریا بستر اٹھائے اور چلا جائے یہاں سے ابھی میں زندہ ہوں اور حکم میرا ہی مانا جائیگا میرے مرنے کے بعد کرتے پھرنا جو دل کرے وہ کرنا خانم بی کہتے وہاں سے جا چکی تھی جب کہ اسد خان اپنی مٹھی کو بند کئے ضبط کی آخری حدوں کو چھو رہے تھے لیکن وہ بد اخلاق نہ تھے کہ اپنی ماں سے بدزبانی کرتے۔۔

ہو جاؤ خوش اور بتا دو اس گدھے کو کہ اپنی منگ کو بیاہ دے اپنے ہی ہاتھوں سے کسی غیر کو۔۔ اسد خان آرمینا بیگم پر غصّہ نکلتے جا چکے تھے۔۔ آرمینا بیگم کو خانم بی کا یہ فیصلہ پسند آیا تھا وہ تو خود بھی یہی چاہتی تھیں۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔میں یہ شادی تو ہر گز نہیں کروں گی ویسے بھی میں اب تک اس ڈرپوک عالم کے نکاح میں ہوں ویسے اب آئیگا اصلی مزہ کھیل اب شروع ہو چکا ہے ایک طرف خجستہ ہے تو دوسری طرف عالم مطلب ایک تیر سے دو نشانے۔۔واہ زلیخا کو پہلے تو یہ خبر سنتے غصّہ آیا تھا لیکن وہ ڈرامہ کر رہی تھی اس لئے اپنی نفرت کا اظہار نہیں کر سکتی تھی پر اب اسے یہ سب اپنے حق میں ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

خجستہ اپنے کمرے میں موجود تھی شجر خان آج کافی عرصے بعد گھر واپس آیا تھا اسے مورے نے بلوایا تھا اور زلیخا کے لئے کئے گئے فیصلے کے بارے میں اگاہ کیا تھا۔۔
اسے ان سب سے کوئی بھی مسلہ نہ تھا وہ تو راضی تھی بڑھی ہوئی شیو کندھے پر جھولتی اسکی شال ماتھے پر شکنوں کا جال وہ کہی سے بھی وہ پرانا والا شجر خان نہیں تھا وہ تو بلکل بدل چکا تھا ساری ساری رات وہ سکون حاصل کرنے کے لئے اس حرام مشروب کا استعمال کرتا تھا لیکن سکون اسے پھر بھی میسر نہ تھا۔۔

وہ کمرے کی طرف بڑھا تھا اسکا ایک ایک قدم من من بھر کا ہو چکا تھا۔۔اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسکا سامنا ہی کر سکے۔۔ لیکن آج نہیں تو کل یہ آمنا سامنا تو ہونا ہی تھا اسنے اپنے سوکھتے حلق کو تر کیا اور دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ اگے بڑھایا۔۔اسی وقت خجستہ کے الفاظ اسکے کانوں سے ٹکرائے تھے۔۔

چلے جاؤتم یہاں سے چلے جاؤ۔۔اگروہ آگیاتو وہ تمہیں بھی نہیں چھوڑے گا وہ ظالم ہے بہت ظالم ۔۔۔ نجستہ پاگلوں کی طرح دیوار کو دیکھتے اس سے باتیں کررہی تھی۔۔

میرے بچے ضد نہیں کرتے تمہارا باپ انسان نہیں جانور ہے اس لئے چلے جاؤ یہاں سے اگر اسے پتا چلا نہ کہ تم یہاں اتے ہو وہ تمہیں بھی ماردے گا۔۔ہاں ماردیگا وہ تمہیں بھی۔۔چلے جاؤ ۔۔وہ تخیل میں ہونے بچے سے مخاطب تھی اب وہ اسے وہاں سے جانے کا کہہ رہی تھی۔۔

شجرخان کے سینے میں دھڑکتا دل نجستہ کی یہ حالت دیکھتے ساکت ہوچکا تھا وہ بے یقینی سے بس نجستہ کو ہی دیکھے جارہا تھا جسنے اپنا حال بے حال کردیا تھا۔۔

تم دیکھنا اب میں اس سے بدلہ لوں گی میں کسی کے ساتھ بھاگ جاؤں گی دیکھنا وہ شیر خان ہے نہ وہ۔۔۔اس سے پہلے وہ اور کچھ کہتی کہ شجرخان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور وہ ایک ہی جست مو نجستہ کے پاس جاتے ایک ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے اسے اپنے بے حد قریب کر گیا تھا اسنے نجستہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے گہری سانسیں بھرنا شروع کی تھی جب کہ نجستہ تو بلکل ساکن ہوچکی تھی اسکے دماغ میں تو دو مہینے پہلے کا منظر گردش کرنے لگا تھا جسے سوچتے اسکا جسم کپکپا اٹھا تھا وہ حرکت کرنے سے انکاری تھی

زلیخانے سب سے نظریں بچا کر شیر خان کو اشارہ کیا تھا جسنے اشارہ سمجھتے اپنی چار انگلیاں اسے دکھا کر اوپر کا اشارہ کیا تھا۔۔

مطلب صاف تھا کہ وہ چار بجے چھت پر اسکا انتظار کرے گا۔۔زلیخا نے ہاں میں سر ہلایا تھا شیر خان باہر جا چکا تھا۔۔

ارے زلیخا بچے ادھر کیوں کھڑی ہو آ جاؤ یہاں بیٹھو دیکھو میں نے تمہارے لئے بلکل تمہاری وسند کا سوٹ بنایا ہے وہ بھی اپنے ہاتھوں سے مورے نے اسے دیکھتے پیار سے بلایا تھا اور اسکے لئے بنایا گیا اپنا قبائیلی سوٹ اسے دکھایا تھا۔۔

واہ مورے یہ تو بہت خوبصورت ہے لیکن اس گھر میں خجستہ بھابی بھی تو ہے نہ ؟ تو اسکے لئے نہیں بنایا اپ نے ؟

مورے تو اسکی بات سن کر ہی حیران رہ گئی تھی۔۔

بھابی۔۔۔

ہاں وہ شجر خان کہتا ہے وہ ہمارا لالہ ہے ہم اسکا بہن ہے ہماری عزت کا محافظ ہے وہ تو اسکی بیوی تو میری بھابی ہوا نہ زلیخا نے ہنستے ہوئے ہاتھ پر تالی مارتے کہا تھا یہ باتیں کرتے وہ اندر سے خون کے آنسو رو رہی تھی لیکن یہ ڈرامہ کرنا بھی ضروری تھا ۔۔

ہاں وہ صحیح کہتا ہے وہ تمہارا کزن بھائی ہے اور خجستہ تمہاری بھابی ہے ۔۔ مورے نے اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی ۔۔

لیکن مورے اگر وہ بھابی ہے تو باہر کیوں نہیں آتا؟ بات بھی نہیں کرتا سب سے ۔۔ بس خاموش رہتا ہے کیوں؟

کیا اسکے ساتھ کچھ ہوا ہے؟ زلیخا سے جتنا ہو سکا اسنے لہجے میں بیچارگی لا کر مورے سے پوچھا تھا

اس بچے پر تو قیامت ٹوٹا ہے قیامت بڑی مشکل سے وہ کچھ سمبھلی ہے اسکے سامنے کسی بات کا ذکر نہ کرنا ۔۔ اور ہاں تم نے دوائی لی ہے وقت پر؟ مورے نے اب اسے آڑے ہاتھوں جا لیا تھا ۔۔

ارے میں نے کھالیا وہ کڑوی گولی دل تو نہیں مانا تھا لیکن اپکی وجہ سے کھالیا اسنے مورے کے گلے میں باہیں ڈالتے مسکرا کر کہا تھا لیکن نظریں اسکی چھت کی طرف تھی جہاں پر اسے شیر خان جاتا ہوا نظر آیا تھا۔۔

مورے آج میرا دل آپکے ہاتھ کا وہ گڑ اور اخروٹ والا پراٹھا کھانے کا کر رہا ہے بنا دو نہ۔۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔۔

لیکن ابھی تو شام ہے اس وقت کھاؤ گی؟ مورے نے حیرانگی سے اسے دیکھتے دریافت کرنا چاہا۔۔
جی مورے بس دل کر رہا ہے نہ۔۔ زلیخا نے بیچارگی طاری کرتے کہا۔۔
ارے تو اس میں کیا پریشانی والی بات ہے میں ابھی اپنے بچے کے لئے بنا کر لاتی ہوں تم بھی منہ ہاتھ دھو کر آجاؤ۔۔

اور مورے یاد سے چائے میں چینی نہیں نمک ڈالنا ہے اسنے مورے کو یقین دہانی کروائی تھی۔۔

ہاں ہاں جانتی ہوں۔۔ ابھی بناتی ہوں مورے مسکراتی ہوئی باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی تھی
۔۔

زلیخانے آس پاس نظریں دوڑاتے ہوئے جلدی سے چھت کی طرف اپنے قدم بڑھائے تھے اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا اسے لگتا تھا جیسے وہ بہت غلط کرنے جارہی ہے لیکن اسکے ساتھ بھی تو غلط ہوا تھا اور جو کچھ اسکے ساتھ ہو چکا تھا اسکے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں تھا ایسا سوچتے اور بار بار اپنے ضمیر کو یہی یاد دہانی کرواتے ہوئے وہ جلدی سے اگے بڑھ گئی تھی اب وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔۔

جی بی بی دی کس لئے بلوایا ہے مجھے آپ نے شیر خان نے اسے اوپر اتے دیکھ اس سے وجہ جاننی چاہی تھی وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا۔۔

اگر شجر خان اسے یوں یہاں دیکھ لیتا تو یقینا ایک بڑا طوفان کھڑا ہو جانا تھا جو وہ نہیں چاہتا تھا۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے ؟ کوئی پیچھے پڑا ہوا ہے کیا؟ زلیخا نے دروازہ بند کرتے اسکو دیکھ کر کہا تھا۔۔

نہیں بی بی جی وہ خان نے دیکھ لیا تو۔۔۔ وہ ڈرتے ڈرتے اپنی بات رکھتے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔۔

تم پریشان مت ہو تمہارا خان یہاں نہیں آئیگا۔۔بغیر وقت ضائع کئے مدعے پر آتی ہوں میں میں نے اس دن تمہاری باتیں سن لی تھی جب تم کسی کو فون پر بتا رہے تھے کہ خجستہ کو اغوا تم نے کیا تھا جسے سب نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ ناراض ہو کر کہی چلی گئی تھی۔۔

سوچو اگر یہ بات شجر خان کو پتا لگے تو وہ تمہارے اتنے ٹکرے کرے گا کہ گن نہ سکو گے۔۔زلیخا نے اسے دیکھتے طنزیہ مسکراتے کہا تھا۔۔

وہ۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔نے۔۔ایسا کچھ۔۔۔ نہیں کیا تھا۔۔یہ اپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔

اب زیادہ بنو مت میں سب جانتی ہوں تم کتنے دودھ کے دھلے ہوئے ہو میں یہاں تمہاری صفائی سننے نہیں آئی ہوں بلکہ اب جو کہنے والی ہوں اس پر عمل کرو۔۔

زلیخا نے اپنا سارا منصوبہ اسے بتایا اور اسے دیکھتے اس سے رائے لینا چاہی لیکن بی بی کی اگر کسی کو ذرا بھی بھلک پڑی اس میں میرا ہاتھ ہے تو شجر خان مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔۔تم اسکی پریشانی مت لو میں ایسے حالات پیدا کر دوں گی اسکا دھیان جائیگا ہی نہیں تمہاری طرف۔۔

جلد از جلد اس منصوبے پر عمل کرو۔۔ وہ اسے ہدایت کرتے خود مورے کے پاس واپس جا چکی تھی اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی کچھ دیر پہلے والی زلیخا ہے جسکے دل میں اس گھر کے مکینوں کے لئے نفرت کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔

وہ بھول رہی تھی کہ وہ بھی اس گھر کا حصّہ ہے اور اسکے ساتھ جو ہوا اس میں ان سب کا کوئی قصور نہیں تھا لیکن اس وقت اسکے سر پر بدلے کا بھوت سوار تھا۔۔ کل شام اسے دیکھنے کے لئے لوگ انے والے تھے۔۔

خجستہ نے اپنا پورا زور لگا کر شجر خان سے دوری بناتے انگلی کی مدد سے اسے دور رہنے کا اشارہ کیا تھا ۔۔

میرے قریب بھی مت آنا۔۔ دور رہو مجھ سے ۔۔۔

اور تم تم یہاں کیا کر رہی ہو چلی جاؤ یہاں سے ورنہ یہ تمہیں بھی مار دیگا چلی جاؤ یہاں سے۔۔ وہ شجر خان کو دور کرتے دیوار کی طرف منہ کرتے سامنے دیوار کو چلاتے ہوئے وہاں سے جانے کا کہہ رہی تھی۔۔

اسکی حالت اس وقت قابل رحم لگ رہی تھی وہ اس فیز سے باہر اہی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

شجر خان نے دکھ اور سنجیدگی سے اپنے دونوں لبوں کو باہم پیوست کئے اسکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کیا تحق اسنے دل میں ایک فیصلہ لے لیا تھا۔۔اب اسے دوبارہ وہی سب دھرا کر اخجستہ کو اسکے حواسوں میں واپس لانا تھا یہ عمل تکلیف دہ تو تھا لیکن یہ اب ضروری تھا

بیڈ پر پٹخنے کے ساتھ ہی وہ خود بھی اسکے اوپر آیا تھا اسنے اپنا چہرہ خجستہ کے بالوں میں چھپایا تھا کئی آنسوں اسکی آنکھ سے گرتے خجستہ کے بالوں میں جذب ہوئے تھے۔۔سنے دکھ سے آنکھیں میچی ہوئی تھی۔۔

خجستہ ایک دم سے جیسے ہوش میں آئی تھی اسنے یہاں وہاں دیکھتے اپنی حفاظت کے لئے سامان تلاشنا چاہا تھا جب اسکی نظر ٹیبل پر پڑے واس پر گئی تھی بہت مشکل سے شجر خان کے وجود کو برداشت کرتے وہ تھوڑا اگے کو کھسکی تھی۔۔

شجر نے اسے ہلنے جلنے دیا تھا وہ تو بس اسے اس فیض سے نکالنا چاہتا تھا اسکے دل میں ایسا کوئی بھی خیال نہیں تھا۔۔

جو غلطیاں وہ پہلے کر چکا تھا اب دوبارہ سے وہی غلطیاں دوہرانا نہیں چاہتا تھا۔۔

مجھے معاف کر دو میں نہیں جانتا تھا کہ ایسا کچھ ہو جائیگا میں تو بس اس دن تمہیں خوف زدہ کرنا چاہتا تھا تمہیں خود سے بدگمان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

بس اسے میری آخری غلطی سمجھ کر۔۔ وہ اس سے اپنا چہرہ چھپائے اسکے بالوں کی خوشبو محسوس کرتا ہوا بول ہی رہا تھا ابھی اسکے الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے

جب اسکے منہ سے بے ساختہ ایک کراہ نکلی تھی وہ اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھتے فوراً اس سے دور ہوا تھا اور آنکھوں میں حیرانگی اور دکھ لئے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

اس دنیا میں اگر بدصورت مرد کی کوئی شکل ہوتی وہ تمہاری ہوتی شجر خان۔۔ ہاں تم اس دنیا کے سب سے بدصورت مرد ہو جسنے اپنی بیوی کے دل میں خوف بٹھانے کے لئے انسانیت کی ہر حد پار کردی تھی۔۔

تم جانتے ہو تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے اور نہ ہی اپنے کئے پر افسوس ہے تم تو بس اپنی انے والی سلطان کا غم منا رہے ہو جسے مارنے والے بھی تم خود ہی تھے۔۔

میں پہلے بھی کہی نہیں تھا آج بھی کہی نہیں ہوں اور اگے بھی تمہاری زندگی میں نہیں ہونگی۔۔ تم صرف خدسے محبت کرتے ہو۔۔

اور جانتے ہو جو خود سے محبت کریں وہ کسی سے وفا نہیں کر سکتے سب جھوٹ تھا جو تم نے کہا اور آج جو تم کرر ہے ہو نہ یہ سب بھی جھوٹ ہے۔وہ غصّے سے کانپتی آواز میں اس سے بول رہی تھی ۔۔ شجر خان کے سر سے خون کی ایک لکیر نکلتے اسکے ماتھے تک جا رہی تھی لیکن اسے پرواہ نہ تھی جو تکلیف اسے اس وقت خجستہ کے دل میں بھری اپنے لئے نفرت کو جان کر ہو رہی تھی یہ معمولی سے چوٹ تو اسکے سامنے کچھ بھی نہ تھی۔۔

مجھے ایک موقع تو دو میں تھیں۔۔۔ابھی وہ بولتا کہ اسنے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ کروادیا تھا۔۔

کس چیز کا موقع چاہیے تمہیں؟ مجھے دوبارہ سے توڑنے کا؟اور اب کیا کرنے جا رہے تھے؟ مجھے زندگی کی طرف لا رہے تھے یا میرے مرنے کا سامان تیار کر رہے تھے؟

تمہیں شدت سے بس ایک ہی چیز کرنی آتی ہے اور وہ ہے نفرت۔۔۔اور یقین جانو اب میں بھی تم سے آخری حد تک نفرت کرنے لگی ہوں آخری حد تک۔۔۔ تمہیں توڑ کر رکھ دوں گی میں اور اسکے لئے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے میں جاؤں گی۔۔

شجر خان تو خجستہ کا یہ روپ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا آج اسے وہ پہلی ملاقات والی خجستہ لگ رہی تھی ۔۔۔جو نڈر تھی۔۔

اسکے دل میں ہوک سی اٹھی تھی مٹھیاں زور سے میچتے اسنے اپنے غصّے پر قابو کیا تھا۔۔ہاں اسے خجستہ کی حالت پر افسوس تھا لیکن اسکی دوری اب شجر خان کے لئے سوہان روح تھی۔۔

پتا ہے مجھے اس بچے کے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔۔اچھا ہوا مر گیا وہ اس دنیا میں انے سے پہلے ہی۔۔ورنہ وہ بھی تمہاری طرح بنتا ظالم جابر اور ایک اور خجستہ کی زندگی برباد ہوتی اور اگر لڑکی ہوتی تو تمہارے کئے کا بھگتان اسے بھرنا پڑتا اس لئے اچھا ہے تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بچے کو مار دیا تم اس قابل نہیں ہو کہ یہ خوشی تمہاری جھولی میں ڈالی جائے۔۔

میں آج دعا کرتی ہوں شجر خان کے تمہیں اولاد کا سکھ کبھی نصیب نہ ہو تم بے چین رہو تڑپو لیکن تمہیں یہ خوشی نصیب نہ ہو۔۔وہ غم وغصّے کی کیفیت میں چلائی تھی اسکی آواز سن کر جمیلہ فورا سے خانم بی کے پاس بھاگی تھی۔۔

خانم بی گستاخی معاف وہ خجستہ بی بی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے وہ چلا رہی ہے۔۔خانم بی اور مورے جلدی سے اپنا کام چھوڑتی خجستہ کو دیکھنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

اور بہت ناز ہے نہ تمہیں اپنی عزت پر دیکھنا میں تمہاری اسی عزت کو تار تار کردوں گی تم مجھ سے محبت کا دم بھرنے والے خود اپنے ہاتھوں سے مجھے اپنی زندگی سے دفع کرو گے۔۔میری باتیں لکھ کر رکھ لو کیوں کہ بہت جلد یہ سب ہونے والا ہے۔۔۔
تمہاری عزت کو مٹی کردوں گی جیسے تم نے مجھے مٹی کر دیا ہے بے جان مٹی کا پتلا بنادیا ہے۔۔دیکھ لینا میری بات لکھ کر راہ لو شجر خان میں ایسا کروں گی۔۔

وہ غم وغصّے سے چلاتے شجر خان کا گریبان پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچتے چلائی تھی شجر خان نے اپنے لئے اسکی آنکھوں میں جنون کی حد تک نفرت دیکھی تھی جو دیکھنا اس کی برداشت سے باہر تھا خود پر لاکھ پہرے بٹھاتے اسنے باہر کی راہ لی تھی۔۔لیکن دروازے میں خانم بی مورے اور انکے پیچھے امریز خانم کو مسکراتا دیکھ وہ اونی نظریں جھکاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا اسکی گاڑی کی آواز

سنتے خانم بی نے شیر خان کو اسکے پیچھے جانے کا اشارہ کیا اور خود اندر داخل ہوئی تھی جہاں خجستہ ٹوٹی بکھری حالت میں پائی گئی تھی۔۔

امریز خانم تو خجستہ کی باتیں سن کر دل ہی دل میں خوش ہوئی تھی کہ بلا خود ٹلنے والی ہے۔۔

خانم بی اور مورے نے خجستہ کو سمبھالا تھا انکو خجستہ کے نادر خیالات جان کر دکھ ہوا تھا وہ سوچ کر بیٹھی تھی کہ خجستہ کو سمجھائے گی کہ وہ یوں اپنا گھر برباد نہ کرے ورنہ خالی ہاتھ رہ جائیگی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ کونسا طوفان انکی رہ تک رہا تھا مشکلات ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ اصل مشکلات تو اب شروع ہوئی تھی خجستہ کو دوائی دیتے آرام کرنے کا کہہ کر وہ نیچے اکر تیاریوں میں لگ چکی تھی کیوں کہ آج زلیخا کو دیکھنے کے لیے لڑکے والے انے والے تھے

زلیخا نے آج لال رنگ کا قبائیلی سوٹ زیب تن کیا تھا جس میں وہ نظر لگ جانے ہی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ آنکھوں میں کاجل بھر بھر کر لگایا گیا تھا ہاتھوں میں لال رنگ کی ہی چوڑیاں پہنتے اسنے ایک نظر اٹھا کر بھی خود کو شیشے میں نا دیکھا تھا کیوں کہ یہ سب تو فضول میں وہ کر رہی تھی۔۔

وہ عالم کو تڑپانا چاہتی تھی تا کہ وہ تڑپے اور اسکی غیرت پر چوٹ لگے کہ اسکے نکاح میں ہوتے ہوئے بھی اسکی بیوی کو لڑکے والے پسند کرنے ارہے تھے۔۔

جتنی میں حسین لگ رہی ہوں نا اس سے کئی زیادہ اب زہریلی ہو چکی ہوں اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہی تو ہوا ہے میرے وجود کے ہر حصّے میں زہر تم نے خود بھرا ہے اب اسکا مزہ چکھنے کے لئے بھی تیار رہو تمہیں بھی تو اس زہر سے ملنے والی تکلیف کا احساس ہونا چاہیے نا؟ وہ آئینے میں دیکھتے خود سے ہمکلام تھی۔۔

زلیخا بچے ابھی تک تیار؟۔۔۔ مورے اسے لینے کمرے میں آئی تو اسکی صورت دیکھتے انکی بات ادھوری ہی رہ گئی تھی ماشاءاللہ ماشاءاللہ میری بچی کو نظر نا لگے انہوں نے سائیڈ سے کاجل لیتے اسکے کان کے پیچھے لگا دیا تھا۔۔

جی مورے میں تو بلکل تیار ہوں دیکھیں؟ وہ چہرے پر معصومیت طاری کرتے ان سے بولی۔۔

ہاں بچے یہ دوپٹہ سر پر اچھے سے سیٹ کر لینا تم جانتی ہو نہ خانم بی کو۔۔اور نیچے جب جاؤ گی تو نظریں جھکا کر رکھنا اور زیادہ بات چیت نہ کرنا۔۔

کیوں مورے ؟اگرایسی ہی بات ہے تو پھر انکو میری تصویر دکھادے میں نہیں جارہی نیچے ۔۔وہ منہ پھلا کر بولی یہ بھی کوئی بات ہوئی چپ رہنا ہے نظریں نیچی رکھنی ہیں اللہ نے زبان بولنے کے لئے اور آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں تو استعمال تو کرنا پڑے گا ناورنہ زنگ لگ جائیگا وہ مورے کو دیکھتے شرارت سے بولی۔۔

مورے اسے پہلے کی طرح خود سے گھلتے ملتے دیکھ دل سے خوش ہوئی تھی۔۔

مجھے کچھ دیر زلیخا سے بات کرنی ہے اکیلے میں امریز بیگم کمرے میں اکر دیوار کی طرف دیکھتے اپنی بہن آرمینا بیگم سے مخاطب تھی۔۔انہوں نے انکی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا وہ آرمینا کی سوتیلی بہن تھی انکو ہمیشہ سے یہی لگتا تھا کہ آرمینا نے اسکے حصّے کی خوشیاں اس سے چھینی ہیں ورنہ وہ آج اس گھر میں ہوتی امریز بیگم بچپن سے ہی آرمینا سے جلتی آئی تھی خوبصورت تو دونوں بہنیں ہی تھی لیکن آرمینا کی سیرت اور اسکی حیا کو دیکھتے اسد خان کو وہ بھا گئی تھی اس لئے آج وہ اس گھر میں موجود تھی۔۔تب سے ہی امریز کے دل میں اپنی بہن کے لئے حسد اور جلن اور بڑھ گئی تھی۔۔

زلیخانے ایک نظر مورے کو دیکھااور خاموشی سے بستر پر بیٹھ گئی امریز بیگم نے دروازہ بند کرنے کے بعد اسکے قریب اتے اسکے منہ کو دبوچا۔۔ کیا سمجھتی ہو تم؟ میری بھر سوں کی محنت پر یوں پانی پھیر دو گی؟

نہیں ہر گز نہیں میں یہ شادی کسی قیمت پر نہیں ہونے دوں گی پھر چاہے اسکے لئے مجھے تمہارے اغواہونے کا راز ہی کون نہ سب کے سامنے کھولنا پڑے۔۔امریز بیگم اپنا غصّہ اس پر نکال کر جا چکی تھی جب کہ زلیخا بغیر انکے غصّے اور نفرت کا کوئی اثر لئے آئینے کے سامنے گئی اور اپنا چہرہ پھر سے صحیح کرنے لگی۔۔

اسے اپنی ماں سے اب کوئی امید نہیں تھی اور امید۔لگائی بھی کیا جاتی؟ انکی بلا سے زلیخا مرتی مر جائے بس انکو یہ دولت مل جائے یہاں انکا راج چلے

زلیخا کو لڑکے کی ماں دیکھ کر جا چکی تھی اور انکو زلیخا اپنے اکلوتے بیٹے اعجاز راؤ کے لئے پسند بھی آچکی تھی وہ بس اب جلد از جلد اسے اپنی بہو بنالینا چاہتی تھی۔۔۔

لڑکے کو مردان خانے میں اسد خان اور شجر خان کے پاس بھیجا گیا تھا کیوں وہ سب پٹھان تھے اور پٹھانوں رشتہ دیکھنے خواتین گھر کے اندر جب کہ مرد حضرات مردان خانے میں دعوت سے۔

نوش فرماتے تھے۔۔اعجاز ایک نہایت ہی شریف لڑکا تھا جو کہ شہر میں قیام پذیر تھا اسکی سدر مارکیٹ میں کپڑے کی کئ دکانیں تھی اور وہ کپڑا ابھی اسکے پارٹنر کی کمپنی سے ہی آتا۔۔ساتھ ہی ساتھ وہ گاؤں کی زمینوں کا بھی حساب رکھتا تھا نماز روزے کا پابند اور شریف انسان تھا اسد خان کو وہ لڑکا بہت پسند آیا تھا شجر کو بھی ڈھونڈنے سے بھی اس میں کوئی برائی نظر نا آئی لیکن وہ اونی تصدیق کے لیئے اپنے بندوں کو اعجاز کی ساری معلومات نکالنے پر لگا چکا تھا۔۔

کتنی عجیب بات تھی ہونے گھر کی عورت کا رشتہ طے کرنے سے پہلے وہ اتنی تحقیق کروا رہا تھا اور خود وہ خجستہ کے ساتھ کیا کچھ کر چکا تھا؟اسے لگتا تھا شادی کی وجہ سے گھر کا ماحول بدلے گا تو خجستہ بھی صحیح ہو جائیگی اسکی صحت پر اچھا اثر پڑے گا لیکن وہ نہیں جانتا تھا انے والے وقت میں اپنے ہاتھوں سے وہ سب کچھ برباد کرنے والا تھا

وہ لوگ زلیخا کو نا صرف پسند کر کے بلکہ منگنی کی انگوٹھی بھی پہنا کر جا چکے تھے شادی کی تاریخ انہوں نے اگلے مہینے کی پہلی تاریخ یعنی جمعہ کے دن کی رکھی تھی جمعہ کو نکاح کے بعد اگلے دن سے رسمیں ہونی تھی اسکے بعد رخصتی قرار پائی تھی مورے اور خانم بی زلیخا کے اتنے اچھے نصیبوں پر خوشی سے نہال تھی لیکن زلیخا کے ساتھ ہوئے حادثے کو لیکر خوف زدہ بھی تھی اگر سچ سامنے آجاتا تو ایک نیا طوفان کھڑا ہونا تھا اسنے کمرے میں اتے ہی اس انگوٹھی کو اتار کر پھینکا تھا اور کمرے نقشہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔

عالم عالم عالم۔۔۔ صرف تمہاری وجہ سے آج مجھے اتنی تکلیف اتنی اذیت سے گزرنا پڑ رہا ہے یاداشت ہوتے ہوئے سب سے سچ چھپا کر اس ڈر سے گھوم رہی ہو کہ نجانے کیا سوچے گے کیا سوال کریں گے تمہارے نکاح میں ہونے کے باوجود یہ انگوٹھی پہن کر کسی روبوٹ کی طرح سج کر بیٹھی ہوئی تھی صرف تمہاری وجہ سے وعدہ میں میرا تمہاری زندگی کو جہنم بنادوں گی۔۔

ہچکیوں سے روتے وہ بار بار خود کو ایک ہی بات باور کروا رہی تھی۔۔

عالم کو پتا چل چکا تھا کہ وہ حویلی واپس جاچکی ہے اس لئے وہ بھی اب گاؤں واپس جانا چاہتا تھا لیکن یہاں پر اسکی نوکری تھی اسنے سوچا کیوں نہ چھٹیاں لے کر چلا جائے۔۔

گھر جاتے اس نے برکت بیگم سے بات کی۔۔ مورے میں سوچ رہا ہوں کچھ دن گاؤں سے ہو اتے ہیں میں وہاں کی فضا کو بہت یاد کر رہا ہوں۔۔ ہاں کیوں نہیں چلتے ہیں۔ ابھی وہ بتوب میں ہی مصروف تھے جب نینا کی چچی اسے گھسیٹتی ہوئی گھر لیکر آئی تھی۔۔

کہاں جانے کی تیاری ہے اس آوارہ کو بھی ساتھ لیکر جاؤ جو ہمارے منہ پر کالک ملنے کی تیاریوں میں ہے اسکی چچی نے نینا کو دھکا دیتے برکت بیگم کی طرف دھکیلا تھا۔۔

کیاہو گیا ہے آپکو کیوں بچی کو اسطرح سے ذلیل کر رہی ہیں اپ کچھ خدا کا خوف کریں یتیم کی آہ ساتھ آسمانوں تک جاتی ہے۔۔ برکت بیگم نے انکو کٹیلی نگاہوں سے دیکھتے ان پر طنز کیا تھا جسکا مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

بہن بس بس مجھے یہ یتیمی کا پاٹ نہ پڑھاؤ اپنے گھر میں نظر رکھی ہوتی تو آج یہ سب نہ ہوتا تمہاری چہیتی کل سے بستر پر لگی ہوئی ہے اور الٹیاں کئے جا رہی ہے مجھے تو پہلے ہی شک تھا یہ کیوں اتنے چکر لگاتی ہیں یہاں کے۔۔ وہ ہاتھ نچا نچا کر بولی تھی شائد انکو موقع چاہیے تھا نینا سے جان چھڑوانے کا جو آج انکو مل چکا تھا۔۔

کیسی بے ہودہ باتیں کر رہی ہیں ذرا شرم نہیں آ رہی آپکو یوں کسی کے کردار کی دھجیاں اڑاتے ہوئے؟ لگتا ہے اسی لئے اس پاک ذات نے آپکو اس نعمت سے محروم رکھا ہوا ہے کیوں کہ اپ اس لائق ہے ہی نہیں عالم غصّے میں تے ہوئے بولا۔۔۔

بس چپ کرو تم تو خود ایسی حرکتیں کرتے شرم نہیں آتی اور اب آئے بڑے مجھے سکھانے والے اسکے چچا مولوی کو لیکر آ چکے ہیں نکاح پڑھواؤ اور لیکر جاؤ اسے جہاں جانا ہے لیکن اب یہ میرے پاس تو ہرگز نہیں رہے گی۔۔

برکت بیگم تو یہی چاہتی تھی کہ نینا انکی بہو بنے لیکن اسطرح سے بنے گی یہ انہوں نے نہیں سوچا تھا لیکن جو بھی تھا وہ اب اس بچی کو مزید پریشانی میں نہیں دیکھ سکتی تھی اس لئے عالم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے خاموش رہنے کو کہا۔۔

تھوڑی دیر میں مولوی صاحب آچکے تھے عالم تو انکو دیکھتے ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا۔۔اور ماں کو اشارہ کرتے کمرے میں بند ہو گیا۔۔نینا اسکا رویہ دیکھ مزید دکھی ہوتی خاموشی سے سسکی بھر گئی تھی نجانے اسنے اور کتنا کچھ سہنا تھا۔۔

مورے میں یہ نکاح نہیں کر سکتا میں اپنے کسی دوست سے بات کرتا ہوں اپ اسکا نکاح اس سے کروادیں لیکن میں یہ نہیں کر سکتا۔۔

کیوں نہیں کر سکتے تم؟اور شرم نہیں آتی اپنے دوست کو کیا کہو کے ایک لڑکی ہے گری پڑی اس سے نکاح کرلو؟ یہ اہمیت ہے تمہاری نظر میں اس لڑکی کی؟ جسنے خود سے زیادہ تمہاری ماں کا خیال رکھا ہے؟

مورے ایسی بات نہیں ہے اسکی عزت ہے لیکن میں پھر بھی تے شادی نہیں کر سکتا میری بات کو سمجھے میں پہلے ہی بہت بڑی غلطی کر چکا ہوں اب ایک اور زندگی تباہ نہیں کر سکتا وہ پیشمانی سے بولا۔۔

کیوں ایسا بھی کیا کر چکے ہو جو اسطرح کی باتیں کر رہے ہو؟انہوں نے کڑے تیوروں سے دریافت کرنا چاہا۔۔

میں نہیں بتا سکتا آپ کو۔۔۔وہ نظریں چرا گیا۔۔۔

کیوں نہیں بتا سکتے ماں ہوں میں تمہاری۔۔۔

مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے میں کسی اور سے خفیہ نکاح کر چکا ہوں وہ بھی آج نہیں بلکہ نو مہینے پہلے اور نکاح میں نے زبردستی کیا تھا اس سے اسی لئے گاؤں چھوڑ کر شہر آیا تھا۔۔وہ شرمندہ سا بولا۔۔

برکت بیگم تو ڈھ سی گئی تھی۔۔

لیکن مورے میں اسے پسند کرتا ہوں میں سب صحیح کر دوں گا لیکن میں یہ نکاح نہیں کر سکتا۔۔

تم ابھی اور اسی وقت نینا سے نکاح کرو گے ورنہ میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے اور میں قطعی اجازت نہیں دوں گی کہ تم میرے جنازے پر بھی اؤ۔۔وہ دوٹوک بولی۔۔جو کچھ عالم کر چکا تھا وہ غلط تھا لیکن اب نینا کو یہاں چھوڑنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا کیا پتا کل کو اسکی چچی اسے کسی جواری یا زیادہ کے آدمی کے ساتھ رخصت کر دیتی۔۔

لیکن مورے سب سچ جاننے کے بعد بھی آپ۔۔۔

میں نے کہہ دیا سو کہہ دیا تم بس چپ چاپ باہر جا کر اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لو گے۔۔۔

پھر تھوڑی ہی دیر میں نا چاہتے ہوئے بھی وہ ایک اور لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر چکا تھا ابھی تو زلیخا کو ماننا باقی تھا اگر اسے اس نکاح کا پتا چلتا تو کیا وہ مانتی؟ نہیں ہر گز نہیں وہ اسے پتا چلنے ہی نہیں دیگا۔۔

شام میں وہ مورے اور نینا کو لیتے گاؤں روانہ ہو چکا تھا جہاں سے اسکی مشکلات کی شروعات ہو چکی تھی۔۔

نیناخود کواب کافی حد تک سمبھال چکی تھی۔۔اب وہ مطمئن تھی اور کافی خوش بھی تھی اسکی مشکلات اب ختم ہو چکی تھی۔۔وہ شیشے سے بار بار عالم کو دیکھتے مسکرادیتی اور اسکے دیکھنے سے پہلے ہی باہر دیکھنے لگ جاتی۔۔لیکن وہ انجان تھی اسکی مشکلات ختم نہیں بلکہ زندگی کی اصل تلخیوں سے تووہ اب واقف ہونے والی تھی۔۔۔جن سے بے خبر وہ اپنے آج میں خوشی سے بار بار دل ہی دل مو اپنے رب کا شکرادا کررہی تھی

سب لوگ نیچے کاموں میں مصروف تھے شجر خان اسد خان کو منانے کے جتن کر رہا تھا خجستہ نے الگ نولفٹ کا بورڈ اپنے چہرے پر سجار کھا تھا بلکہ اسے جہاں شجر خان کی موجودگی کا احساس ہوتا وہ وہاں سے چلی جاتی۔۔

شجر خان کی برداشت اب جواب دے چکی تھی وہ اب خجستہ کو منانے کا ارادہ رکھتا تھا اسنے خجستہ کے لئے ایک نائٹ آرڈر کی تھی ساتھ میں کچھ اور بھی ضروریات کی اشیاء بھی شامل تھی ابھی وہ کمرے میں داخل ہوتا جب جمیلہ نے اسے اسد خان کا پیغام دیا تھا کہ وہ اسے مردان خانے میں بلا رہے ہیں۔۔۔

اسنے وہ سامان جمیلہ کو اندر رکھنے کا کہا اور خود انہیں قدموں واپس مڑ گیا تھا اسد خان نے اسے کسی کام کے سلسلے میں ڈیرے پر بھیجا تھا شجر خان کا دل تو نہ تھا لیکن کام ضروری تھی جسکی وجہ سے وہ

انکا نا نہیں کر پایا تھا اسنے جاتے ہوئے ایک نظر اپنے بند کمرے کے دروازے پر ڈالی اور خود باہر نکلتا چلا گیا۔۔

زلیخا نے جمیلہ کو کاموں میں الجھایا اور خجستہ کے کمرے میں چلی گئی جہاں وہ کھڑکی میں کھڑی باہر برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔۔

ہم لڑکیوں کے ارمان بھی اس بارش کے قطروں کی طرح ہیں جیسے یہ بے مول ہو رہے ہیں ویسے ہی ہمارے ارمانوں کا قتل کیا جا چکا ہے اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے میری یاداشت کبھی گئی ہی نہیں تھی جاننا چاہو گی میں نے یہ سب ناٹک کیوں کیا؟

خجستہ ہونک چہرہ لئے زلیخا کو دیکھ رہی تھی جو کہی سے پہلے والی نہیں لگ رہی تھی۔۔

تو سنو میرے ساتھ اے سب تمہارے عاشق عالم نے کیا ہے شجر خان سے بدلہ لینے کے لئے اسنے مجھے اغوا کر کے زبردستی مجھے نکاح کرنے کے لئے راضی کیا۔۔ جانتی ہو اسنے کیا کہا تھا۔۔

اسنے کہا تھا اگر میں نے نکاح کے لئے حامی نہ بھری تو وہ میری عزت کو تار تار کرتے شجر خان سے بدلہ لے لے گا میں تب بھی نہیں مانی تھی مجھے لگا کوئی اتنا کیسے گر سکتا ہے تو جانتی ہو اسنے کیا کیا؟

اسنے میرے سر سے دوپٹہ اتار کر پھینکتے مجھے بستر پر دھکا دیا تھا اور تب میں سمجھ گئی میرے سامنے کوئی انسان نہیں بلکہ ایک شیطان موجود ہے جسے صرف نوچنا آتا ہے میں نے عزت بچانے کے لئے نکاح کر لیا۔۔ہاہاہاہاہاہاوہ بے ساختہ دکھ اور اذیت سے قہقہہ لگا اٹھی اور دیکھو اسنے نکاح کے فورا بعد مجھے بے ابرو کرتے بیہوشی کی حالت میں ہی ندی کنارے پھینک دیا اس وقت تم اپنے شوہر کے ساتھ اپنی راتیں رنگین کر رہی تھی اس بات سے بے خبر کے میری زندگی میں تم دونوں کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے سیاہی مل دی گئی ہے۔۔

اب میں تمہارے اور شجر خان کے نصیب میں بھی وہی سیاہی مل دوں گی یہ کہتے وہ خجستہ کی طرف بڑھی تھی جو اسکی باتیں اور اذیت کا سنتے بے آواز ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

اسنے اگے بڑھتے خجستہ کے منہ کے قریب رومال کیا تھا جسے اس سے پہلے خجستہ پکڑتی کے اسکی خوشبو کو محسوس کرتے اسکے حواس معطل ہونے لگے تھے اسکے بعد اسکی آنکھوں کے اگے مکمل طور پر اندھیرا چھا گیا تھا

زلیخا نے اسے ایک طرف کرتے شجر خان کی لائی ہوئی نائٹی اسے پہنائی تھی اسے یہ سب غلط لگ رہا تھا اسکا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا لیکن خود پر گزری یاد کرتے وہ سب کچھ بھلا کر ہر حد پار کر

چکی تھی اسنے ٹیبل پر پڑا میک اپ کا سامان اٹھایا تھا اور خجستہ کے گلے پر اور بازوؤں پر اسنے لال نشان بنانے کے بعد اسکے ایک چادر میں ڈھانپ کر شیر خان کو بلایا تھا۔۔

میں سارا انتظام کر چکی ہوں شجر خان بھی ڈیرے پر جا چکا حیا اسکے انے تک تم اپنا کام کر لینا میں تب تک سب کو نیچے ہی مصروف رکھوں گی لیکن تم اسے یہاں نہیں بلکہ کونے والے کمرے میں لے جاؤ تاکہ اسکے چلانے کی آواز نیچے نا آئے وہ اسے ھدایت دیتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔

فکر مت کرو زلیخا بی بی اسکے ساتھ تو اج میں جی بھر کر موج کروں گا لیکن بخشوں گا تمہیں بھی نہیں۔۔۔اب یہ بھی تو راز ہے نا کہ مجھے یہاں تک لیکر آیا کون ؟ وہ خباثت سے ہنستا ہوا خجستہ کو باہوں میں بھرے باہر کی طرف ایک نظر جھانک کر دوسرے کمرے کی طرف تیز تیز قدم بڑھانے لگا تھا۔۔

شجر خان نے جلدی جلدی اپنا کام ختم کیا وہ شیر خان کو کب سے کال کر رہا تھا لیکن وہ فون ہی نہ اٹھا رہا تھا اس خبیث کو تو انے دو اچھا سبق سکھاؤں گا۔۔زندگی جہنم بنی ہوئی ہے لیکن بس اب بہت ہوا اب سب کچھ میں اپنے ہی سٹائل میں صحیح کروں گا میری شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں سب۔۔وہ سوچتے سگریٹ سلگاتے گاڑی میں سوار ہوا۔۔

ادھر شیر خان نے خجستہ کو بستر پر آرام سے لٹا کر کمرے کا دروازہ اچھے سے لاک کیا تھا اور خود اسکی طرف بڑھا ہر بار ہاتھ سے ریت کی طرح پھسل کر نکل جاتی ہو اور میری قسمت دیکھو آج اپنے ہی سسرال میں میرا بستر گرم کرنے لئے یوں بے بس پڑی ہوئی ہو آج تو وہ شجر خان بھی تمہیں بچا نہیں پائے گا اور جب تک تم ہوش میں اؤ گی تمہیں لگے گا یہ سب شجر خان نے کیا ہے ہاہاہاہا وہ قہقہہ لگاتے بولا۔۔ شجر خان کو تو پچھلی بار ایسا گھمایا تھا کہ اسے لگا تم خود بھاگی ہو گھر سے اور اسنے جو کچھ کیا قسم سے تم اسی قابل تھی سزا تو تمہیں بھی ملنی چاہیے تھی نہ مجھ سے پہلے اسکے ہاتھ جو لگ گئی تھی۔۔ لیکن دیر آئے درست آئے وہ کہتے ہی اسے قریب گیا اور اسکے جسم پر موجود وہ چادر کھینچ کر اتار دی جسکے بعد خجستہ کو ایسی حالت میں دیکھتے اسکے تو منہ سے رال ٹپکنا شروع ہو گئی تھی

ویسے زلیخا بڑی زبردست چیز ہو تم اچھا انتظام کیا ہے تم نے ایسا ہی نظارہ ایک دن تم بھی پی ش کرتے یوں ہی میرے سامنے بے بس پڑی ہو گی۔۔ فلحال تو اس سے اپنے تڑپتے دل کو سکون دیا جائے۔۔

یہ کہتے وہ اسکی گردن پر جھکا تھا خجستہ جو ہوش میں آرہی تھی ابھی بھی اسی نشے کے زیر اثر اسے شجر تصور کرتے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی لیکن جب تک اسکے حواس بحال ہوئے تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔

شجر خان جیسے ہی گھر داخل ہوا اسے خجستہ کہی نظر نہ آئی وہ اسکے کمرے کی طرف گیا لیکن وہ وہاں بھی موجود نہ تھی تب زلیخا اسکے پاس آئی تھی۔۔

آپ خجستہ بھابی کو ڈھونڈ رہے ہیں ناوہ آج بڑی خوش تھی اتنا پیار اتیار ہوئی ہائے مجھے شرم آرہی ہے انہوں نے کہا تھا وہ کونے والے کمرے میں اپکا انتظار کر رہی ہے آپکے لئے ایک تحفہ ہے اسکے بعد وہ آپکو معاف کر دے گی زلیخا نے بڑی چالاکی سے شجر کو جلدی سے وہاں بھیجنا چاہا تھا کیوں کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جو اسکے ساتھ ہوا وہ زلیخا کے ستہ ہو وہ بس ان دونوں میں بدگمانی پیدا کرنا چاہتی تھی۔۔

ا ط